قدرت کے سامنے جھک جائے اور یہ پڑھے:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ اٰدَمَ صَفْوَةُ اللّٰهِ وَ فِطْرَتُهٗ وَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ مُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ عِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَ مُحَمَّدٌ حَبِيْبُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۝

تو ایسے شخص کا حشر قیامت کے دن اُمن پانے والوں کے ساتھ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے کرم کے ذمہ ہوگا کہ وہ اس کو جنت میں انبیاء کے ساتھ داخل فرمادے۔

شب دوشنبہ کی نماز

نماز حاجت اعمشؒ نے حضرت انسؓ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دوشنبہ کی شب میں چار رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار سورۂ اخلاص دس بار پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ ایکبار اور سورۂ اخلاص بیس بار پڑھے تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص تیس بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص چالیس بار پڑھے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرے اور سلام کے بعد ۷۵ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنے والدین کے لئے ۷۵ بار استغفار کرے پھر مجھ پر ۷۵ بار درود بھیجے اور اس کے بعد اپنی حاجت طلب کرے تو ضرور پوری ہوجاتی ہے کہ اس کا سوال پورا کرے اس نماز کو نماز حاجت کہا جاتا ہے۔

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شب دوشنبہ کو دو رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے پھر نماز پوری کرکے سلام پھیرے اور اس کے بعد پندرہ مرتبہ آیۃ الکرسی اور پندرہ مرتبہ استغفار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کا نام جنتی لوگوں میں مقرر فرمادیتا ہے خواہ وہ اہل دوزخ سے کیوں نہ ہو اور اس کے تمام ظاہری گناہ بخشدے گا اس کو ہر آیت کے بدلہ حج وغیرہ کا ثواب عطا فرمائے گا اور اگر دوشنبہ کے درمیان وہ فوت ہوگیا تو اس کو شہید کا درجہ ملے گا۔

شب سہ شنبہ کی نماز

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو کوئی سہ شنبہ کی شب میں دس رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایکبار اور سورۂ نصر پانچ بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ایک ایسا گھر عطا فرمائے گا جو طول و عرض کے اعتبار سے دنیا سے سات گنا بڑا ہوگا۔

شب چہار شنبہ کی نماز

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدھ کی رات میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ ہر رکعت کے بعد دس بار سورۂ فلق پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس بار سورۃ الناس، تو ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے آتے ہیں اور اس نمازی کے لئے قیامت تک ثواب لکھتے رہتے ہیں۔

شب پنجشنبہ کی نماز

ابو صالحؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ جمعرات کی رات میں مغرب و عشا کے درمیان دو رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پانچ بار آیۃ الکرسی پانچ بار سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھے پھر نماز سے فارغ ہو کر سو بار استغفر اللہ پڑھ کر اس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچائے تو گویا اس نے والدین کا حق ادا کر دیا۔ اگرچہ وہ اپنے والدین کا نافرمان اور عاق کردہ بیٹا ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو صدیقین اور شہدا کا درجہ عطا فرمائے گا۔

شب جمعہ کی نماز

حضرت جابرؓ کی روایت حضرت جابرؓ بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے شب جمعہ میں مغرب و عشا کے درمیان بارہ رکعت اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی گویا اس نے بارہ سال تک ان کے روزے رکھے اور رات کی عبادت کی۔

لیلۃ القدر کی عبادت کا ثواب کثیر بن سلیمؒ نے حضرت انس بن مالکؓ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عشا کی نماز جمعہ کی شب میں باجماعت ادا کرے اور اس کے بعد وہ شخص دو رکعت سنت ادا کرنے اور اس کے بعد دس رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایکبار اور معوذتین اور سورہ اخلاص ایک ایک بار پڑھے، پھر تین رکعت وتر ادا کر کے اپنی داہنی کروٹ پر سو جائے اور منہ قبلہ کی طرف رکھے تو اس کا اجر یہ ہے کہ گویا اس نے تمام شب قدر عبادت میں بسر کی۔

شب جمعہ میں درود کی کثرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جمعہ کی عظیم الشان رات اور تابناک دن میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو!

شب شنبہ کی نماز

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بندہ ہفتہ کی شب میں مغرب اور عشاء کے مابین بارہ رکعت نماز نوافل ادا کرے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے ایک قصر بنائے گا (عطا فرمائے گا) گویا اس نے ہر مؤمن اور مؤمنہ کے حق میں صدقہ ادا کیا اور یہودیت سے بیزاری کا اظہار کیا اور پھر خداوند تعالیٰ کے کرم کے وعدہ ہے کہ اسے بخشدے۔

نفلوں کی ادائیگی

قوبہ کے بیان میں ہم مفصلاً یہ کہہ چکے ہیں کہ فرائض اور سنن کی ادائیگی کے بعد نفل نمازوں، روزوں اور صدقات

ادا کرنے کی طرف توجہ کی جائے، فرائض و سنن کو ادا کئے بغیر ان عبادات نافلہ میں مشغول ہونا اگر ان فرائض کی تکمیل نہیں کر سکا ہے تو مذکورہ دن رات کے نوافل میں مختلف النوع فرائض ہی کی قضا کی نیت کرے تاکہ فرائض اس سے ساقط ہو جائیں (نفل فرائض کی کمی کو پورا کر دیتے ہیں) اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے لئے زیادہ سے زیادہ اجر جمع کر دے گا جب وہ ان تمام فرائض کی ادائیگی سے سبکدوش ہو جائے تو پھر مذکورہ اوقات میں نوافل کی نیت کی جائے۔

صلوٰۃ التسبیح
اور
اس کی فضیلت

صلوٰۃ التسبیح صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو معاف کرا دیتی ہے

ابو نصر نے بالاسناد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم محترم حضرت عباسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے چچا! کیا میں تم کو ایسی دس باتیں بتا دوں کہ اگر تم ان پر عمل پیرا ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے، نئے پرانے سب گناہ خواہ وہ بالارادہ ہوں یا بغیر ارادہ، صغیرہ ہوں یا کبیرہ، پوشیدہ ہوں یا ظاہر سب کے سب معاف فرما دے اور وہ دس باتیں یہ ہیں کہ تم چار رکعت نماز پڑھو جس کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور جو سورۃ یاد ہو پڑھو، پہلی رکعت میں ثنا کے بعد ۱۵ بار اور قراءت کے بعد ۱۰ بار یہ پڑھو: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پھر رکوع میں اسی تسبیح کو دس مرتبہ پڑھو پھر رکوع سے سر اٹھا کر اور قومہ میں اس تسبیح کو دس بار پڑھو پھر سجدہ میں دس بار یہی تسبیح پڑھو پھر سجدہ کے بعد جلسہ میں بیٹھ کر یہی تسبیح دس بار پڑھو! اس طرح ہر رکعت میں پچھتر دفعہ یہ تسبیح ہو گی اسی طرح تم چار رکعتوں میں یہ تسبیح پڑھو! اب اگر تم کو قدرت ہے تو یہ نماز روزانہ پڑھو، ورنہ ہر جمعہ کو پڑھ لیا کرو اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک مرتبہ پڑھ لو اور یہ بھی نہ ہو سکے تو تمام عمر میں ایک بار پڑھ لو۔

دوسری حدیث میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور اسکے ساتھ سورۃ اعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ زلزال پڑھیں، تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھی جائے۔

امام ابو نصر نے اپنے والد کی سند کے ساتھ ہم سے جو حدیث بیان کی ہے اس میں خطاب حضرت ابو جعفر بن ابو طالب سے فرمایا ہے اور اس طرح آخر تک بتایا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث عمرو بن العاص سے مخاطب ہو کر فرمائی لیکن اس حدیث میں حالت قیام میں دس تسبیحیں مزید بتائی گئی ہیں (یعنی ۷۵ بار) اس کے علاوہ اور کسی ہیئت میں تسبیح پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔

تین سو تسبیحیں بعض روایتوں میں آیا ہے کہ یہ سب تین سو تسبیحیں ہیں یعنی چاروں کلمتوں کی تسبیحات تین سو ہیں۔ ایک روایت میں ان تمام تسبیحوں کی تعداد ایک ہزار دو سو ہے، اس تسبیح کے چار جملے ہیں سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر، اگر ان چار کو تین سے ضرب دیں تو بارہ سو بنتے ہیں اس طرح تین سو بار پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔

نماز کو جمعہ کے دن دو مرتبہ پڑھنا، ایک مرتبہ دن میں اور ایک مرتبہ رات میں مستحب ہے۔

نمازِ استخارہ

اور

اس کی دعائیں

استخارہ کی تعلیم محمد بن منکدر نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کام کے لئے استخارہ کی تعلیم ہم کو اس طرح دی جس طرح آپ نے قرآن کی سورتوں کی تعلیم دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمہیں کوئی کام درپیش ہو یا سفر کا ارادہ ہو تو دو رکعت نماز نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝

اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ (مطلب کا نام لیا جائے) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاٰجِلِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاٰجِلِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِقَضَائِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

الٰہی! میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعہ خیر کی درخواست کرتا ہوں اور تیری قدرت سے تیری مدد اور تیری استقامت چاہتا ہوں، میں قادر نہیں ہوں صاحب قدرت تو ہے میں نادان ہوں اور تو دانا ہے۔ الٰہی! غیب کا علم تجھ ہی کو ہے۔ الٰہی! تو ہی جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، میری دنیا، میری آخرت اور میرے انجام میں بہتر ہے۔ جلدی یا دیر میں فائدہ دینے والی ہی جو چیز میرے حق میں بہتر ہو اور میرے لئے فائدہ بخش ہو وہ میرے لئے مقدر اور آسان کر اس میں مجھے برکت دے اور اگر ایسی نہ ہو تو مجھ سے دور رکھ اور جس جگہ میں ہوں الٰہی میرے لئے نیکی اور آسان کر دے جب تک میں دنیا میں ہوں مجھے اپنے حکم سے خوشنود کر تو ارحم الراحمین ہے۔

سفر تجارت، حج و زیارت کیلئے استخارہ اگر کوئی شخص کسی سفر یا کسی تجارت کے عزم یا حج و زیارت کا عزم رکھتا ہو تو اپنی دعائے استخارہ میں ان الفاظ کو اور بڑھائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ السُّفُوْرَ فِیْ وَجْھِیْ ھٰذَا
بِلَا ثِقَۃٍ مِنِّیْ بِغَیْرِكَ وَلَا رِجَآءٍ اِلَّا
بِكَ وَلَا قُوَّۃٍ اَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَلَا حِیْلَۃَ
اَلْجَأُ اِلَیْھَا اِلَّا طَلَبَ فَضْلِكَ وَالتَّعَرُّضَ
لِمَعْرُوْفِكَ وَرَحْمَتِكَ وَالسُّكُوْنَ اِلٰی حُسْنِ
عِبَادَتِكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ قَدْ سَبَقَ
لِیْ فِیْ وَجْھِیْ ھٰذَا مِمَّا اُحِبُّ وَ
اَكْرَہُ، اَللّٰھُمَّ فَاصْرِفْ عَنِّیْ
بِقُدْرَتِكَ مَقَادِیْرَ كُلِّ بَلَآءٍ
وَنَفْسٍ عَنِّیْ كُلَّ كَرْبٍ وَغَمٍّ وَابْسُطْ
عَلَیَّ كَنَفًا مِنْ رَحْمَتِكَ وَلُطْفًا
مِنْ عُوْنِكَ وَحِرْزًا مِنْ حِفْظِكَ
وَجَمِیْعَ مُعَافَاتِكَ ۝

اے اللہ، میں اس طرف اپنے مقصد کے لئے جانا چاہتا ہوں
تیرے سوا میرا اور کوئی سہارا نہیں، اور نہ تیری ذات کے
سوا کسی اور سے امید ہے نہ ہی قوت ہے کہ اس پر توکل کروں
اور نہ ہی تیرے سوا کوئی اور چارہ ہے کہ اس کی پناہ حاصل
کروں مگر میں تیرے فضل کا طلبگار ہوں، تجھ سے تیری رحمت
اور نیکیوں کا جو اشکار ہوں، میں تیری عبادت پر سکون
طریقے پر کرنا چاہتا ہوں، اے اللہ تو میرے اس راستے
کی راحتوں اور کلفتوں کو پہلے سے خوب جانتا ہے، اے
اللہ تو اپنی قدرت سے مجھ پر آئی ہوئی ہر بلا کو ٹال دے
اور ہر سختی کو مجھ پر آسان کردے اور بیماری کو دور
فرمادے اور مجھے اپنی رحمت کی چادر سے ڈھانپ لے
اور مجھ پر اپنی مدد سے کرم فرما، مجھ کو اپنی حفاظت اور
پوری طرح سے عافیت میں رکھ ۔

یہ دعا پڑھ کر سامان سفر اٹھائے، سفر شروع کردے اور یہ پڑھے

یَا رَبِّ قَضَاؤُكَ عَلَیَّ حَقِیْقَۃٌ اَحْسِنْ
اَمْلِیْ وَارْفَعْ عَنِّیْ مَا اَحْذَرُ مِمَّا اَنْتَ
اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ وَاجْعَلْ ذٰلِكَ خَیْرًا لِّیْ
فِیْ دِیْنِیْ وَاٰخِرَتِیْ وَاَسْئَلُكَ یَا رَبِّ اِنْ
خَلَّفْتَنِیْ فِیْھَا خَلَفْتُ وَرَاْیِیْ مِنْ اَھْلِیْ وَ
وَلَدِیْ وَقَرَابَاتِیْ بِاَحْسَنِ مَا خَلَفْتَ بِہٖ غَابِرًا
مِنْ اُمُوْرِ مِنِّیْ فِیْ تَخْصِیْنِ كُلِّ عُوْرَۃٍ وَحِفْظٍ
مِنْ كُلِّ مُضَرَّۃٍ وَكِفَایَۃِ كُلِّ مُھِمٍّ وَ
صَرْفِ كُلِّ مَكْرُوْہٍ وَكَمَالِ مَا تَجْمَعُ لِیْ
بِہٖ مِنَ الرَّضَاءِ وَالسُّرُوْرِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
وَارْزُقْنِیْ فِیْ ذٰلِكَ كُلِّہٖ شُكْرَكَ وَذِكْرَكَ وَ
حُسْنَ عِبَادَتِكَ حَتّٰی تَرْضٰی عَنِّیْ وَتُدْخِلَنِیْ جَنَّتَكَ
بِرَحْمَتِكَ لِبَعْدِ الرِّضٰی یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

الٰہی! تیرا فیصلہ مجھ پر برحق ہے، میری امید کو نیک بنا اور
جس چیز سے میں ڈرتا ہوں اس سے مجھے بچا جس کو تو مجھ
سے زیادہ جانتا ہے اور اس سفر کو میرے لئے دین
اور آخرت کی بھلائی بنا دے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال
کرتا ہوں کہ تو نگران بن جا میرے ان اہل وعیال کا اور
ان عزیزوں کا جن کو میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں جس طرح تو
تمام مومنین کے گھروں کی حفاظت فرماتا ہے اور ان کو ہر
مصیبت سے بچاتا ہے ان سے ہر تکلیف کو دور کرتا ہے ہر
رنج وغم کو رفع کرتا ہے۔ دنیا اور آخرت میں اپنی رضا اور
خوشنودی سے میری دلجوئی فرما اپنی یاد اور اپنا شکر کیصبر
مجھے توفیق عطا کر، اپنی عبادت اور بندگی سکھا، مجھ سے راضی
ہو اور مجھے بہشت میں داخل کر، تو تمام رحم کرنے والوں
سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

مسافر کو دورانِ سفر میں یہ دعا بکثرت پڑھنا چاہیے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا خود بکثرت پڑھا کرتے تھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ وَلَمْ اَكُ شَیْئًا مَذْكُوْرًا ۝ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی اَهَاوِیْلِ الدُّنْیَا وَبَوَائِقِ الدَّهْوِ وَمَصَائِبِ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ وَاكْفِنِیْ شَرَّ مَا یَعْمَلُ الظَّالِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ فِیْ سَفَرِیْ فَاصْحَبْنِیْ وَفِیْ اَهْلِیْ فَاخْلُفْنِیْ وَفِیْمَا رَزَقْتَنِیْ فَبَارِكْ لِیْ وَفِیْ نَفْسِیْ فَذَلِّلْنِیْ وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ فَعَظِّمْنِیْ وَفِیْ خَلْقِیْ فَقَوِّ نِیْ وَلَدَیْكَ یَا رَبِّ مَحَبَّتِیْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِیْمِ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ بِهِ السَّمٰوٰتُ وَكُشِفَتْ بِهِ الظُّلُمٰتُ وَصَلَحَ عَلَیْهِ اَمْرُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اَنْ لَّا تُحِلَّ عَلَیَّ غَضَبَكَ وَلَا تُنْزِلَ فِیْ سَخَطَكَ لَكَ الْعُتْبٰی فِیْمَا اسْتَطَعْتُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ اَسْئَلُكَ بِلَاغًا یُبَلِّغُ خَیْرًا وَّمَغْفِرَةً وَّرِضْوَانًا اَسْئَلُكَ الْخَیْرَ كُلَّهٗ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے مجھے پیدا کیا جب کہ میں کچھ بھی قابلِ ذکر نہ تھا۔ اے اللہ دنیا کی پریشانیوں، زمانے کی صعوبتوں اور رات دن کی مشکلوں میں میری مدد فرما اور مجھکو ظالموں کے شر سے بچا، الٰہی تو سفر میں میرا ساتھ دے اور میرے گھر والوں کے لئے نگراں بن جا، میری روزی میں برکت عطا فرما مجھے اپنی آنکھوں میں تو ذلیل رکھ لیکن لوگوں کی نگاہوں میں عزت دے، مجھے صحتمند رکھ، میرے اعضا درست رکھ اور اے میرے رب مجھے اپنا دوست بنا، میں تیری اس شان والی ذات کی پناہ چاہتا ہوں جس نے تمام آسمان روشن کئے اور جس سے تمام تاریکیاں چھٹ گئی ہیں اور جس روشنی سے گزشتہ اور آئندہ آنے والوں کے کام سدھرے کہ میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں کہ تو مجھ پر اپنا غضب نازل نہ فرمانا اور ناراضگی کا اظہار نہ فرمانا۔ الٰہی میں تیری جانب بقدر اپنی طاقت و استطاعت کے رجوع ہوتا ہوں۔ اور نہیں ہے کوئی طاقت اور قوت سوائے اللہ کے، الٰہی میں پناہ چاہتا ہوں تیرے ذریعہ سفر کی مشقت اور ناکام واپس آنے سے اور فراخی و آسودگی کے بعد تنگی سے اور مظلوم کی بددعا سے، اے اللہ ہمیں راستہ طے کرا دے اور ہم پر اس سفر کو آسان فرما دے۔ میں تجھ سے بہترات کا خواہاں ہوں اور تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری رضا کا طالب ہوں میں تجھ سے تمام بھلائیاں چاہتا ہوں بیشک تو تمام باتوں پر قدرت رکھنے والا ہے۔

گھر سے نکلتے وقت کی دُعا

جب سفر کے لئے اپنے گھر سے نکلے تو پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۝ ایک حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ (اس کے جواب میں) فرشتے کہتے ہیں۔ وُقِیْتَ وَكُفِیْتَ وَهُدِیْتَ (تیری حفاظت کی گئی، تجھے بچا لیا گیا، تیری حمایت کی گئی)۔

سوار ہوتے وقت کی دُعا

جب مسافر سوار ہو تو تین بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اس کے بعد یہ دُعا پڑھے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝

جس نے اس (سواری) کو میرا تابع کیا وہ ذات پاک ہے، یہ طاقت مجھ میں تو نہ تھی کہ میں اس کو قابو میں رکھ سکوں اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۝

اے اللہ تیری ذات پاک ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں الٰہی! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے مجھے بخش دے تیرے سوا کوئی دوسرا بخشنے والا نہیں ہے۔ Amen

یہ دعا مذکورہ بالا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مروی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی حدیث میں اس طرح ہے کہ جب آپ سفر فرماتے اور سواری پر تشریف فرما ہوتے تو اس طرح فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِیْ هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى۔ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ وَاطْوِ لَنَا الْاَرْضَ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ ۝

الٰہی! مجھے اس سفر میں پرہیزگاری عطا فرما! مجھے ایسے عمل کی توفیق دے جو تیری رضامندی کا موجب ہو، میرا سفر آسان فرما دے، زمین کی دوری اور درازی ہم پر آسان فرما دے تاکہ میں اس کو آسانی سے طے کر لوں اے اللہ! سفر میں تو ہی میرا مددگار ہے تو ہی ہمارے پیچھے ہمارے گھر والوں کا نگہبان ہے

اس دعا میں ابن صریحؓ کی روایت کے بموجب یہ الفاظ زائد ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ ۝

الٰہی! میں تیرے ہی ذریعہ پناہ چاہتا ہوں، سفر کی تکلیف سے اور ناکام لوٹنے سے اور اپنے گھر والوں اور اپنے مال کو تباہ حال و برباد دیکھنے سے

جب مسافر کسی گاؤں یا شہر میں داخل ہو تو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرِ اَهْلِهَا وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا، اَسْئَلُكَ مَوَدَّةَ خِيَارِهِمْ وَاَنْ تَجْتَنِبَنِیْ مِنْ شِرَارِهِمْ ۝

اے آسمان اور ان کے زیر سایہ تمام اشیاء کے مالک! اے ساتوں زمینوں کے اور ان چیزوں کے مالک جن کو یہ اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہیں۔ اے شیطانوں اور ان کی گمراہیوں کے مالک میں تجھ سے اس قریہ کی اور اسکے باشندوں کی اور جو کچھ اس میں موجود ہے اس کی بھلائی کا خواہاں ہوں، میں اس بستی کے اسکے باشندوں کے اور اس کے ہر دا خلی شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے اس بستی کے نیک لوگوں کی دوستی اور محبت اور یہاں کے اشرار سے حفاظت چاہتا ہوں۔

چور، ڈاکو اور درندوں سے محفوظ رہنے کی دعا

دوران سفر چور، ڈاکوؤں اور درندوں سے محفوظ رہنے کے لئے یہ دعا پڑھے!

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِعِزَّتِکَ الَّتِیْ لَا تُرَامُ وَ اَنْتَ اَکْنَفُنَا بِرُکْنِکَ الَّذِیْ لَا یُرَامُ وَارْحَمْنَا بِقُدْرَتِکَ عَلَیْنَا لَا نُھْلِکُ وَاَنْتَ رَجَائُنَا ۝

الٰہی! ہماری نگہبانی فرما اپنی اس آنکھ سے جو کبھی سوتی نہیں اور الٰہی اس طاقت سے ہم کو پناہ دے جس کی مخالفت کا کوئی قصد نہیں کرسکتا۔ تو ہم پر قادر ہے اسی قدرت سے ہم پر رحم فرما، تو ہماری امید ہے ہم ہلاک نہیں ہوں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے جس نے اپنے سفر کی پہلی رات میں مرتبہ یہ پڑھ لیا، اس کے پڑھنے والے کو صبح تک کوئی ناگہانی بلا (درندہ، ڈاکو وغیرہ) گزند نہیں پہنچائے گا اس کو نہیں گھیرے گا۔

حفاظت کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

اللہ کے نام سے شروع (کرتا ہوں) جسے آسمان اور زمین کی کوئی چیز ضرر نہیں پہنچاتی، وہ ہر بات کو سنتا ہے اور ہر چیز کا علم رکھتا ہے

ابو سعید کا واقعہ

ابو یوسف خراسانی نے ابو سعید بن اعرابی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا "میں ایک رات مکہ کے سفر میں راستہ بھول گیا اچانک میں نے اپنے پیچھے آہٹ سنی تو بہت گھبرایا کہ کون ہے، جب میں نے غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ کوئی شخص قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہے، تھوڑی دیر کے بعد وہی صاحب میرے پاس آگئے اور کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ تم راستہ بھول گئے ہو میں نے کہا جی ہاں ایسا ہی ہے، اس پر انھوں نے کہا کہ میں تم کو وہ چیز نہ بتلادوں کہ جب تم کبھی راستہ بھولنے کے بعد اس کو پڑھ لو تو تم کو فوراً راستہ مل جائے اور اگر ڈر محسوس ہو رہا ہو تو اس کے پڑھنے سے ڈر جاتا رہے، یا بے خوابی کی شکایت ہے تو وہ شکایت دور ہو جائے، میں نے کہا ضرور بتایئے، انھوں نے کہا پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰہِ ذِی الشَّانِ الْعَظِیْمِ الْبُرْھَانِ شَدِیْدِ السُّلْطَانِ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ ۝ مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۝

اس خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو صاحب رتبہ ہے اس کی دلیل بہت عظیم ہے، اس کی قدرت بڑی سخت ہے ہر دن وہ نئی شان میں ہے۔ میں شیطان سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں، وہی ہوتا ہے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے کوئی نخوف نہیں اور کوئی قوت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

پڑھا تو اچانک میں نے خود کو اپنے ہم سفروں میں پایا، اس وقت میں نے ان صاحب
، ابو ہلال رح فرماتے ہیں کہ میں منیٰ میں اپنے ہمراہیوں سے بچھڑ گیا اس وقت میں
ہی مجھے مل گئے۔

حضرت ابو الدرداءؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سات
مرتبہ یہ دعا پڑھے:-

بیشک اللہ تعالیٰ ایسا مالک ہے کہ اس نے قرآن پاک نازل
فرمایا اور جسقدر نیکوکار لوگ ہیں ان کا وہ والی ہے اور وہی اللہ
کافی ہے، اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے میں نے اسی پر
توکل کیا اور وہ عرش عظیم کا پروردگار ہے

وہ واقعی ہوں یا غیر واقعی انشاء اللہ سب دور ہو جائیں گے! حدیث شریف میں ہے
نے ارشاد فرمایا جس نے مصیبت کے وقت (لا الٰہ الا اللہ العلیم سبحان
ہ الحمد للہ رب العالمین ہ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بردبار،
اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے، تمام حمد اسی کے لئے ہے وہ تمام عالم کا پالنے والا ہے)
اور اس کی مصیبت دور فرما دیتا ہے۔

نماز کفایت

نماز جو طمانیت قلب کیلئے پڑھی جاتی ہے

اس نماز کی دو رکعتیں ہیں، اس نماز کو جس وقت چاہے پڑھے! وقت کی قید
نہیں ہے) اس کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ، سورۂ اخلاص دس مرتبہ اور
سبحان العلیم پچاس بار پڑھے، پھر سلام پھیر کر ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگے:

منان یا منان	اے اللہ، اے رحمٰن، اے شفیق اے محسن، اے وہ ہستی جس کی
یا کافی محمد ان	پاکی ہر زبان سے بیان کی جاتی ہے اے وہ ذات پاک جس کے
راہیم البرار ان	دونوں ہاتھ بھلائی کے ساتھ کشادہ ہیں اے احزاب سے حضرت محمدؐ کو
کافی عیسیٰ الجبار	بچانے والے اے حضرت ابراہیم کو آگ سے نجات بخشنے والے، اے حضرت
یا کافی لوطا	موسیٰ کو فرعون سے نجات دینے والے اے حضرت عیسیٰ کو ظالموں سے

نُحَشَ نُوحٍ مِنْهُ يَا كَافِيَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى لَا يُخَافَ وَلَا أَخْشٰى مَعَ اِسْمِكَ الْعَظِيْمِ ۝

نجات بخشنے والا، اے حضرت نوح کو طوفان سے نکالنے والے! اے حضرت لوط کو اپنی قوم کی بدکاریوں سے دور رکھنے والے! اے ہر چیز سے بچانے والے مجھے ہر مشکل سے بچا تاکہ نہ میں ڈروں اور نہ خوف کھاؤں، تیرے اس نام کی وجہ سے جو سب سے عظیم ہے۔

جو شخص اس نماز کو پڑھے گا اس کے غموں اور تباہ حالیوں اور دشمنی کی خاطر کو یہ نماز دور کرے گی۔

ازالۂ دشمنی کی نماز

نمازِ دفعِ خصومت اس نماز کی چار رکعتیں ہیں یہ چاروں رکعتیں ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس بار اور سورۂ کافرون دس بار پڑھے، تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ اخلاص دس مرتبہ اور سورۂ تکاثر تین بار پڑھے، چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ بار سورۂ اخلاص اور ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے پھر اس کا ثواب اپنے دشمنوں کو بخشدے، انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کافی ہوگا۔

نمازِ خصومت کے اوقات یہ نماز ان سات اوقات میں پڑھی جاتی ہے۔ ماہِ رجب کی پہلی رات، شبِ نصف ماہ شعبان، ماہ رمضان کے آخری جمعہ کو۔ دونوں عیدوں کے دن، یوم عرفہ اور یوم عاشورہ پر۔

صلوٰۃ عُتقا

صلوٰۃ عتقا شوال میں پڑھی جاتی ہے شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد کی اسناد کے ساتھ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی ماہِ شوال کی کسی رات یا کسی دن میں اس نماز کی آٹھ رکعت کو اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ بار سورۂ اخلاص پڑھی جائے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد ۷۰ بار سبحان اللہ پڑھے پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ستر مرتبہ درود وسلام بھیجے تو قسم ہے اس ذات کی جس نے نبی برحق مبعوث فرمایا کہ اس نماز کے پڑھنے والے کے دل میں اللہ تعالیٰ حکمت کے چشمے رواں فرمادیگا اور زبان کو نطق تیز عطا فرمائے گا۔ دنیا کے امراض اور اس کا علاج اس کو بتادیگا اور قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کو بخشدے گا قبل اس کے کہ وہ سجدے سے سر اٹھائے، اگر اس دوران اس کا انتقال ہوجائے تو اس کو شہید کا درجہ دیا جائے گا جس کے سارے گناہ بخشدیئے

گئے ہوں، اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ اس نے اثنائے سفر نماز پڑھی ہو اور اس کا مقصود آسان نہ بنا دیا گیا ہو اگر اس نماز کا پڑھنے والا فرضدار ہے تو اس کا قرض ادا کرا دیتا ہے اور اگر وہ ضرورت مند ہے تو اس کی ضرورت پوری کرا دیتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے دین برحق دے کر بھیجا کہ جس نے یہ نماز پڑھی ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہر حرف اور ہر آیت کے بدلہ جنت میں ایک محفرہ عطا فرمائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حضور محفرہ کیا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ وہ جنت میں چند باغ ہیں اتنے طویل و عریض کہ اگر ایک سوار ایک سو سال تک اس کے درختوں کے سایہ میں قطع مسافت کرے تب بھی اس کو طے نہ کر سکے۔

عذابِ قبر
دور کرنے والی نماز

نماز دافع عذاب قبر کی فضیلت!

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسنؓ سے اور انھوں نے حضرت عبداللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی یہ دو رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورہ فرقان کا آخری رکوع، اخیر سورۃ تک اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ مومنون کی ابتدا سے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ تک، تو ایسا شخص جنات اور انسانوں کے شر اور فریب سے محفوظ رہیگا اور اس کا اعمال نامہ حشر کے دن اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

اسمِ دعا کے فضائل و اوصاف

عذاب قبر اور عظیم اضطراب سے اس کو امن دے دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو قرآن کا علم عطا فرمائے گا خواہ وہ قرآن آموزی کی خواہش بھی نہ رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ اس کی محتاجی اور عزیبی کو دور فرمادے گا، شان و شوکت عطا فرمائے گا۔ اس کو قرآن فہمی کی بصیرت عطا ہوگی۔ قیامت کے دن حساب فہمی اور باز پرس کے وقت مدلل جواب دینا اس کو سکھا دیا جائے گا۔ اس کے دل میں نور پیدا کر دیا جائے گا، جب دوسرے لوگ ظلمتوں میں ہوں گے تو اس کے لئے کوئی غم نہ ہوگا نہ اسے کوئی خوف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں میں روشنی پیدا کر دیگا اس کے دل سے دنیا کی محبت محو ہو جائے گی۔ اس کا نام اللہ تعالیٰ کے پاس صدیقین میں لکھا جائے گا۔

نمازِ حاجت

نمازِ حاجت کس طرح ادا کی جائے

نماز حاجت کے سلسلے میں ابوالہاشمؒ نے حضرت انسؓ بن مالک کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے

کوئی حاجت طلب کرنا ہو یا اس کو کوئی سخت مشکل درپیش ہو تو اچھی طرح وضو کر کے یہ دو رکعت نماز (نفل) پڑھے، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ سے فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ تک پڑھے پھر تشہد و درود پڑھ کر سلام پھیرے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے!

اَللّٰهُمَّ يَا مُؤْنِسَ كُلِّ وَحِيْدٍ وَيَا صَاحِبَ كُلِّ فَرِيْدٍ وَيَا قَرِيْبًا غَيْرَ بَعِيْدٍ وَيَا شَاهِدًا غَيْرَ غَائِبٍ وَيَا غَالِبًا غَيْرَ مَغْلُوْبٍ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّذِىْ لَا شَاهِدَ لَهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ الَّذِىْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَصْوَاتُ وَجِلَتْ مِنْهُ الْقُلُوْبُ اَنْ تُصَلِّىَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَجْعَلَ لِّىْ مِنْ اَمْرِىْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّتَقْضِىَ حَاجَتِىَ ۔

تو اس کے پڑھنے والے کی حاجت و مراد پوری ہو جائے گی۔

اے اللہ! ہر اکیلے کے غمگسار! ہر بیگانہ کے یار و مددگار! اے وہ قریب کہ کسی سے دور نہیں، تو ہر وقت با خبر ہے، تو کبھی کسی سے دور نہیں ہوتا۔ تو غالب ہے کسی سے مغلوب نہیں ہوتا میں تجھ سے تیرے اس نام کی طاقت مانگتا ہوں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اے وہ کہ تجھے کبھی اونگھ اور نیند نہیں آتی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تو ہمیشہ قائم ہے۔ سب کے منہ عاجزی اور لجاجت کے ساتھ تیری طرف لگے ہیں، سب آوازیں تیرے حضور عاجزی کر رہی ہیں۔ تمام دل تیرے خوف سے کانپ رہے ہیں۔ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیج میرے کام میں کشادگی پیدا کر دے اور میری حاجت پوری فرما۔

مصیبت اور ظلم سے نجات پانے کی دعا

رسول اللہؐ نے حضرت علی رضؓ اور حضرت فاطمہ کو یہ دعا سکھائی

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ دعا سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ جب تم پر کوئی مصیبت آئے یا کسی حاکم کے ظلم کا ڈر ہو یا تمہارا کوئی جانور گم ہو جائے تو ایسی صورت میں اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز (نفل) پڑھو پھر دونوں ہاتھ اوپر کی طرف پھیلا کر یہ پڑھو!

یَا عَالِمَ الْغَيْبِ وَالسِّرِّ سَرِيْعَ الرِّضَا يَا عَزِيْزُ يَا عَلِيْمُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا هَادِمَ

اے غیب اور راز کی باتوں کے جاننے والے، ہر چیز کی بازگشت تیری ہی طرف ہے تو سب دلوں کے نزدیک عزیز ہے

اَلْاَحْزَابِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا كَالِئَ فِرْعَوْنَ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
مِنْ يَمِّ ظُلْمَةٍ يَا مُغْلِصَ قَوْمِ نُوْحٍ
مِنَ الْغَرْقِ يَا رَاحِمَ عَبْرَةِ لِيَعْقُوْبَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا مُنْجِيَ ذِي النُّوْنِ
مِنَ الظُّلُمَاتِ الثَّلَاثِ ۝ يَا فَاعِلَ كُلِّ
خَيْرٍ يَا هَادِيَنَا اِلٰى كُلِّ خَيْرٍ يَا
دَالًّا عَلٰى كُلِّ خَيْرٍ وَيَا اَهْلَ الْخَيْرَاتِ
اَنْتَ اللّٰهُ رَغِبْتُ اِلَيْكَ فِيْمَا قَدْ عَلِمْتَ
وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَسْئَلُكَ اَنْ
تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ۝

اے اللہ اے اللہ اے اللہ، اپنے رسول (محمدؐ) کے دشمن گروہوں کو شکست دینے والا تو ہی ہے۔ حضرت موسیٰ کے لئے فرعون کو لوٹنے ہی سزا دی تھی، اے حضرت نوح کی قوم کو غرق ہونے سے بچانے والے۔ حضرت یعقوبؑ کی اشکباری پر تو نے ہی رحم کھایا تھا، حضرت یونسؑ کو تین راتوں کی تاریکی سے نجات تو نے ہی دی تھی۔ الٰہی تو ہی ہر نیکی کا پیدا کرنے والا ہے۔ تو ہی ہر نیکی کی طرف راستہ دکھانے والا ہے۔ تو ہی نیکی کا صاحب و مالک ہے تو ہی صاحبِ خیرات ہے۔ الٰہی جس چیز کو تو مفید جانتا ہو۔ میں اس کے لئے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو آنحضرتؐ اور ان کی آل پر درود بھیجے۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد اپنی حاجت اور مراد طلب کرو، انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔

ظلم سے محفوظ ہونے کی دوسری دعا

دشمنوں کے شر اور ظلم سے محفوظ رہنے کے لئے دوسری دعا وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب کے روز کی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ وَبِنَبِيِّكَ قُدْسَكَ
وَعَظَمَةِ طَهَارَتِكَ وَبَرَكَاتِ جَلَالِكَ
مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ وَعَاهَةٍ وَطَارِقِ الْجِنِّ
وَالْاِنْسِ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ مِنْكَ
بِخَيْرٍ اِنَّكَ اَنْتَ عَيَاذِيْ فَبِكَ اَعُوْذُ
وَاَنْتَ مَلَاذِيْ فَبِكَ اَلُوْذُ وَيَا مَنْ ...
ذَلَّتْ لَهٗ رِقَابُ الْجَبَابِرَةِ وَخَضَعَتْ
لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ اَعُوْذُ
بِجَلَالِ وَجْهِكَ وَكَرَمِ
جَلَالِكَ مِنْ حِزْبِكَ وَكَشْفِ
سِتْرِكَ وَنِسْيَانِ ذِكْرِكَ
وَالْاِنْصِرَافِ عَنْ شُكْرِكَ اَنَا

الٰہی! میں تیرے حضور امن کی درخواست کرتا ہوں، تیرے پاک نام اور تیری بزرگی اور تیرے جلال کی برکتوں کے ذریعے سے ہر آفت اور ہر رنج اور جنوں اور انسانوں کی بلاؤں سے امن چاہتا ہوں، میں اس پر راضی ہوں جو کچھ تیری طرف سے مجھے پہنچے، میری پناہ تو ہی ہے میں تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہوں میری امن کی جگہ (مأمن) تو ہی ہے، سب گردن کشوں کی گردنیں تیرے حضور میں خم ہیں اور وہ تیرے سامنے ذلیل و خوار ہیں۔ اپنی مخلوق کی حفاظت اور ان کی نگہبانی کی چابیاں تیرے ہی خزانے میں موجود ہیں۔ میں تیری ذات کے جلال کے صدقہ میں تجھ ہی سے امن چاہتا ہوں اور تیرے حضور رسوا ہونے سے محفوظ ہونے کی درخواست کرتا ہوں۔ الٰہی میری پردہ دری نہ کی جائے۔ میں تیری یاد

فِي كَنَفِكَ فِي لَيْلِي وَ نَهَارِي وَ
نَوْمِي وَ قَرَارِي وَ ظَعْنِي وَ
اِسْفَارِي وَ ذِكْرُكَ شِعَارِي وَ ثَنَاؤُكَ
دِثَارِي لَا اِلٰهَ اَنْتَ نَتْزِيْهًا
لِاِسْمِكَ وَ تَكْرِيْمًا لِسُبُحَاتِ
وَجْهِكَ اَجِرْنِي مِنْ خِزْيِكَ وَ
مِنْ شَرِّ عَذَابِكَ وَ جَبَادِكَ وَ
اُصْرُبْ عَلَيَّ سُرَادِقَاتِ
حِفْظِكَ وَ اَدْخِلْنِي فِي عِنَايَتِكَ
وَ نَجِّنِي سَيِّئَاتِ عَذَابِكَ وَ اَغْنِنِي
بِخَيْرِ مِنْكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

سے فراموشی اختیار نہ کروں اور تیرا شکر ادا کرنے سے بار نہ آؤں رات کے وقت، دن کے وقت، سوتے میں جاگتے میں، آرام میں سفر میں، وطن میں تیری پناہ میں رہنے کی درخواست کرتا ہوں۔ تیرا ہی ذکر میرا شعار ہو اور تیری ہی تعریف میرا دثار (لباس) ہو تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو پاک ہے میں تیرے نام کو بالکل پاک جانتا ہوں، مجھے رسوائی سے محفوظ رکھ، عذاب اور اپنے بندوں کی بُرائی سے مجھے بچا، میرے لئے نگہبانی اور اپنی حفاظت کے خیمے کھڑے کر دے اور اپنی رحمت کے دروازے کھول کر مجھے غنی فرما دے۔ اور گناہوں کے عذاب سے مجھے بچا، نیکی سے مجھے مالا مال فرما دے تو سب سے زیادہ رحیم ہے

ازالۂ رنج و الم
اور
ادائے قرض کی دعا

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو کوئی رنج و غم لاحق ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ نَاصِيَتِيْ
بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ
قَضَاؤُكَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ
سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ
اَوْ عَلَّمْتَهٗ لِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِي الْعِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ
اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْكَرِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ
وَ نُوْرَ صَدْرِيْ وَجِلَاءَ حُزْنِيْ وَ ذِهَابَ

الٰہی! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، مجھ میں تیرا حکم جاری ہے تو میرے لئے عادلانہ حکم جاری کرتا ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنے تمام اسماء کے طفیل جو تو نے اپنے لئے مقرر کئے ہیں اور اپنی کتاب قرآن میں لکھے ہیں یا مخلوق میں سے کسی کو سکھائے ہیں اور علم غیب میں اس کو برگزیدہ بنایا ہے کہ میرے سینے کو روشن فرمائے تاکہ غم و الم دور ہو جائیں اور اس کی محبت دل کو عطا کر تو اس سے انسان کا رنج و غم ضرور دور کر دیگا اور خوشی سے سینہ

عَنِّی وَ شِفَیْنِی ۝ کشادہ فرمادے گا۔

حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ شخص جو ان الفاظ کو بھول گیا دیوالیہ ہوا اور بڑے خسارہ میں رہا حضور نے فرمایا ہاں! تم ان الفاظ کو یاد کرو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ جو شخص ان الفاظ کے ساتھ اللہ کو پکارے گا (دعا کرے گا) اللہ تعالیٰ اس کے غم دور کرے گا اور بہت زیادہ مسرت و شادمانی عطا فرمائے گا

حضرت عائشہؓ سے حضرت صدیقؓ کا ارشاد

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم نے وہ دُعا سُنی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو سکھایا کرتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے حواریوں کو سکھائی تھی؛ حضور فرماتے تھے "اگر تم میں سے کسی شخص کے ذمہ کوہِ اُحد کے برابر بھی قرض ہو تو وہ قرض اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ ادا کرا دیتا ہے"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں ارشاد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے!!

اَللّٰھُمَّ یَا فَارِجَ الْھَمِّ، کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَرَحِیْمَ الْاٰخِرَۃِ اَسْئَلُکَ اَنْ تَرْحَمَنِیْ بِرَحْمَۃٍ مِنْ عِنْدِکَ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ ۝

اے اللہ! اے ہموں کا کھولنے والا اور رنج والم کا دور کرنیوالا تو ہی ہے، تو بیقراروں کی دُعا قبول کرنے والا ہے، تو دُنیا میں رحمان ہے اور آخرت میں رحیم ہے میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھ پر اپنی رحمت فرما اور اپنی رحمت کے طفیل مجھے دوسرے سے بے نیاز بنا دے۔

حضرت حسن بصریؒ کے دوست کا واقعہ

ادائے قرض کے لئے ایک اور دُعا ہے جو حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے۔ روایت ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس اُن کے ایک عزیز اور دوست آئے اور کہا ابو سعیدؒ! (حضرت حسن بصریؒ کی کنیت) میں قرضدار ہوں، میری خواہش ہے کہ آپ مجھے اللہ کا اسم اعظم سکھا دیں (تاکہ قرض ادا ہو جائے) حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا اگر تم اسم اعظم سیکھنا چاہتے ہو تو اٹھو اور وضو کرو! یہ سن کر وہ دوست اٹھے اور انھوں نے وضو کیا حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا پڑھو! یَا اَللّٰہُ، یَا اَللّٰہُ، اَنْتَ اللّٰہُ، اَنْتَ اللّٰہُ بِحَقِّ اللّٰہِ اَنْتَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اللّٰہُ، اَللّٰہُ وَاللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہِ اِقْضِ عَنِّیَ الدَّیْنَ وَارْزُقْنِیْ بَعْدَ الدَّیْنِ ۝ ان دوست نے یہ کلمات پڑھے (اور چلے گئے) جب صبح ہوئی تو ان بزرگ نے اپنے سامنے بھری ہوئی تھیلیاں رکھی ہوئی پائیں ان تھیلیوں میں ایک لاکھ درہم تھے، تھیلیوں کے منہ پر لکھا تھا اگر تو اس سے زیادہ مانگتا تب وہ بھی دیتے، تو نے جنت کیوں نہیں مانگی۔ یہ بزرگ حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی اطلاع دی آپ ان کے ساتھ ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان درہموں کو بچشم خود ملاحظہ فرمایا ان کے دوست نے کہا مجھے پشیمانی ہے کہ میں نے جنت کیوں نہیں مانگی۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا سکھانے والے نے تمھاری بھلائی اور بہتری کے لئے تم کو اسم اعظم سکھایا ہے تم اس بات کو یقینی سمجھ رکھنا کہ ہمیں حجاج (ابن یوسف ثقفی) نہ سُن پائے اگر اس نے یہ دُعا سُن لی تو پھر کوئی شخص بھی اس کے ظلم و ستم

سے نہیں بچ سکے گا۔

حضرت جبرئیلؑ کی سکھائی ہوئی دعا

ایک اور دعا ادائے قرض اور کشائش رزق کے لئے ہے۔ یہ دعا جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت سکھائی تھی جب آپ قریش کی چیرہ دستیوں سے پریشان ہو کر اور کشائش رزق کے لئے مکہ معظمہ سے غار حرا کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور مجھے یہ دعا سکھائی ہے کہ میں آپ کو سکھا دوں، اب آپ اس دعا کو پڑھیے، اللہ تعالیٰ آپ کے اور قریش کے درمیان ایک پردہ حائل فرما دیگا (آپ قریش کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہیں گے)۔ حضور نے فرمایا ہاں اے جبرئیل مجھے وہ دعا بتائیے، حضرت جبرئیل نے کہا پڑھیے۔

يَا كَبِيْرُ كُلُّ كَبِيْرٍ يَا سَمِيْعُ يَا بَصِيْرُ
يَا مَنْ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ
يَا خَالِقَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ الْمُنِيْرِ
يَا عَصْمَةَ الْبَائِسِ الْحَائِفِ
الْمُسْتَجِيْرِ يَا رَازِقَ الطِّفْلِ....
الصَّغِيْرِ يَا جَابِرَ الْعَظْمِ الْكَبِيْرِ
يَا قَاهِرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ
أَسْئَلُكَ وَأَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْبَائِسِ
الْفَقِيْرِ دُعَاءَ الْمُضْطَرِّ الضَّرِيْرِ
أَسْئَلُكَ بِسَعَةِ قُدْرَةِ الْعِزِّ مِنْ
عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ
كِتَابِكَ وَبِاسْمِكَ الثَّمَانِيَةِ...
الْمَكْتُوْبَةِ عَلٰى قَرْنِ الشَّمْسِ أَنْ تَفْعَلَ لِيْ۔

اس کے بعد اپنی حاجت کا نام لیا جائے۔

اے سب بزرگوں کے بزرگ! تو ہر ایک کی آواز سنتا ہے اور ہر ایک کو دیکھتا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے نہ ہی تیرا کوئی وزیر ہے۔ چمکنے والے سورج کو تو نے ہی پیدا کیا ہے اور روشن چاند کو تو ہی نے روشنی بخشی ہے تو خوف زدہ آدمی کی حفاظت کرنے والا ہے تو امن کے طالب کو امن دیتا ہے۔ شیر خوار بچے کو تو ہی روزی دیتا ہے۔ ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کا درست کرنے والا تو ہی ہے۔ تو ہی ظالموں کو ہلاک کرتا ہے، دشمنوں کو تو ہی مارتا ہے۔ میں تیرے حضور میں فقیروں اور بے قرار لوگوں کی طرح سوال کرتا ہوں کہ اپنے عرش کی عزت اور رحمت کی کنجیوں کے طفیل اور اپنے ان آٹھ ناموں کے طفیل جن کو تو نے آفتاب کے اوپر لکھا ہے اور جو تیرے جلال کے ظاہر کرنے والے ہیں، میرے مقصد کو پورا فرما دے۔

باب ۲۲

فرض نمازوں اور ختم قرآن

کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں

فجر اور عصر کے بعد پڑھی جانے والی دعا

فجر اور عصر کی فرض نمازوں کے بعد پڑھی جانے والی دعا ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ شُكْرًا وَّلَكَ الْمَنُّ فَضْلًا بِنِعْمَتِكَ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ نَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ فَرَجًا قَرِيْبًا فَاِنَّكَ لَمْ تَزَلْ مُجِيْبًا وَّصَبْرًا جَمِيْلًا وَّ عَافِيَةً مِنْ جَمِيْعِ الْبَلَايَا وَالسَّلَامَةَ مِنْ طَرِيْقِ النَّارِ اَيْ رَبِّ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اِجْتِمَاعَنَا اِجْتِمَاعًا مَّرْحُوْمًا وَّلَفْتَنَا لَفْتًا مَّعْصُوْمًا وَّلَا تَجْعَلْ فِيْنَا شَقِيًّا وَّلَا مَحْرُوْمًا وَّلَا تَرُدَّنَا بِالْمَاٰقِيْ اِلٰى غَيْرِكَ وَلَا تَحْرِمْنَا سَعَةَ خَيْرِكَ وَحَقِيْقَةَ التَّوَكُّلِ عَلَيْكَ وَحَبِّبِ الرَّغْبَةَ فِيْمَا لَدَيْكَ وَامْلَأْ قُلُوْبَنَا مِنْكَ اُنْسًا وَّاكْسُ وُجُوْهَنَا مِنْكَ الْحَيَاءَ وَارْزُقْنَا خَيْرَ الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْيَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝ يَارَبِّ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا خَيْرَ الصَّبَاحِ وَخَيْرَ الْمَسَاءِ وَخَيْرَ الْقَضَاءِ وَخَيْرَ الْقَدْرِ وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ الصَّبَاحِ وَشَرَّ الْمَسَاءِ وَشَرَّ الْقَضَاءِ وَشَرَّ الْقَدْرِ اَللّٰهُمَّ وَمَا اَنْزَلْتَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ مِنْ خَيْرٍ وَّعَافِيَةٍ سَلَامَةٍ وَّغَنِيْمَةٍ وَّسَعَةِ رِزْقٍ فَاجْعَلْ لَّنَا

اے اللہ! تمام حمد و شکر خاص تیرے ہی لئے ہے، فضل اور عظمت و بزرگی تیرے ہی لئے ہے، تمام نیکیاں تیری ہی نعمت سے تمام ہوتی ہیں۔ اے اللہ میں تجھ سے سوالی ہوں کہ میری روزی کشادہ فرما دے، کیونکہ تو ہی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ تو کل اور صبر جمیل تو ہی عطا فرماتا ہے تو اپنی رحمت کاملہ کے طفیل ہر مصیبت سے گلوخلاصی بخشتا ہے اور تو ہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ الٰہی! ہمیں گناہوں سے بچا، بدبختی اور بدنصیبی سے دور رکھ، ہماری جانیں پوری فرما، ہمیں اپنی بارگاہ سے بدنصیب اور محروم نہ رکھ، اپنے سوا کسی غیر کے آگے نہ جھکا، اپنی نعمتوں سے ہم کو مالا مال کر دے اپنے سوا غیر شرمندہ ہونے کا ہم کو موقع نہ دے، اپنی رحمت سے دنیا اور آخرت کی نیکی عطا فرما، تو ہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحیم ہے، الٰہی! ہم کو صبح و شام نیکی عطا کر، قضا و قدر کی نیکی بخشدے۔ اور ہم سے صبح و شام کے شر کو اور قضا و قدر کے شر کو دور فرمادے، اے اللہ! اس دن جس قدر نیکی اور سلامتی، بھلائی اور بہتری، رزق کی کشادگی تو نے اتاری ہے اس سے زیادہ حصہ ہم کو عطا فرما اور جس قدر بدی اور برائی، فتنہ و شر تو نے آج کے دن نازل کیا اس سے مجھے، سب مسلمان

فِيهِ أَوْفِرْ لَحْظِ وَالنَّصِيبِ ۝ اَللّٰهُمَّ وَمَا أَنْزَلْتَ مِنْ سُوْءٍ وَبَلَاءٍ وَشَرٍّ وَدَاءٍ وَفِتْنَةٍ فَاصْرِفْهُ عَنَّا وَعَنْ جَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝

مردوں اور مسلمان عورتوں کو محفوظ رکھ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحیم ہے۔

ایک اور دعا

اسی سلسلہ میں ایک اور دعائے ماثورہ یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَهْلُ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ وَمُنْتَهَى الْجَبَرُوْتِ وَالْعِزَّةِ وَ دِقُّ الْغَيْثِ وَالرَّحْمَةِ مَالِكُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ عَظِيْمُ الْمَلَكُوْتِ شَدِيْدُ الْجَبَرُوْتِ لَطِيْفٌ لِمَا يَشَاءُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ اَوَّلُ كُلِّ شَيْءٍ وَخَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَرَازِقُهٗ سُبْحٰنَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مُسْلِمًا صَبَاحًا صَالِحًا لَا مُخْزِيًا وَلَا فَاضِحًا۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنَا شَرَّ نَوَائِبِ الزَّمَانِ وَمَكْرُوْهَهٗ وَمَضَارِعَ السُّوْءِ مَصَائِدَ الشَّيْطَانِ وَمَوَارِدَ سُوْلَةِ السُّلْطَانِ وَوَقِّفْنَا فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا وَفِيْ سَائِرِ الْاَيَّامِ لِاسْتِعْمَالِ الْخَيْرَاتِ وَهِجْرَانِ السَّيِّئَاتِ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْنَا وَاَصْلِحْ اَخْلَاقَنَا وَاَصْلِحْ اَفْعَالَنَا وَاَصْلِحْ اٰبَاءَنَا وَاَبْنَاءَنَا وَاَجْدَادَنَا وَجَدَّاتِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَاَخَوَاتِنَا۔ اَللّٰهُمَّ كَمَا اَمْضَيْتَ اللَّيْلَةَ بِالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فَامْضِ عَلَيْنَا النَّهَارَ بِالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

تمام تعریفیں اس خدائے بزرگ و برتر کے لئے ہیں۔ جس نے اپنے علم سے سب چیزوں کو احاطہ کر لیا ہے اور وہ سب چیزوں کا شمار جانتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہی بزرگی اور عظمت والا ہے، عزت و جلال کی انتہا اسی کے لئے ہے، وہی باراں اور رحمت کا مالک ہے وہی دنیا اور آخرت کا والی ہے، وہی غیب کا جاننے والا ہے اس کی طاقت اور قہر شدید ہے وہ جو چاہے کرے وہ ہر شے سے اوّل ہے اور تمام چیزوں کا خالق ہے اور اُن کا رزاق ہے وہ پاک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ ہماری صبح بخیر کر اور ہمیں رسوا نہ کر، ہمیں زمانہ کی سختیوں سے محفوظ رکھ زمانہ کے مکروہات کو ہم سے دور رکھ، بدی اور شیطان کی برائیوں سے ہم کو محفوظ رکھ آج اور دوسرے دنوں میں بھی ہم کو نیکی عطا فرما۔ ہم کو برائیوں سے دور رکھ، الٰہی ہم کو نیک بنا دے! ہمارے اعمال و افعال کو نیک بنا، ہمارے اخلاق کو سنوار دے، ہمارے آباؤ اجداد و سب کو نیک بنا دے۔ الٰہی جس طرح تو نے ہماری رات گزاری ہے اور عافیت بخشی ہے اسی طرح ہمارے دن کو بھی بسر کرا دے عافیت اور سلامتی کے ساتھ، ہم پر رحم کر تو سب رحم کرنے والوں میں بڑا رحم کرنیوالا ہے۔ الٰہی! ہم کو دنیا اور آخرت کی نیکی عطا فرما اپنی رحمت سے دوزخ کے عذاب سے بچا

ستك يا ارحم الراحمين ← تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (آمین) اللہ
ارب العالمين ٥ ← اے دو جہانوں کے پالنے والے (آمین) اللہ

دعا یہ بھی ہے :-

الذي خلق السموات ← تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جو زمین اور آسمان کا پیدا
و عليه توكلت ← کرنے والا ہے، سوائے اس وحدہٗ لاشریک کے کوئی دوسرا معبود
العظيم ٥ سبحانه وتعالى ← نہیں ہے، اسی پر میرا توکل ہے جو عرش کا پروردگار ہے، وہ
فر اغفر لنا ذنوبنا ما ← پاک ہے شرک سے اور بلند ہے، الٰہی! ہمارے گناہ ظاہری
ما اخفينا وما ← ہوں یا باطنی سب بخشدے، تو ہماری ساری خطاؤں کو جانتا
به منا ٥ اللهم ← ہے، سب خطاؤں کو بخشدے، الٰہی ہم کو اپنی رضا عطا فرما
نيا والاخرة واجعلنا ← دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور کلمۂ شہادت پر معرفت پر
والمغفرة اللهم ← ہمارا خاتمہ فرما، ہماری اخیر عمروں کو اچھا بنا دے ہمارے
خيرا وخواتيم اعمالنا ← اعمال کا خاتمہ نیکی پر کردے، ہمارے لئے سب سے اچھا دن
م تلقاك ٥ اللهم ← اور نیک دن وہی ہوگا جب ہم تیرا دیدار کریں گے، الٰہی ہم
ال نعمتك ومن ← سے تجھ سے تیری عطا کی ہوئی نعمت کے زوال سے پناہ چاہتے
ن تحول عافيتك ← ہیں ہم تیری آفت اور دشمنی سے پناہ چاہتے ہیں، ہماری
من درك الشقاء ← درخواست ہے کہ ہم کو اپنی عافیت سے دور تر رکھ، الٰہی میں
ساتة الاعداء و ← بدبختی اور ہر آفت و بلا سے اور مصیبتوں سے اور دشمنوں
القضاء نعوذ بك ← کی طعنہ زنی سے پناہ چاہتا ہوں۔ نعمتوں کے غیر اور قضاء
سوء و نسئلك ← قدر کی بدی سے اور تمام برائیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں
م انا نسئلك ان ← اور میں تمام برائیوں اور رنج و الم سے تیری پناہ چاہتا ہوں
ي مرضانا و ← الٰہی! ہمارے بیماروں کو شفا عنایت کر اور ہمارے مردوں
ناء و تخلصها لك ← پر رحم فرما ہمارے جیوں کو صحت عطا فرما اور ہمارے لئے
و ان تحفظ ← اپنے دین کو خالص فرما (آمین)
دورنا و ← الٰہی ہمارے سینوں کو کھول دے، ہمارے سارے کاموں کا اچھا
جبر اولادنا ← بندوبست کردے اور ہمارے بچوں کی پرورش کا بندوبست
دعينا بنا و ← فرما دے ہمارے جرموں کو ڈھانپ لے ہمارے بچھڑے ہوئے
نا و نسئلك ← لوگوں کو ہم سے ملا دے، ہمارے دین پر ہم کو ثابت قدم رکھ

خَيْرًا وَّ رُشْدًا وَّ اَنْ تَسْتَوْفِيَنَا مُسْلِمِيْنَ ۔
بِرَحْمَتِكَ وَ اَنْ تُوْبِيَنَا حَسَنَةً فِي
الدُّنْيَا وَحَسَنَةً فِي الْاٰخِرَةِ وَقِنَا
عَذَابَ النَّارِ وَعَذَابَ الْقَبْرِ يَا
اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

الٰہی! میں تجھ سے نیکی اور راہ راست سے راہنمائی چاہتا ہوں
ہم کو اسلام پر موت دے اپنی رحمت سے ہمیں دنیا اور
آخرت میں نیکی عطا فرما، نار دوزخ اور قبر کے عذاب
سے بچا تو ہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے
والا ہے تو ہی سب جہانوں کا پالنے والا ہے Amen.

Imp

دُعائے ختم قرآن

ختم قرآن مجید کی دعا یہ ہے۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْخَلْقَ
فَابْتَدَعَهٗ وَسَنَّ الدِّيْنَ وَشَرَعَهٗ وَنَوَّرَ
النُّوْرَ وَشَعْشَعَهٗ وَقَدَّرَ الرِّزْقَ وَوَسَّعَهٗ
وَخَيَّرَ خَلْقَهٗ وَنَفَعَهٗ وَاَجْرَى الْمَاءَ وَاَنْبَعَهٗ
وَجَعَلَ السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا مَّرْفُوْعًا
رَفَعَهٗ وَالْاَرْضَ بِسَاطًا وَّضَعَهٗ وَ
يَسَّرَ الْعُقْرَفَا طَلَعَهٗ سُبْحٰنَهٗ مَا اَعْلٰى
مَكَانَهٗ وَاَمْنَعَهٗ وَاَعَزَّ سُلْطَانَهٗ وَ
اَبْدَعَهٗ لَا رَادَّ لِمَا صَنَعَهٗ وَلَا
مُغَيِّرَ لِمَا اخْتَرَعَهٗ وَلَا
مُذِلَّ لِمَنْ دَفَعَهٗ وَلَا مُعِزَّ
لِمَنْ وَضَعَهٗ وَلَا مُفَرِّقَ لِمَا
جَمَعَهٗ وَلَا شَرِيْكَ لَهٗ وَكَمَا
شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا اِلٰهَ مَعَهٗ ۔
صَدَقَ اللّٰهُ الَّذِيْ دَبَّرَ الدُّهُوْرَ وَ
قَدَّرَ الْمَقْدُوْرَ وَصَرَفَ الْاُمُوْرَ وَعَلِمَ
هَوَاجِسَ الصُّدُوْرِ وَتَعَاقُبَ الدُّجُوْرِ
وَسَهَّلَ الْمَعْسُوْرَ وَعَسَّرَ الْمَيْسُوْرَ وَسَخَّرَ

وہ عظمت والا اللہ سچا ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا
بغیر کسی نمونے کے اور دین کے قوانین بنائے اور اس کو جاری
کیا اور نور کو روشنی اور چمک عطا فرمائی اور روزی میں
تنگی اور فراخی رکھی اور اپنی مخلوق کو نقصان اور نفع بخشا اور پانی
کو جاری کیا اور اس کے سوتے پیدا کئے اور آسمان کو
مضبوط چھت بنایا اور اس کو بلند کیا، زمین کو فرش
بنایا اور اس کے نیچے بچھایا اور چاند کو گردش دی (چلایا)
اور اس کو نمودار کیا۔ وہ اللہ پاک ہے اس کا مرتبہ بہت
اونچا اور بڑا بلند ہے اس کا تسلط بہت مضبوط اور نادر ہے
اس کی صنعت کو کوئی رد کرنے والا نہیں ہے اور نہ اس کی
ایجاد کو کوئی تغیر دینے والا ہے اور جس کو اس نے عزت دی۔
اس کو کوئی ذلیل کرنے والا نہیں ہے اور جس کو اس نے
نیچا کیا اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں ہے جس کو اس نے
جمع کیا اس کو کوئی منتشر کرنے والا نہیں! اس کا کوئی
شریک نہیں اور اسکے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہیں!
اس خدا نے سچ فرمایا جس نے زمانوں کا انتظام کیا اور
جس نے تقدیر کو مقدر فرمایا اور تمام امور میں تصرف کیا وہ
دلوں کے خیالات سے آگاہ ہے اور تاریکیوں کی مسلسل رفتار

الْبَحْرَ الْمَسْجُوْرَ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ وَ التَّوْرٰ
وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَالزَّبُوْرَ وَاَقْسَمَ
بِالْفُرْقَانِ وَالطُّوْرِ وَالْكِتَابِ الْمَسْطُوْرِ فِي
الرَّقِّ الْمَنْشُوْرِ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَالْبَعْثِ
وَالنُّشُوْرِ وَجَاعِلِ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرِ
وَالْوَلِيْدِ وَالْحُوْرِ وَالْجَنَانِ وَالْقُصُوْرِ
اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ
مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ
عَزَّ فَارْتَفَعَ وَعَلَا فَامْتَنَعَ وَذَلَّ كُلُّ
شَيْءٍ بِعَظْمَتِهٖ وَخَضَعَ وَسَمَكَ السَّمَآءَ وَرَفَعَ
وَفَرَشَ الْاَرْضَ وَاَوْسَعَ فَجَّرَ الْاَنْهَارَ....
فَاَنْبَعَ وَمَرَجَ الْبِحَارَ فَاَنْزَعَ وَسَقَّرَ النُّجُوْمَ
فَاَطْلَعَ وَاَرْسَلَ السَّحَابَ فَاَرْتَفَعَ وَ
نَوَّرَ النُّوْرَ فَلَمَعَ وَاَنْزَلَ الْغَيْثَ فَهَمَعَ وَكَلَّمَ
مُوْسٰى وَتَجَلّٰى لِلْجَبَلِ فَقَطَّعَ وَذَهَبَ وَنَزَعَ
وَضَرَّ وَنَفَعَ وَاَعْطٰى وَمَنَعَ وَسَنَّ وَشَرَعَ وَ
فَرَّقَ وَجَمَعَ وَاَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ
فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ
اَلتَّوَّابُ الْغَفُوْرُ الْوَهَّابُ الَّذِيْ
خَضَعَتْ لِعَظْمَتِهِ الرِّقَابُ وَذَلَّتْ
لِجَبَرُوْتِهِ الصِّعَابُ وَلَانَتْ لَهُ
الشِّدَادُ وَاسْتَدَلَّتْ بِصَنْعَتِهِ الْاَلْبَابُ
وَيُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ السَّحَابُ وَ
الْبَرْقُ وَالرُّعْدُ وَالشَّجَرُ
وَالدَّوَابُّ رَبُّ الْاَرْبَابِ وَمُسَبِّبُ
الْاَسْبَابِ وَمُنْزِلُ الْكِتَابِ وَخَالِقُ
خَلْقِهٖ مِنَ التُّرَابِ غَافِرُ الذَّنْبِ قَابِلُ

سے واقف ہے، وہ آسمان کو مشکل بناتا ہے، تمام سمندر اس
کے مسخر ہیں اسی نے قرآن مجید، توریت، انجیل اور زبور
نازل فرمائی اور اس نے قرآن مجید کی قسم کھائی اور کوہ طور کی
اور اس تحریر کی جو پھیلی ہوئی جھلی پر لکھی جاتی ہے، وہی تاریکی
اور روشنی کو پیدا کرنے والا ہے، اسی نے حور و غلمان اور جنت کے
محلات بنائے حقیقت میں اللہ ہی جس کو چاہتا ہے سناتا ہے
تم قبر کے مردوں کو سنانے والے نہیں، عظمت والے خدا نے سچ فرمایا
جو عزت والا اور مرتبہ والا ہے جو بزرگ اور وار فتہ قدر ہے، جس کی
عظمت کے سامنے ہر چیز ذلیل اور تابع فرمان ہے اور اسی نے
آسمان کو بلند اور اونچا کیا اور زمین کو بچھایا، اور کشادگی دی
اسی نے دریا بہائے اور چشمے نکالے اسی نے سمندر کو ملایا اور لبریز کیا۔
اسی نے ستاروں کو اپنے حکم کے نیچے رکھا اور اسی نے بادلوں کو بھیجا
اور اسی کے حکم سے ابر اٹھا اور اسی نے نور کو روشنی عطا فرمائی جس
کی وجہ سے وہ چمکا۔ اسی نے بارش کی اور وہ برسی۔ اسی نے موسیٰ
علیہ السلام سے کلام کیا اور ان کو کلام سنایا اور پہاڑ طور
پر جلوہ افروز ہوا جس کے باعث وہ پارہ پارہ ہوگیا، وہی بخشتا
ہے وہی چھینتا ہے، وہی نفع و نقصان پہنچاتا ہے، وہی دیتا ہے
وہی روکتا ہے، اسی نے شریعت اجرا فرمائی، اسی نے مخلوق کو
پیدا کیا، تم کو ایک نفس واحد سے پیدا کیا پس ایک ہی (میت کی)
قرارگاہ ہے اور ایک ہی سپرد گی کا مقام (قبر) ہے، عظمت والا
اللہ سچا ہے وہ توبہ کو قبول کرنے والا، بخشنے والا اور عطا فرمانے
والا ہے وہ جس کی عظمت کے سامنے گردنیں جھکی ہوئی ہیں اور جس
کے دبدبہ کے سامنے سرکش عاجز ہستیوں ہیں جس کے سامنے سخت
خونریز پڑ گئے اور اس کی صنعت میں دانش و عقل سے استدلال
کیا، بادل، بجلی، گرج، درخت اور چوپائے سب اس کی پاکی بیان
کرتے ہیں وہ حاکموں کا حاکم اور اسباب بنانے والا ہے او
کتاب (قرآن مجید) نازل کرنے والا ہے اور اپنی مخلوق (عنصری)

التَّوَّابِ شَدِيْدُ الْعِقَابِ لَا اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابِ
صَدَقَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَمْ يَزَلْ جَلِيْلًا دَلِيْلًا
صَدَقَ مَنْ حَسْبِيْ بِهٖ كَفِيْلًا صَدَقَ
مَنِ اتَّخَذْتُهٗ وَكِيْلًا صَدَقَ اللّٰهُ الْهَادِيْ
اِلَيْهِ سَبِيْلًا صَدَقَ اللّٰهُ وَ مَنْ
اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا صَدَقَ اللّٰهُ
وَصَدَقَ اَنْبِيَاءُهٗ صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَتْ
اَنْبِيَاؤُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَجَلَّتْ آلَاؤُهٗ
صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَتْ اَرْضُهٗ وَسَمَاؤُهٗ
صَدَقَ الْوَاحِدُ الْقَدِيْمُ الْمَاجِدُ
الْكَرِيْمُ الشَّاهِدُ الْعَلِيْمُ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ
الشَّكُوْرُ الْحَلِيْمُ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا
مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ
الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ
اَلْحَيُّ الْعَلِيْمُ الْحَيُّ الْكَرِيْمُ اَلْحَيُّ الْبَاقِيْ
الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ
وَالْجَمَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْاَسْمَاءِ الْعِظَامِ
وَالْمَجْدِ الْعِظَامِ وَبَلَّغَتِ الرُّسُلُ الْكِرَامُ
بِالْحَقِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَسَلَّمَ
وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَنَحْنُ عَلٰى مَا قَالَ
رَبُّنَا وَسَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا مِنَ الشَّاهِدِيْنَ
وَلِمَا اَلْزَمَ وَاَوْجَبَ غَيْرُ جَاحِدِيْنَ وَالْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَوٰتُهٗ عَلٰى
سَيِّدِنَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ
وَعَلٰى اَبَوَيْهِ الْمُكَرَّمَيْنِ سَيِّدِنَا اٰدَمَ وَالْخَلِيْلِ
اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ

کو معافی سے پیدا کرنے والا ہے، گناہ کو معاف کرنے والا اور
توبہ قبول کرنے والا ہے سخت عذاب دینے والا ہے، اس کے
سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا توکل ہے اور اسکی طرف
میری واپسی ہے۔ سچ فرمایا اس اللہ نے جو ہمیشہ سے بزرگ
برتر ہے اور تنہا ہے وہ جو میری کفایت کے لئے کافی ہے
سچا ہے، وہ سچا ہے جس کو میں نے اپنا کارساز سمجھ رکھا ہے
وہ اللہ سچا ہے جو اپنے پاس پہنچنے کا راستہ خود بتانے والا
ہے، اللہ سچا ہے اور اس کے پیغمبر سچے ہیں، اللہ سچا ہے
اور اس کی نعمتیں بڑی ہیں اور اللہ سے بڑھکر سچ بات
کہنے والا اور کون ہو سکتا ہے، اللہ سچا ہے اس کی دی ہوئی
خبریں سچی ہیں، اللہ سچا ہے اور اس کے زمین و آسمان بھی شہادت
دیتے ہیں، وہ اللہ جو پاک ہمیشگی والا اور بزرگ بدلنا، کریم دانا
معاف کرنے والا مہربان قدر دان، بردبار ہے سچا ہے
کہدو کہ اللہ نے سچ فرمایا ہے تم دین ابراہیم پر چلو، حکمت والا
اللہ سچا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ رحمٰن و رحیم ہے
وہ زندہ ہے علم والا ہے صاحب حیات ہے کریم ہے مردہ
نہیں غیر فانی ہے ایسا زندہ جس کو کبھی بھی موت نہیں آنے کی،
بزرگی اور جلال و جمال والا، عظمت والے ناموں اور عظیم احسانوں والا
ہے، اس کے عزت والے پیغمبروں نے اس کا پیام ٹھیک ٹھیک
پہنچا دیا، اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو ہمارے آقا پر اور دوسرے
پیغمبروں پر ہم اپنے مالک و مولا کے قول کے گواہ ہیں اور جو
کچھ اس نے فرض و واجب کیا ہے اس کے انکار کرنے والے
نہیں ہیں، حمد ہے اس خدا کو جو جہانوں کا مالک ہے
اور اس کی رحمت و سلام ہو ہمارے آقا ہمارے بہشت پناہ
حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے
دو محترم داداؤں پر یعنی حضرت آدم و حضرت ابراہیم
علیہما السلام پر اور ان کے تمام پیغمبر بھائیوں پر اور پاک

وَعَلٰی اَهْلِ بَیْتِهِ الطَّاهِرِیْنَ وَعَلٰی
اَصْحٰبِهِ الْمُنْتَخَبِیْنَ وَعَلٰی اَزْوَاجِهِ الطَّاهِرٰتِ
اُمَّهٰتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَعَلَی التَّابِعِیْنَ لَهُمْ
بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ صَدَقَ
اللّٰهُ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعَظَمَةِ وَ
السُّلْطَانِ جَبَّارٌ لَا یُزَاحَمُ عَزِیْزٌ لَا یُضَامُ
قَیُّوْمٌ لَا یُنَامُ لَهُ الْاِفْعَالُ الْكِرَامُ وَالْاَوْصَافُ
الْعِظَامُ وَالْاَیَادِیْ الْجِسَامُ وَالْاِنْعَامُ
وَالْكَمَالُ وَالتَّمَامُ یُسَبِّحُ لَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ الْكِرَامُ
وَالْبَهَائِمُ وَالْهَوَامُّ وَالسِّبَاعُ وَالْاَنْعَامُ
وَالضِّیَاءُ وَالظَّلَامُ وَهُوَ اللّٰهُ الْمَلِكُ
الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ وَنَحْنُ عَلٰی مَا قَالَ
اللّٰهُ رَبَّنَا جَلَّ ثَنَاؤُهٗ وَتَقَدَّسَتْ
اَسْمَاؤُهٗ وَجَلَّتْ اٰلَاؤُهٗ وَشَهِدَتْ اَرْضُهٗ
وَسَمَاؤُهٗ وَنَطَقَتْ بِهٖ رُسُلُهٗ وَاَنْبِیَاؤُهٗ
نَشْهَدُ اَنَّ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا
بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ، اِنَّ الدِّیْنَ
عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَنَحْنُ بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ
رَبُّنَا وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ مِنْ خَلْقِهٖ
مِنَ الشّٰهِدِیْنَ شَهَادَةً شَهِدَ بِهَا
الْعَزِیْزُ الْحَمِیْدُ وَدَانَ بِهَا الْمُؤْمِنُ
الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ وَاَخْلَصَ بِالشَّهَادَةِ الَّذِیْ
الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَزِیْدُهَا بِالْفَضْلِ الصَّالِحِ
الرَّشِیْدِ یُعْطِیْ ثَوَابَهَا الْخُلُوْدَ فِیْ
جَنّٰتٍ ذَاتِ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّطَلْحٍ

اہل بیت پر اور ان کے برگزیدہ اصحاب پر اور آپ کی پاک
بیویوں پر جو مسلمانوں کی مائیں تھیں اور اچھے طریقے پر صحابہ
کرام کی پیروی کرنے والوں پر روز قیامت تک اور ان کے
ساتھ ہم پر بھی اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے اپنی رحمت
فرما! سچا ہے اللہ! بزرگی، عزت، عظمت اور حکومت والا
وہ ایسا طاقتور ہے کہ اس کو زیر کرنے کا ارادہ نہیں کیا جا سکتا
ایسا غالب ہے کہ اس پر حکم نہیں چلایا جا سکتا، سارے جہان
کا انتظام کرنے والا ہے، جو کبھی نہیں سوتا، بزرگی والے
کام اسی کے لئے مخصوص ہیں، بڑی بڑی بخششیں اور نبردست
احسان اور انعام کمال اور تکملہ (اسی کے ساتھ مخصوص ہے)
اسی کی پاکی بیان کرتے ہیں تمام معزز فرشتے اور چوپائے
کیڑے مکوڑے، ہوائیں اور بادل اور روشنی اور تاریکی زمین
اس کی پاکی بیان کرتے ہیں) وہی اللہ ہے حاکم اعلیٰ ہے ہر
عیب سے پاک ہے ہر نقص سے سالم اللہ ہمارا رب ہے اس
کی تعریف بڑی ہے اس کے پاک نام ہیں اور اس کے احسان
عظیم ہیں اور ہم اس کے قول کی شہادت دیتے ہیں زمین و
آسمان بھی اس کے شاہد ہیں اور پیغمبروں اور نبیوں نے
بھی اس کی شہادت دی ہے، فرشتے اور اہل علم شاہد ہیں کہ اللہ
کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عدل پر قائم ہے وہی غالب
حکمت والا ہے اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہے
ہمارے رب نے اور فرشتوں نے اور اہل علم نے جو کچھ شہادت دی ہے
ہم بھی وہی شہادت دیتے ہیں یہ شہادت اللہ نے خود دی
ہے اور اسی شہادت کے سبب مومن معاف کرنے والے
مہربان اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور وہ عرش کے مالک بڑے
خدا کے لئے اس شہادت کو خلوص سے ادا کرتا ہے، اللہ اس
شہادت کو اچھے اور ہدایت والے اعمال کی وجہ سے بلند مرتبہ
کر دیتا ہے اور اس کے قائل کو بہشت میں بقاء دوام عطا

مَنْضُوْدٍ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ وَّمَاءٍ مَّسْكُوْبٍ
يُزَادِفُ فِيْهَا النَّبِيِّيْنَ الشُّهُوْدُ وَالرَّكَّعُ
السُّجُوْدُ وَبَاذِلِيْنَ فِيْ طَاعَتِهٖ غَايَةَ
الْمَجْهُوْدِ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا بِهٰذَا التَّصْدِيْقِ
صَادِقِيْنَ وَبِهٰذَا الصِّدْقِ شَاهِدِيْنَ
وَبِهٰذِهِ الشَّهَادَةِ مُؤْمِنِيْنَ وَبِهٰذَا الْاِيْمَانِ
مُوَحِّدِيْنَ وَبِهٰذَا التَّوْحِيْدِ مُخْلِصِيْنَ
وَبِهٰذَا الْاِخْلَاصِ مُوْقِنِيْنَ وَبِهٰذَا الْاِيْقَانِ
عَارِفِيْنَ وَبِهٰذَا الْمَعْرِفَةِ مُعْتَرِفِيْنَ
وَبِهٰذَا الْاِعْتِرَافِ مُنِيْبِيْنَ وَبِهٰذَا الْاِنَابَةِ
فَائِزِيْنَ وَفِيْمَا لَدَيْكَ رَاغِبِيْنَ وَلِمَا عِنْدَكَ
طَالِبِيْنَ وَبِهَا بِيْنَا الْمَلَائِكَةِ الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ
وَاحْشُرْنَا مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِيْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِمَّنْ اِسْتَهْوَتْهُ
الشَّيَاطِيْنُ فَشَغَلَتْهُ بِالدُّنْيَا عَنْ دِيْنِ
فَاَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِيْنَ وَفِي الْاٰخِرَةِ
مِنَ الْخَاسِرِيْنَ وَاَوْجِبْ لَنَا الْخُلُوْدَ
فِيْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاَنْتَ
لِلْحَمْدِ اَهْلٌ وَاَنْتَ الْحَقِيْقُ بِالْمَسْئَلَةِ
ثُمَّ الْفَضْلِ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى تَتَابُعِ
اِحْسَانِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى تَوَاتُرِ
اِنْعَامِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى تَرَادُفِ
اِمْتِنَانِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَنَّكَ عَطَفْتَ عَلَيْنَا
تُلُوْبَ الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّهَاتِ صِغَارًا وَّحِضَانًا
عَطَفْتَ عَلَيْنَا لِغَمْكَ كِبَارًا وَّاَلْيَتَ
اِلَيْنَا بِتَرْكِ سِدَارًا وَّجَعَلْتَنَا وَمَا

فرماتا ہے، وہ بہشت جہاں کی بیریاں بے خار ہیں اور کیلے تہ بہ تہ، سایہ وسیع اور پانی بہادو ہے، مومن اس بہشت میں اُن انبیاء کے ساتھ رہے گا جو شہادت دینے والے اور رکوع و سجود کرنیوالے اور طاعت الٰہی میں انتہائی کوشش کرنے والے ہیں۔ الٰہی ہم کو تصدیق کی بنا پر صادق بنادے اور اس سچائی کا گواہ کردے اور اس شہادت پر ایمان لانے والا بنادے اور اس ایمان کے ذریعے ہم کو موحد بنادے اور اس توحید میں ہم کو مخلص کردے اور اخلاص کی وجہ سے اہلِ یقین سے بنادے اور اس یقین کے باعث عارفوں میں سے کردے، اس معرفت کے باعث اپنا شناسا بنادے اور اس اعتراف کے باعث اپنی طرف رجوع ہونے والا بنادے اور اس توبہ کی وجہ سے ہم کو کامیاب اور اپنے ثواب کی طرف راغب و حریص کا طالب بنادے اور عزت والے اعمال لکھنے والے فرشتوں پر ہم کو بطور فخر پیش کردے، ہم کو پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور صالح اعمال رکھنے والوں کے ساتھ اٹھانا اور ان لوگوں میں سے ہمارا شمار نہ فرما جن کو شیاطین نے اپنی طرف مائل کرلیا ہے اور دنیا کے عوض دین سے روک دیا ہے جس کے نتیجہ میں وہ پشیمان اور آخرت میں خسارہ یاب ہوگئے۔ اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے راحت کی جنتوں کو ہمارے لئے دوامی کردے، الٰہی تمام ستائش تیرے ہی لئے ہے اور تو ہی تعریف کا مستحق ہے اور احسان و فضل کرنے کا بھی اہل ہے، تیرے ہی لئے حمد ہے تیرے مسلسل احسانات پر اور تیرے لئے حمد ہے تیرے پیہم انعام پر اور تیرے لئے حمد ہے تیرے متواتر فضل پر، الٰہی تو نے ہی ہمارے ایامِ طفلی میں ماں باپ کے دلوں کو ہم پر مہربان بنایا، اور بڑے ہونے کے زمانے میں تو نے ہم کو گوناگوں نعمتیں عطا فرمائیں اور ہم پر اپنے غیر کی مسلسل بارکشی کی، ہم بار رہا تیرے ناآشنا ہے لیکن تو نے

عَاجِلِنَا وَاٰجِلِهٖ فَلَكَ الْحَمْدُ اِذَا اَلْهَمْتَنَا
مِنَ الْخَطَاءِ اِسْتِغْفَاراً وَلَكَ الْحَمْدُ اِذَا
رَغَّبْتَنَا جَنَّةً وَاَجَرْتَنَا عَنَّا لِعُقُوبَاتِكَ
نَاراً اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَحْمَدُكَ سِرّاً وَجِهَاراً
وَنَشْكُرُكَ مَحَبَّةً وَاِخْتِيَاراً فَلَا تَفْتِنَّا
يَوْمَ الْبَعْثِ فَتَجْعَلَنَا بَيْنَ الْمَشَاشِرِ
عَاراً وَلَا تَفْضَحَنَا بِسُوْءِ اَفْعَالِنَا يَوْمَ
لِقَاءِكَ فَتُسْلِسَنَا ذِلَّةً وَاِنْكِسَاراً بِرَحْمَتِكَ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا
هَدَيْتَنَا لِلْاِسْلَامِ وَعَلَّمْتَنَا الْحِكْمَةَ
وَالْقُرْاٰنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَلَّمْتَنَا قَبْلَ رَضِيْتَنَا
فِيْ تَعْلِيْمِهٖ وَمَنَنْتَ بِهٖ عَلَيْنَا بِمَعْرِفَتِهٖ
وَخَصَصْتَنَا بِهٖ قَبْلَ مَعْرِفَتِنَا بِفَضْلِهٖ اَللّٰهُمَّ
فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِكَ لَطْفاً بِنَا وَ
اِمْتِنَاناً عَلَيْنَا مِنْ غَيْرِ حِيْلَةٍ لَنَا وَلَا
قُوَّةٍ فَهَبْ لَنَا اَللّٰهُمَّ رِعَايَةَ حَقِّهٖ
وَحِفْظَ اٰيَاتِهٖ وَعَمَلاً بِحُكْمِهٖ وَاِيْمَاناً
بِمُتَشَابِهِهٖ وَهُدًى فِيْ تَدَبُّرِهٖ وَتَفَكُّراً
فِيْ اَمْثَالِهٖ وَمُعْجِزَاتِهٖ وَتَبْصِرَةً فِيْ
نُوْرِهٖ وَحِكْمَتِهٖ لَا تُعَارِضُنَا الشُّكُوْكُ
فِيْ تَصْدِيْقِهٖ وَلَا يُخْتَلِجُنَا التَّلْبِيْغُ فِيْ
قَصْدِ طَرِيْقِهٖ ۝ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِالْقُرْاٰنِ
الْعَظِيْمِ وَبَارِكْ لَنَا فِي الْاٰيَاتِ وَ
الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ وَتَقَبَّلْ مِنَّا اَنْتَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيْمُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الْقُرْاٰنَ

ہماری گرفت فوری نہیں کی۔ پس تیرے ہی لئے حمد ہے کہ
تو نے گناہ سے استغفار کرنے کا ہمارے دل میں جذبہ ڈالا
تیرے ہی لئے حمد ہے، ہم کو جنت نصیب فرمائے اور اپنے
عفو سے دوزخ کو ہم سے چھپائے، الٰہی ہم تیری حمد کرتے
ہیں ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی، اور دلی رغبت اور ارادہ
سے تیرا شکر ادا کرتے ہیں، پس ہمارا پردہ فاش کر کے حشر
کے دن اقوام کے سامنے ہم کو رسوا نہ فرما اور اپنی پیشی کے وقت
ہم کو بداعمالی کی وجہ سے رسوا کر کے ذلت و خواری کا لباس
نہ پہنا اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے اس دعا کو قبول فرما
الٰہی تیرے لئے حمد ہے کہ تو نے ہم کو اسلام کا راستہ دکھایا
اور حکمت و قرآن کی تعلیم دی، الٰہی تو نے ہم کو قرآن سکھایا جبکہ
ہم کو اس کے سیکھنے کی رغبت نہ تھی، اور تو نے قرآن سکھا کر
ہم پر احسان کیا کہ ہم کو اس کی معرفت کا بالکل علم نہ تھا...
تو بے خصوصیت کے ساتھ ہم کو قرآن عطا کیا جب کہ ہم اس
کے فضل سے واقف بھی نہ تھے الٰہی جب کہ یہ سب کچھ ہماری
قوت کے بغیر تو نے ہم پر احسان کیا ہے تو پھر اس کے حق کی
نگہداشت عطا فرما اور اس کی آیتوں کے حفظ کرنے کی
قوت دے اور اس کے حکم پر عمل اور متشابہ پر ایمان اور اس
پر غور کرنے کا صحیح راستہ اور اس کی امثال اور معجزے پر غور
اور اس کے نور اور حکم کو دیکھنے کی نگاہ عطا فرما! اس کی
تصدیق میں ہم کو شبہات لاحق و عارض نہ ہوں اور اسکے
سیدھے راستوں میں ہمارے دلوں کے اندر کبھی کا خیال
نہ آنے پائے الٰہی ہم کو قرآن عظیم سے نفع عطا فرما
ہم کو اس کی آیات اور پر حکمت نصیحتوں میں برکت عطا فرما
اور اس کو ہم سے قبول فرما تو بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے
اور ہماری طرف رحمت رجوع فرما کہ تو ہی توبہ قبول کرنے والا
رحیم ہے، اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے ایسا کر دے کہ

رَبِيْعَ قُلُوْبِنَا وَشِفَاءَ صُدُوْرِنَا
وَجِلَاءَ اَحْزَانِنَا وَذَهَابَ هُمُوْمِنَا
وَغُمُوْمِنَا وَسَائِقَنَا وَقَائِدَنَا وَ
دَلِيْلَنَا اِلَيْكَ وَاِلٰى جَنَّاتِكَ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلِ الْقُرْاٰنَ لِقُلُوْبِنَا ضِيَاءً وَ
لِاَبْصَارِنَا جِلَاءً وَلِاَسْقَامِنَا دَوَاءً
وَلِذُنُوْبِنَا مُمَحِّصًا وَمِنَ النَّارِ مُخْلِصًا
اَللّٰهُمَّ اَسْنِ بِهِ الْحُلَلَ وَاَسْكِنَّا بِهِ الْفُلَلَ
وَاَسْبِغْ عَلَيْنَا النِّعَمَ وَادْفَعْ بِهِ عَنَّا
النِّقَمَ وَاجْعَلْنَا بِهِ عِنْدَ الْجَزَاءِ مِنَ
الْفَائِزِيْنَ وَعِنْدَ النَّعْمَاءِ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ
وَعِنْدَ الْبَلَاءِ مِنَ الصَّابِرِيْنَ وَلَا
تَجْعَلْنَا مِمَّنِ اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِيْنُ ــــ
فَشَغَلَتْهُ بِالدُّنْيَا عَنِ الدِّيْنِ فَاَصْبَحَ
مِنَ الْخَاسِرِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔
اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ الْقُرْاٰنَ بِنَا مَاحِلًا وَلَا
الصِّرَاطَ بِنَا زَائِلًا وَلَا نَبِيَّنَا وَسَيِّدَنَا
وَسَنَدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فِي الْفَائِمَةِ عَنَّا مُعْرِضًا وَلَا
مُوَلِّيًا اِجْعَلْهُ يَا رَبَّنَا يَا خَالِقَنَا يَا
رَازِقَنَا، لَنَا شَافِعًا مُشَفَّعًا وَاَوْرِدْنَا
حَوْضَهُ كَوْثَرَ وَاسْقِنَا مِنْهُ رَوِيًّا
سَائِغًا هَنِيْئًا لَا نَظْمَاءُ بَعْدَهُ اَبَدًا
غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَاكِسِيْنَ وَلَا
جَاهِدِيْنَ وَلَا مَغْضُوْبٍ عَلَيْنَا
وَلَا الضَّالِّيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ

قرآن ہمارے دلوں کی بہار بنجائے، ہمارے سینوں کو شفا
دینے والا، ہمارے غموں کو زائل کرنے والا، ہمارے اندوہ و
افکار کو دور کرنے والا اور ہم کو تیری رحمت کی طرف اور تیری
راحت والی جنتوں کی طرف چلانے والا، پہنچانے والا اور
راستہ بتانے والا بنادے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اپنی
رحمت سے ایسا کر دے! الٰہی قرآن پاک کو ہمارے دلوں کے
لئے ضیا اور ہماری آنکھوں کے لئے جلا، ہماری بیماریوں کے
لئے شفا بنادے، ہم کو گناہوں سے چھڑانے والا اور دوزخ سے نجات
دلانے والا بنادے، الٰہی! اس کے ذریعہ سے ہم کو بہشتی جوڑے
پہنا، ہم کو قیامت کے دن سایہ میں رکھنا! ہم کو پوری پوری
نعمتیں عطا فرما اور ہم سے عذاب کو دفع کر، بدلہ دیتے وقت
ہم کو کامیاب ہونے والوں میں شامل فرما! راحتوں اور نعمتوں
کے وقت ہم کو شکر کرنے والوں اور مصیبت کے وقت صبر کرنے
والوں میں سے بنا۔ الٰہی ہم کو ان لوگوں میں سے نہ کر دینا جن
کو شیطان نے اپنی طرف مائل کر لیا ہے دین سے الگ کر کے
دنیا میں لگا دیا ہے جس کے باعث وہ نقصان اٹھانے والوں
میں سے بنتے ہیں، اے ارحم الراحمین یہ دعا قبول فرمالے۔
الٰہی! قرآن کو ہمارے حق میں برائی نہ بنا نہ پل صراط کو ہمارا
پھسلانے والا اور ہمارے نبی ہمارے سردار اور ہمارے وسیلہ
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن ہم سے اعراض
کرنے والا اور منہ موڑنے والا نہ بنا بلکہ اے ہمارے رب! اے
ہمارے خالق اے ہمارے رازق اُن کو ہمارے لئے ایسا سفارش
کرنے والا بنا جن کی سفارش قبول کی جائے اور ہم کو اُن
کے حوض کوثر پر حاضر کر اور انہی کے جام سے ہم کو سیراب فرما
وہ ہم کو خوشگوار اور مبارک شربت پلائیں جس کے بعد ہم کبھی پیاسے
ہوں اور نہ خوار ہوں نہ ذلیل ہوں نہ انکار کرنے والے ہوں
نہ ہم مستحق غضب ہوں اور نہ گمراہ ہوں، اے ارحم الراحمین اپنی

الرَّحِيمِينَ ۝ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِالْقُرْاٰنِ الَّذِيْ
رَفَعْتَ مَكَانَهٗ وَثَبَّتَّ اَرْكَانَهٗ وَاَبَّدْتَ
سُلْطَانَهٗ وَبَيَّنْتَ بَرَكَاتِهٖ وَ
جَعَلْتَ اللُّغَةَ الْعَرَبِيَّةَ الْفَصِيْحَةَ
لِسَانَهٗ وَقُلْتَ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ
وَهُوَ اَحْسَنُ كُتُبِكَ نَظْمًا وَّاَرْصَعُهَا
كَلَامًا وَّاَبْيَنُهَا حَلَالًا وَّحَرَامًا، مُحْكَمُ
الْبَيَانِ ظَاهِرُ الْبُرْهَانِ مُحْرُوْسٌ مِنَ
التَّنَاقُضِ وَالتَّفَصِّيْ فِيْهِ وَعْدٌ وَّ
وَعِيْدٌ وَّتَخْوِيْفٌ وَّتَهْدِيْدٌ لَا
يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ
حَمِيْدٍ ۝ اَللّٰهُمَّ فَاَوْجِبْ لَنَا بِهِ الشَّرَفَ
وَالْمَزِيْدَ وَاَلْحِقْنَا بِكُلِّ سَعِيْدٍ وَّاسْتَعْمِلْنَا
فِيْ اَجْمَلِ الصَّالِحِ الَّتِيْ شِيْدَ اِنَّكَ
اَنْتَ الْقَرِيْبُ الْمُجِيْبُ بِرَحْمَتِكَ يَا
اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ فَلَمَّا جَعَلْتَنَا
بِهٖ مُتَصَدِّقِيْنَ وَفِيْهِ مُحَقِّقِيْنَ
فَاجْعَلْنَا بِتِلَاوَتِهٖ مُنْتَفِعِيْنَ وَذِيْ
لَذَّةٍ خِطَابِهٖ مُسْتَمِعِيْنَ وَبِمَا فِيْهِ
مُعْتَبِرِيْنَ وَلِاَحْكَامِهٖ جَامِعِيْنَ وَلَا
وَامِرِهٖ وَنَوَاهِيْهِ خَاضِعِيْنَ وَعِنْدَ
خَتْمِهٖ مِنَ الْفَائِزِيْنَ وَثَوَابِهٖ حَائِزِيْنَ
وَلَكَ فِيْ جَمِيْعِ شُهُوْرِنَا ذَاكِرِيْنَ
وَاِلَيْكَ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِنَا رَاجِعِيْنَ
وَاغْفِرْ لَنَا فِيْ لَيْلَتِنَا هٰذِهٖ اَجْمَعِيْنَ

رحمت سے یہ سب چیزیں عنایت فرما!! الٰہی! اس قرآن کے ذریعہ ہم کو فائدہ پہنچا، جس کا تو نے مرتبہ بلند کیا، جس کے فرائض قائم کئے جس کی دلیل مضبوط بنائی، جس کی برکتیں ظاہر فرمائیں اور فصیح عربی لغت (زبان مخصوص) کی، اور تو نے فرمایا کہ جب ہم اس کو پڑھیں تو اے محمد آپ اس کی پیروی کریں۔ اس کا بیان ہمارا ذمہ ہے اور قرآن کی ترتیب تیری سب کتابوں سے اچھی ہے اور کلام سب سے زیادہ واضح ہے اور حلال وحرام کو سب سے زیادہ کھول کر بیان کرنے والا ہے، بیان کے اعتبار سے محکم ہے اس کی دلیل ظاہر ہے اور وہ کمی وبیشی سے محفوظ ہے، اس کے اندر وعدے اور وعیدیں ہیں، اور ڈراوے اور دھمکیاں ہیں اس میں کسی طرف سے بھی آکر جھوٹ شامل نہیں ہوسکے، وہ خدا کی طرف سے اتاری ہوئی کتاب ہے! الٰہی! تو اس کے ذریعہ ہمارے لئے شرف اور زیادتی ثواب کا ذریعہ بنادے! اور ہم کو خوش نصیب لوگوں میں شامل فرمادے اور ہم سے اچھے اور نیک کام لینا، بیشک تو نزدیک ہے، قبول کرنے والا ہے۔ اپنی رحمت سے اس دعا کو قبول فرما! الٰہی جیسا کہ تو نے ہم کو قرآن کی تصدیق کرنے والوں میں سے بنایا ہے اور جو کچھ اس میں ہے اس کو حق سمجھنے والا بنایا ہے اسی طرح اس کی تلاوت سے ہم کو نفع اٹھانے والا بنادے اور اس کے خوش آئند خطاب کو سننے والا کردے، اور جو کچھ اس میں ہے اس سے نصیحت حاصل کرنے والا بنادے اور ان احکام پر عمل کرنیوالا بنادے اور اس کے اوامر ونہی کے سامنے جھکنے والا بنادے۔ اس کے ختم کے بعد ہم کو بامراد کرادے اور ہم کو اس کے ثواب کے حاصل کرنے والا بنادے، ہم کو تمام مہینوں میں اپنا ذکر کرنے والا اپنی ہی جانب تمام معاملوں میں رجوع کرنے والا بنادے، ہم سب کی اس رات مغفرت فرمادے اے ارحم الراحمین! اپنی

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الَّذِيْنَ حَفِظُوْا
لِلْقُرْاٰنِ حُرْمَتَهٗ كَمَا حَفِظُوْهُ
وَعَظَّمُوْا مَنْزِلَتَهٗ لَمَّا سَمِعُوْهُ وَ
تَأَدَّبُوْا بِآدَابِهٖ لَمَّا حَضَرُوْهُ وَالْتَزَمُوْا
حِكْمَهٗ لَمَّا قَرَئُوْهُ وَاَحْسَنُوْا جِوَارَهٗ
لَمَّا جَاوَرُوْهُ وَاَرَادُوْا ابْتِلَاءَ رَبِّهٖ
وَجْهَكَ الْكَرِيْمَ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَوَصَلُوْا
بِهٖ اِلَى الْمَقَامَاتِ الْفَاخِرَةِ وَجَعَلْنَا
بِهٖ مِمَّنْ فِيْ دَرَجِ الْجِنَانِ يَرْتَقِيْ وَيَتَبَيَّهٖ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاضٍ
عَنْهُ يَلْتَقِيْ نَا لِمُتَقَشِّعٍ بِالْقُرْاٰنِ غَيْرُ
شَقِيٍّ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ خَتْمَةً مُّبَارَكَةً عَلٰى
مَنْ قَرَءَهَا وَحَضَرَهَا وَسَمِعَهَا وَ
اَمَّنَ عَلٰى دُعَاءِهَا وَاَنْزِلِ اللّٰهُمَّ مِنْ
بَرَكَاتِهَا عَلٰى اَهْلِ الدُّوْرِ فِيْ دُوْرِهِمْ
وَعَلٰى اَهْلِ الْقُصُوْرِ فِيْ قُصُوْرِهِمْ
وَعَلٰى اَهْلِ الثُّغُوْرِ فِيْ ثُغُوْرِهِمْ وَعَلٰى
اَهْلِ الْحَرَمَيْنِ فِيْ حَرَمَيْهِمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اَللّٰهُمَّ وَاَهْلُ الْقُبُوْرِ مِنْ اَهْلِ مِلَّتِنَا
اَنْزِلْ عَلَيْهِمْ فِيْ قُبُوْرِهِمُ الضِّيَاءَ
وَالْفُسْحَةَ وَجَازِهِمْ بِالْاِحْسَانِ اِحْسَانًا
بِالسَّيِّئَاتِ عَفْوًا وَارْحَمْنَا اِذَا
صِرْنَا اِلٰى مَا صَارُوْا اِلَيْهِ بِرَحْمَتِكَ
يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ يَا سَابِقَ الْفَوْتِ
وَيَا سَامِعَ الصَّوْتِ وَيَا كَاشِفَ الْكُرُبَاتِ

رحمت کے ذریعہ معاف فرمادے!

اے اللہ ہم کو ان لوگوں میں شامل کردے جنھوں نے قرآن کی عزت کی اس کو حفظ کرنے کے بعد اور اس کو سننے کے بعد اس کی تعظیم کی اور جب اس کے سامنے آئے تو اس کے آداب کو ملحوظ رکھا اور جب جدا ہوئے تو اس کے احکام کو مضبوطی سے تھاما۔ اور اس کا حق رفاقت ادا کیا اور جب انھوں نے اس کو ساتھ لیا تو اس کے پڑھنے سے تیری رضا چاہی اور آخرت کو طلب کیا؛ پس وہ اس قرآن کے ذریعہ اعلیٰ مقامات کو پہنچے اور اسی قرآن کے ذریعہ جنت کے درجوں پر چڑھنے والوں میں شامل کردے اور ان لوگوں میں شامل کردے جن سے خوشنودی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات فرمائیں گے۔ قرآن کی شفاعت نصیب ہونے والا بدنصیب نہیں ہوتا۔ اے ارحم الراحمین اس دعا کو قبول فرمالے الٰہی اس کو برکت والا ختم بنادے اس کے پڑھنے والوں کے لئے اور اس وقت حاضر ہونے والوں کے لئے اور ان کے لئے جنھوں نے اس کو سنا اور اس کی دعا پر آمین کہا؛ اے اللہ اس قرآن کی برکتیں گھر والوں پر ان کے گھروں میں اور محلات والوں کے محلات میں نازل فرما۔ الٰہی سرحد پر جہاد کرنے والوں پر اور حرمین شریفین میں رہنے والے مومنوں پر اس کی برکتیں نازل فرما! الٰہی! ہماری ملت کے مردوں کو قبروں میں اس کی برکت سے روشنی اور کشادگی نازل فرمادے، اور ان کی نیکیوں کی اچھی جزا عطا فرما اور ان کے گناہوں کو بخشدے، اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے، رحم فرما جب کہ ہم چلے جائیں! اے وہ ذات جو ہر سابق سے سابق ہے، اے آواز کے سننے والے!

لی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ
لَنَا فِیْ هٰذِهٖ
بَارَكْتَ لِاِبْرٰهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَحْیَآئِنَا وَ اَمْوَاتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ كَبِیْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَ لَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَ ارْحَمْهُ وَ عَافِهٖ وَ اعْفُ عَنْهُ وَ اَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَ وَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَ نَقِّهٖ بِالْمَآءِ وَ الثَّلْجِ وَ الْبَرَدِ وَ نَقِّهٖ مِنَ الْخَطَایَا كَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَ اَبْدِلْهُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَ اَهْلًا خَیْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ زَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَ اَفْسِحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَ نَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَ لَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِكَ وَ حَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَ عَذَابَ النَّارِ وَ اَنْتَ اَهْلُ الْوَفَآءِ وَ الْحَمْدِ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهٗ وَ ارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَ اَنْتَ خَلَقْتَهَا وَ اَنْتَ رَزَقْتَهَا وَ اَنْتَ هَدَیْتَهَا لِلْاِسْلَامِ وَ اَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَ عَلَانِیَتِهَا جِئْنَا شُفَعَآءَ لَهَا فَاغْفِرْ لَهَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِكَ وَ حَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهَا فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَ عَذَابَ النَّارِ وَ اَنْتَ اَهْلُ الْوَفَآءِ وَ الْحَمْدِ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهَا وَ ارْحَمْهَا اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَ اَنْتَ خَلَقْتَهَا وَ اَنْتَ رَزَقْتَهَا وَ اَنْتَ هَدَیْتَهَا لِلْاِسْلَامِ وَ اَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَ عَلَانِیَتِهَا جِئْنَا شُفَعَآءَ لَهَا فَاغْفِرْ لَهَا

اے وہ ذات جو مرنے کے بعد ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنانے والی ہے، رحمت بھیج حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی اولاد پر اور اس مبارک رات میں ہمارا کوئی گناہ ایسا نہ چھوڑ جس کو تو نے نہ بخش دیا ہو اور نہ کوئی ایسا غم ہو جس کو تو نے دور نہ کر دیا ہو، اور نہ کوئی ایسی سختی جس کو تو نے ہٹا نہ دیا ہو اور نہ کوئی ایسا رنج جس کو تو نے دور نہ کر دیا ہو اور نہ کوئی ایسی برائی جس کو تو نے بھیر نہ دیا ہو اور نہ کوئی ایسا مریض جس کو تو نے شفا نہ بخشی ہو اور نہ کوئی ایسا گنہگار جس کو تو نے معاف نہ کر دیا ہو اور ایسا ب کے بغیر چھوڑا ہو) اور نہ کسی بچے کو صالح بنائے بغیر اور نہ کسی مُردے کو رحمت کے بغیر، اور دنیا اور آخرت کی کوئی ایسی حاجت پوری کئے بغیر نہ چھوڑ جس میں تیری رضا ہو اور وہ ہمارے لئے بھی مفید ہو، الٰہی تو اس کو ہمارے لئے آسان، فائدہ رساں اور بخشش کا باعث بنا دے

اے ارحم الراحمین! ہماری یہ دُعا اپنی رحمت سے قبول فرما

الٰہی! ہم کو عافیت عطا فرما اور اپنے عفو عظیم سے ہم کو معاف فرما دے اپنی جمیل پردہ پوشی سے اور اپنے قدیم احسان کے طفیل ہمارے بہت ہی بھلائی اور نیکی کرنے والے رحمت نازل فرما، ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے تمام پیغمبر بھائیوں، ان کی اولاد اور ملائیکہ پر اور ان سب پر اپنی سلامتی نازل کر۔ اے ہمارے رب ہم پر اپنی طرف سے رحمت فرما اور ہم کو ہمارے کاموں میں درستی عنایت کر دے اور ہم کو اس نیک عمل کی توفیق عطا کر جس سے تو راضی ہو! اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے اس دعا کو قبول کر! الٰہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمت نازل فرما جس طرح انھوں نے رسالت کا فرض ادا کیا ہے! اے اللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شَمْسِ الْبِلَادِ وَقَمَرِ الْمِهَادِ وَزَيْنِ الْوِرَادِ
وَشَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ يَوْمَ التَّنَادِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى ذُرِّيَّتِهٖ وَجَمِيْعِ صَحَابَتِهٖ
الَّذِيْنَ قَامُوْا بِنُصْرَتِهٖ وَجَرَوْا عَلٰى
سُنَّتِهٖ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ الَّذِيْ بِالْحَقِّ بَعَثْتَهٗ
وَبِالصِّدْقِ نَعَتَّهٗ وَبِالْحِلْمِ
بَاَحْمَدَ سَمَّيْتَهٗ وَفِي الْقِيَامَةِ
فِيْ اُمَّتِهٖ شَفَّعْتَهٗ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى مُحَمَّدٍ مَا ذَرَّتِ النُّجُوْمُ وَ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَا مَلَاحَتِ الْغُيُوْمُ
وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَا ذَكَرَهُ الْاَبْرَارُ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَا اخْتَلَفَ اللَّيْلُ
وَالنَّهَارُ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ
عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ بِرَحْمَتِكَ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

جو شہروں کے آفتاب زمینوں کے مہتاب قیامت کی زینت اور روزِ محشر میں گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے ہیں ان پر رحمت نازل فرما! الٰہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی اولاد پر اور ان کے تمام صحابہؓ پر جنہوں نے دین کی مدد فرمائی اور رسولِ سب رسول کے پیرو رہے اپنی رحمت نازل فرما الٰہی رحمت نازل فرما حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کو تو نے سچا دین دے کر بھیجا اور تو نے ان کی سچی تعریف کی اور بردباری ان کی علامت بنائی اور احمدؐ ان کا مبارک نام رکھا اور قیامت کے دن اُمت کے بارے میں تو انہی سفارش قبول فرمائے گا۔ الٰہی حضرت محمد مصطفیٰ پر رحمت نازل فرما جب تک ستارے روشن ہیں اور ان پر رحمت بھیج جب تک بادل جمع ہوتے رہیں اور ان پر رحمت نازل فرما اے حیّ اے قیوم۔ الٰہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما جب تک نیک لوگ ان کا ذکر کرتے رہیں۔ اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما جب تک رات دن کی آمد و رفت کا سلسلہ قائم ہے۔ اے اللہ اپنی رحمت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار پر بھی اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

ایک وصیت

صاحبِ خیر و برکت ماہ رمضان کی آخری شب

اللہ کے بندو! اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے، یہ رخصت ہونے والے مہینے کی آخری شب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مشرف کیا اور اس کی عظمت بڑھائی اس کے رتبہ کو بلند کیا، دن کے روزوں، رات کی نمازوں اور قرآن پاک کی تلاوت اللہ کی رحمت اور اس کی خوشنودی کے نزول کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس کو کرامت بخشی! اس مہینے میں تم پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت و سعادت نازل ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو سال کے چراغ اور موتیوں کے ہار کا درمیانی موتی (واسطہ العقد) بنایا، نماز و روزہ کے نور کی وجہ سے اس کو ارکان اسلام میں بہت زیادہ محکم بنایا اسی مہینے میں

اس نے اپنی کتاب نازل فرمائی اور توبہ کرنے والوں کے لئے قبولیت کے دروازے کھول دیئے۔ اس ماہ میں ہر دعا قبول ہوتی ہے اور ہر نیکی جمع ہو جاتی ہے، ہر ضرر اس مہینہ میں اٹھا دیا جاتا ہے۔ کامیاب اور قابل مبارک باد وہی ہے جس نے اس مہینے کے اوقات کو غنیمت سمجھا اور نقصان اٹھانے والا اور گھاٹے میں رہنے والا وہی ہے جس نے اس کو ضائع کر دیا اور اس کو ہاتھ سے کھو دیا۔

یہ مہینہ گناہوں کا کفارہ ہے!

اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو تمہارے لئے گناہوں کے لئے طہارت کا ذریعہ اور تمہاری برائیوں کے لئے کفارہ بنایا ہے، تم میں سے جس کسی نے اس کو اچھی طرح بسر کیا اس کے لئے وہ آخرت کا ذخیرہ اور نور بن گیا اور جس نے اس مہینے کے تقاضے پورے کئے اور اس ماہ کے حقوق ادا کر دیئے اس کے لئے یہ مہینہ خوشی اور مسرت کا مہینہ بنا دیا گیا یہ مہینہ ایسا ہے کہ اس مہینہ میں فاسق و فاجر بھی سدھر جاتے ہیں اور نیک بندوں کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھ جاتی ہے، یہ ایسا مہینہ ہے جو دلوں کو آباد کرتا ہے، گناہوں کا کفارہ بنجاتا ہے اور یہ مہینہ مسجدوں کو پُر کرنے والا ہے اس مہینہ میں فرشتے آزادی اور رہائی کے پروانے لیکر نازل ہوتے ہیں، اس مہینے میں مسجدیں آباد ہو جاتی ہیں، چراغ روشن ہوتے ہیں، آیات قرآنی کی تلاوت کی جاتی ہے، دلوں کی درستی ہوتی ہے، گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

یہ مہینہ وہ ہے جس میں مسجدیں انوار الٰہی سے چمک اٹھتی ہیں اور ملائکہ روزہ داروں کے لئے کثرت سے استغفار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مہینے کی ہر رات کو افطار کے وقت چھ لاکھ افراد کو دوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے، اس ماہ میں برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ لغزشیں معاف کر دی جاتی ہیں، لوگوں کی گریہ و زاری پر رحم فرماتا ہے اور وہ کم ہو جاتی ہے۔ اس ماہ میں جنت کی حسین حوریں آواز دیتی ہیں، اے روزہ دار مرد اور عورتو! اور عبادت کرنے والے مرد اور عورتو! تم کو وہ رحمتیں اور بھلائیاں مبارک ہوں جو اللہ نے تمہارے لئے تیار کر رکھی ہیں۔ یقیناً تم کو برکتوں نے ڈھانک لیا ہے اور زمین و آسمان کے تمام رہنے والے تم سے خوش ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جس نے مرنے سے پہلے اپنے نفس کے لئے تیاری کی اور ماضی و مستقبل کی فکر سے آزاد ہو کر امروز (حال) میں مشغول! (حال کو کامیاب بنایا) اور اپنے بچے کھچے سامان سے زادِ راہ فراہم کرنے میں مصروف ہوا جو اس کی عمر ختم ہونے تک پورا ہو جائے گا، اور وہ نیک بندہ اس مہینے کی جوانی سے غمگین ہوا اور سلام کر کے اس کو اس طرح رخصت کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَہْرَ رَمَضَان، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَہْرَ الصِّیَامِ وَالْقِیَامِ وَتِلَاوَتِ الْقُرْآن۔ اے درگذر اور معافی کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے برکت اور بھلائی کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے تحفوں اور رضا مندی کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے عبادت اور قربانی (نفس) کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے روزوں اور تہجد کی عبادت والے

مہینے تجھ پر سلام ہو، اے تراویح کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے نور اور چراغاں کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے عارفوں کی مسرت تجھ پر سلام ہو، اے خوبیوں والے لوگوں کے باعث افتخار مہینے تجھ پر سلام ہو، اے عبادت گزاروں کے باغ تجھ پر سلام ہو،

اے ہمارے مہینے ہم نے تجھے رخصت کیا حالانکہ ہم تجھے رخصت کرنا نہیں چاہتے تھے ہم تجھ سے جدا ہو گئے حالانکہ تو ہمارا دشمن نہیں تھا، اے ماہ رمضان، تیرا سراپا صدقہ اور روزہ تھا، تیری ذات سراپا قرآن کی تلاوت اور قیام تھا۔ تجھ پر ہماری جانب سے سلامتی ہو، تجھے ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں، خدا جانے ہم کو آئندہ تو میسّر ہو گا یا نہیں، ممکن ہے کہ ہم موت سے ہم آغوش ہو جائیں اور تو ہم تک نہ آئے! اے ماہ رمضان تجھ سے ہماری مسجدوں کے چراغ روشن رہتے تھے اور وہ آباد رہتی تھیں، اب جب کہ تو جا رہا ہے وہ چراغ بجھ جائیں گے اور تراویح ختم ہو جائیں گی اور ہم پھر اصل حالت پر لوٹ آئیں گے اور تجھ جیسے عبادت والے مہینے سے جدا ہو جائیں گے۔

اے کاش میں جانتا کہ ہم میں سے (اس ماہ کے) کس کے اعمال قبول ہوئے ہم اس کو اس کے ایسے اچھے اعمال پر مبارکباد پیش کرتے ہیں، اے کاش کہ میں جانتا ہم میں سے کس کے اعمال نامقبول ہوئے ہم اس کی بداعمالی پر تعزیت کرتے۔

اے مقبول اعمال والے! تجھے اللہ کا ثواب اس کی خوشی مبارک ہو، تجھے اللہ کی رحمت، اس کی مقبولیت اور اس کی مغفرت مبارک ہو، تجھے اللہ کا انعام، گناہوں کی معافی، اس کی نعمتوں کی ارزانی مبارک ہو تجھے اللہ کی جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخلہ مبارک ہو۔

اے نامقبول اعمال والے! تیرے اصرار، سرکشی، ظلم و تعدی، غفلت و نسیان، نقصان اور مسلسل گناہ کرنے کا باعث اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی ناراضگی تجھ پر بہت بڑا غضب بن کر ٹوٹی ہے! اے بندے تیری اٹکی ہوئی آنکھیں کہاں ہیں، تیرے بہنے والے آنسو کہاں گئے، تیری فریاد کہاں گئی! تو نے توبہ کو تاخیر میں کس دن کے لئے ڈال رکھا ہے، اور کس سال کے لئے تو نے اپنے خزانے کو جمع کر رکھا ہے (اس کو کب خرچ کرے گا) کیا آئندہ سال کے لئے یا موجودہ سال گذر جانے کے وقت تک! خبردار ایسا نہ کرنا، عمروں کی مدت تیرے علم میں نہیں ہے تجھے کیا معلوم موت کب آئے گی) اور نہ تو مقدروں کے پہچاننے پر قادر ہے۔

ذرا غور کر! کتنے امیدوں سے بھرپور دل گزرے ہیں جن کو امید براری کی توقع تھی لیکن ان کی امید بر نہیں آئی اور کتنے امیدوں کے چاہت والے تھے جو اس تک نہیں پہنچ سکے! بہت سے ایسے لوگ تھے جو عید کی خوشیاں منانے کی تیاری میں مصروف تھے اور وہ قبر میں پہنچا دیئے گئے۔ اور ان کا آراستہ لباس ان کا کفن ثابت ہوا، بہت سے ایسے تھے جو صدقہ فطر ادا کرنے کی تیاری میں مشغول تھے لیکن وہ خود ہی قبر میں رہن رکھ دیئے گئے۔

بہت سے ایسے لوگ ہیں جو روزہ نہیں رکھیں گے اور اللہ کے سوا دوسرے مشغلوں میں لگے رہیں گے، پس اے خدا کے بندو! خدا کی حمد کرو کہ اس نے ماہ خیر کو اخیر تک پہنچا دیا اور اللہ تعالیٰ سے اس ماہ کے روزوں اور عبادت کی۔

قبولیت کی دُعا مانگو اس ماہ کے جو حقوق ہیں ان کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو جاؤ، اللہ اور اس کی توفیق کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

لے لوگو! اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے! تم کو سمجھ لینا چاہیئے کہ تم ایک بہت ہی برگزیدہ اور معزز مہینے سے جدا ہونے ہو، پس وہ روزہ دار اور عبادت کرنے والے کہاں ہیں جو پچھلے برسوں میں تمہارے ساتھ تھے؟ اور وہ لوگ کہاں ہیں جو تمہارے ساتھ رمضان کی راتوں میں شریک عبادت تھے، اور تمہارے والدین، بہن اور بھائی، ہمسائے اور قرابت دار کہاں ہیں جو خدا کا ہر حق ادا کیا کرتے تھے، خدا کی قسم ان کو موت اُگھی وہ موت جو تمام لذتوں کو ڈھانے والی اور برباد کرنے والی ہے، تمام ارمانوں کو کاٹنے والی ہے اور جمعیتوں میں تفرقہ ڈالنے والی ہے، اُن سے مجلسیں خالی ہوگئیں، مسجدیں ان سے سنسان ہوگئیں اب تو تم ان کو... قبروں کی مٹی میں پڑا ہوا دیکھ رہے ہو، اُن پر جو حالت طاری ہے اس کو وہ ٹال نہیں سکتے، اب ان کو اپنے نفوس کے نفع و نقصان پر قدرت حاصل نہیں ہے، وہ اس دن کے منتظر ہیں جس دن لوگ اپنے رب کی طرف بلائے جائیں گے (روزِ حشر) اور ساری مخلوق میدان میں جمع کر دی جائے گی، وہ اس دن ہر طرف دوڑتے پھریں گے، اس دن کی ہولناکی (ہیبت) سے کانپتے ہونگے اور اس دن کے حساب کے خوف سے ان کے دل پھٹے پڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور صور پھونکا جائے گا تو ہم ان سب کو اکٹھا کر لیں گے"۔

لے اللہ کے بندو! پس جس نے ماہ رمضان میں حرام سے اپنے آپ کو باز رکھا تو اُسے چاہیئے کہ اسی طرح وہ تمام مہینوں میں اور سالوں میں بھی اپنے نفس کو اسی طرح حرام سے بچائے رکھے اس لئے کہ ماہ رمضان اور غیر ماہ رمضان یعنی دوسرے مہینے کا مالک ایک ہے اور وہ ان دونوں زمانوں سے اچھی طرح واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو اس مہینے کی جُدائی کے بعد جزا دے اور اپنی رحمت عام سے ہم کو اور تم کو صلہ عطا فرمائے اور باقی امور میں ہمارے اور تمہارے لئے برکت عطا فرمائے، اپنے فضل، رحمت اور احسان سے ہمیں ہدایت کے راستے پر چلائے (آمین)

الٰہی! تو نے اس رات میں اپنی بخشش، آزادی، رحمت، رضا، عفو و درگذر، احسان و اکرام، دوزخ سے نجات اور ہمیشہ کے لئے جنت میں داخلے فرما دیا ہے، الٰہ العالمین! ہم کو سب سے زیادہ اس سے حصّہ عنایت فرما (آمین)

الٰہی! جس طرح تو نے ماہِ صیام ہم کو عطا فرمایا اسی طرح اس ماہ کے حال کو برکتوں سے بھر دے اور اسکے ایام کو بہت زیادہ مبارک بنا دے اور ہم سے اس کو قبول فرما لے یعنی وہ اعمال جو اس ماہ میں ہم نے بحیثیت روزہ اور عبادت کئے ہیں وہ قبول فرما لے اور ہمارے اُن گناہوں کو بخشدے جو اس ماہ میں ہم سے سرزد ہوئے ہیں۔ ہم کو مخلوق کے حقوق سے اُس دن نجات عطا فرما دے جس دن تیرے سوا کوئی اُمید گاہ نہیں ہوگی، اے سب سے زیادہ جاننے والے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اس دُعا کو قبول فرما لے۔

الٰہی! اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم سے اس ماہ کے روزوں اور قیام العبادت میں کوتاہی ہوئی اور ہم تیری عبادت کا کچھ حق ہی ادا نہیں کر سکے، اس قصور کے پیشِ نظر ہم تیرے دَر پر سوالی بنکر جھکتے ہیں اور تیری رضا اور رحمت کے طالب بنکر سر کو جھکاتے ہیں۔ الٰہی! ہم کو نامراد واپس نہ کر اور نہ اپنی رحمت سے مایوس فرما، ہم تیرے محتاج ہیں تیرے سامنے ایک بندے کی طرح ہیں، پس ہم تو تیری ہی جانب رجوع ہوتے ہیں اور تجھ ہی سے خیر کے طالب ہیں۔ ہم تیرے ہی دروازے کو کھٹکھٹاتے

ہیں اور صرف تیری ہی رحمت سے سوال کرتے ہیں، تو ہم پر رحم فرما اور ہمارے دلوں کو سنوار دے اور ہمارے عیبوں کو چھپا لے۔
ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے اور قیامت کے دن ہماری آنکھوں کو ٹھنڈی مرحمت فرما اور ہم کو اپنی عظیم و گراں بار توجہ سے
محروم نہ کر! ہمارے عمل کو قبول فرما اور ہماری کوششوں کو پذیرائی عطا کر اور اس رات سے ہم کو زیادہ سے زیادہ حصہ عطا فرما۔
الٰہی! اگر تیرے لازوال علم میں آئندہ سال اس ماہ میں ہمارا مقدر ہے تو اس میں ہمیں برکت عطا فرما اور اگر ہماری
عمر پوری ہو چکی ہے اور موت ہمارے درمیان حائل ہونے والی ہے تو ہمارے اخلاف (بیٹے پوتوں وغیرہ) کو نیک بنا دے اور ہمارے
اگلوں پر اپنی رحمت کو کشادہ کر دے اور ہم سب کو اپنی عام رحمت و بخشش سے نواز! انبیاء، صدیقین شہداء اور صالحین کی رفاقت
دے، الٰہی! ہماری اس دعا کو قبولیت کا شرف عطا فرما!

الٰہی! اہل قبور (یعنی گناہوں کی پاداش) میں گرفتار ہیں کہ اُن سے چھٹکارا نہیں پا سکتے اور ایسی تنہائی کی قید میں گرفتار
ہیں کہ اس سے آزاد نہیں ہو سکتے اور ایسے مسافر ہیں جن کو مہلت نہیں دی جا سکتی: ان کے چہرے کی خوبصورتی کو موت نے مسخ کر دیا
اور زہریلے کیڑے قبروں میں اُن کے ہمسائے بن گئے ہیں وہ کس طرح خاموش ہیں کہ بات نہیں کر سکتے اور ایک دوسرے کے ایسے
پڑوسی ہیں کہ آپس میں مل جل نہیں سکتے اور وہ اپنی اپنی قبروں میں قیامت تک اس طرح سونے والے ہیں کہ کہیں اور منتقل
نہیں ہو سکتے۔ ان میں نیک بھی ہیں اور بد بھی، پیچھے رہ جانے والے بھی ہیں اور آگے بڑھ جانے والے بھی!

الٰہی! جو لوگ ان میں خوش ہونے والے ہیں ان کی خوشی اور مسرت کو اور بڑھا دے اور جو اُن میں غمگین ہیں ان کا غم
خوشی اور مسرت میں بدل دے! الٰہی تمام مومن مُردوں پر اپنی رحمت نازل فرما، اے ارحم الراحمین اس دعا کو شرف قبول
عطا فرما!! آمین یا رب العالمین

الٰہی! ان مُردوں کی قبروں کو اُن کے لئے راحت گاہ اور اپنی بخشش، مغفرت، معافی اور احسان کی منزل بنا دے تاکہ
وہ اپنی اپنی قبروں میں مطمئن ہو جائیں! اور تیرے جود و کرم پر یقین کرنے والے اور اعلیٰ درجوں پر پہنچنے والے بن جائیں۔ الٰہی
ان تمام نعمتوں کے ساتھ ان کے باپ، بیٹوں، بھائیوں اور رشتہ داروں کو بھی اپنے کرم سے نواز قبل اس کے کہ یہ دنیا تباہ
ہو جائے اور تیری صفا پر غالب آ جائے اور زندگی کے ہاتھ سے امید کا دامن نکل جائے اور مکانات مٹی میں دب کر
برباد ہو جائیں اور یہ سب کچھ اس سے پہلے ہو کہ ہمدردی دشمنی سے بدل جائے، قطرہ سیلاب کی شکل اختیار کرے، صبح رات کا
روپ دھارے اور زمین و آسمان کے رہنے والوں پر سکوت مرگ طاری ہو جائے اور یہ سب نعمتیں ہم کو اس سے پہلے حاصل
ہوں کہ ضعیف اپنی پیرانہ سالی پر اور ادھیڑ عمر والا اپنی ادھیڑ عمر پر تاسف کرے! گنہگار کف افسوس ملیں اور نوجوان
واحسرتا! واحسرتا!! پکاریں۔ یہ سب نعمتیں اس سے قبل عطا فرما دے کہ ندامت و شرمندگی ان کو غرق کرے اور وہ اس طرح
مبہوت ہو جائیں کہ بول نہ سکیں اور اپنے اعمال سے آگاہ ہو کر ندامت سے سروں کو جھکائیں اور (عذاب سے) خوفزدہ
ہو کر وہ یہ خواہش کرنے لگیں کہ کاش ہم پیدا نہ ہوئے ہوتے۔

اے روزی دینے والے! آواز کو سننے والے! مرنے کے بعد زندہ کرنے والے! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پر اور اُن کی آل اولاد پر اپنی رحمت نازل فرما، الٰہی! اس مبارک و شرف رکھنے والی رات میں ہمارا کوئی ایسا گناہ معاف کئے

بغیر نہ چھوڑ اور نہ کوئی ایسا غم موجود ہو جسے تو نے دور نہ فرما دیا ہو، اور نہ کوئی ایسا مصیبت زدہ باقی ہے جس کو تو نے عافیت نہ عطا کر دی ہو، بڑوں کو بھی نظر انداز نہ فرما! اُن کے گناہ بھی معاف فرمائے! نہ کوئی ایسا قرضدار باقی رہے جس کو تو نے قرض سے سبکدوش عطا نہ فرما دی ہو اگر کوئی گم گشتہ ہو تو اس کو راہ بتائے؛ کوئی ایسا گنہگار باقی نہ رہے جس کے گناہ تو نے نہ بخشدیئے ہوں اور نہ کوئی ایسا مردہ باقی ہے جس پر تو نے اپنی رحمت نازل نہ فرمائی ہو۔

ہماری دین و دنیا کی کوئی بھی ضرورت جس میں تیری رضا بھی شامل ہے اور اس میں ہماری بھلائی بھی اس کو ہمارے لئے آسان بنا دے اور اپنی بخشش کے ساتھ پورا فرما دے، اے ارحم الراحمین اس دعا کو اپنی قبولیت کا شرف عطا فرما۔ الٰہی ہمارے آباؤ اجداد، ہماری ماؤں، بھائیوں، بیٹوں، عزیزوں، شاگردوں، استادوں، ہمارے لئے دُعا کرنے والوں اور ہم سے دعا کے طلبگاروں کے گناہ بخش دے! الٰہی ان کے بھی گناہ معاف فرمائے جن سے ہمیں تیری خاطر غیبت اور نفرت ہے جن کو ہم نے تیری خاطر چھوڑا ہے خواہ ان میں سے کوئی زندہ ہے یا مردہ! ان سب کے بھی گناہ بخش دے! الٰہی ہماری اس دعا کو اپنی رحمت سے قبولیت کا شرف عطا فرما!!

اے معبود برحق! تمام چھپی باتوں کے جاننے والے! اے بلاؤں کے دُور کرنے والے، دعا کو قبولیت عطا کرنے والے! غموں کو دور کرنے والے! حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمت نازل فرما جو ساری مخلوق سے بہتر ہیں، ہم کو اپنی کتاب (قرآن مجید) کی آیات سے نفع پہنچا اور اس کی ترتیل و تلاوت کے واسطے سے ہماری گناہوں کو دھو ڈال اور رمضان کے روزوں اور عبادت کے ذریعے ہمارے درجے اپنی قربت میں بلند فرما! اے پوشیدہ باتوں کے جاننے والے ہمارے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور قرآن کے ذریعہ ہماری خطائیں معاف فرما اور اس کے توسط سے ہم پر زیادہ عنایت کر اس کے ذریعہ ہمارے بیماروں کو اچھا کر دے، ہم میں سے جو مر گئے ہیں اُن پر رحم فرما، ہمارے دینی و دنیوی معاملات بہتر فرمائے اور اس کے ذریعے ہمارے عصیاں کے بوجھ اُتار دے اور ہم کو توفیق عطا فرما کہ ہم نیکوں کے خصائل اختیار کریں۔ ہماری تمام خطائیں اور لغزشیں اور غلطیاں معاف فرمائے، ہمارے دل اور ہمارے باطن کو پاک فرمائے اور قرآن کی برکت سے اذکار کو بہتر بنائے اور اس کے ذریعے ہمارے خیالات کو پاکی عطا فرما۔ ہم کو گرانی سے نجات عطا کر دے، ہم سے اشرار کی برائیوں اور فاجروں کے مکر کو دور فرمائے، ہم کو صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی محبت پر زندہ رکھ! ہم کو دوزخ سے نجات عطا فرما اور دنیا و آخرت میں بھلائی عطا کر، دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ!

تمام تعریف خدا کے لئے ہے! خدا کی تمام رحمتیں حضور اکرم خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی اولاد پر، صحابہ کرام رضؓ پر اور ازواج مطہرات پر نازل ہوں۔ اے اللہ ان سب پر کثرت سے سلام بھیج۔

باب ۲۳

آداب المریدین

وہ فقرائے حقیقی جو اُن صوفیائے کرامؒ کے راستے اور طریقے پر چلنے والے ہیں، جو نفسانی خواہشوں اور گمراہ کرنے والی آزمائشوں سے پاک اور عادات رذیلہ سے محفوظ ہیں، وہ سب لوگ ابدال اور اولیاء اللہ کے گروہ میں داخل ہیں، ان کے دل میں جو خدا کا خوف اور ڈر ہے اس کے باعث یہ حضرات بہت کم مدت میں شرفیاب ہو جاتے ہیں۔

اِرادت، مُرید و مُراد

اِرادت کی تعریف اپنی عادات کو ترک کر دینا ارادت ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ کی طلب میں ترک ماسوا کے لئے مستعد بنا لینا ارادت ہے جب انسان ان عادتوں کو چھوڑے گا جو دنیا اور آخرت کی لذتیں کہلاتی ہیں تو اس کی ارادت، ارادت کامل ہوگی، ہر معاملہ میں یہی ارادت سب سے مقدم ہے، اس کے بعد قصد کا نمبر ہے اور پھر عمل کا بس ارادت سالک حق کی ابتدا ہے اور اس کی پہلی منزل کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا:۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ

تم ان لوگوں کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور

وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

اس کی رضا کے طالب ہیں نہ دھتکارو!

مقام فکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے لوگوں کے دھتکارنے اور اپنے سے دور رکھنے سے منع فرمایا ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس کو صبر کی عادت ڈالئے

بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں تاکہ اس

لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ

کی رضا حاصل کریں اور آپ ان سے اپنی آنکھیں پھیر کر

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اس نیت سے کہ آپ ان سے دنیوی زندگی کی رونق چاہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کو ان کے ساتھ رابطہ رکھنے اور صبر کرنے کا حکم دیا اور صحابہ کرامؓ کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی کہ یہ لوگ خداوند تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں اس کے بعد فرمایا گیا کہ آپ ان سے دنیوی زندگی کی آسائش چاہنے ہوئے اغماض و اعراض نہ فرمائیں۔ اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ طریقت کی حقیقت خداوند تعالیٰ کی رضا طلبی ہے اور دنیا و آخرت کی زینت کے مقابلے میں اللہ کی رضا بہت کافی و وافی ہے۔

مرید کسے کہتے ہیں

مرید یعنی خداوند تعالیٰ کی رضا کا طالب وہ ہے جس میں یہ سات وصاف تمام و کمال موجود ہوں یعنی وہ اس وصف سے بہرہ مند ہو کہ ہمیشہ خداوند تعالیٰ اور اس کی طاعت کی جانب متوجہ رہے، ماسوا اللہ سے اس کو بیزاری ہو۔ وہ اللہ کے سوا کسی اور چیز کے قبول کرنے سے نفرت کرے۔ وہ اپنے رب کی سنتا ہو اور کتاب و سنت کے احکام پر عمل پیرا ہو، غیر اللہ کی جانب سے وہ بہرا ہو جائے کسی بات پر کان نہ دھرے، وہ خدا کے نور کے ذریعہ سے دیکھتا ہو اور خدا اپنی ذات میں اور اپنے سوا تمام مخلوق میں اللہ کا فعل ہی مشاہدہ کرتا ہو، غیر اللہ کی طرف سے اندھا ہو جائے، اور کسی اور کو سوائے اللہ عزوجل کے، فاعل حقیقی نہ سمجھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، تیری محبت تجھے کسی چیز سے اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے یعنی محبوب کے ماسوا سے تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے اس لئے تو محبوب ہی میں کھویا رہتا ہے، آدمی اس وقت تک محبت نہیں کرتا جب تک وہ ارادہ نہ کرے اور وہ اس وقت تک ارادہ نہیں کر سکتا جب تک ارادہ میں مخلوق موجود نہ ہو اور ارادہ میں مخلوق اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اس کے دل میں مشیت الٰہی کی چنگاری شعلہ زن ہو جاتی ہے اور یہی چنگاری ماسوا اللہ کو جلا ڈالتی ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ الْمُلُوْكَ بیشک بادشاہ جب کسی بستی (قریہ) میں داخل ہوتے ہیں تو اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا اس کو ویران کر دیتے ہیں اور اس بستی کے ذی عزت لوگوں کو ذلیل وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً بنا دیتے ہیں۔

گویا دل ایک بستی ہے اور مشیت الٰہی کی چنگاری اس بستی کی ہر چیز آرزو اور خواہش کو جلا ڈالتی ہے۔

محبت الٰہی کا جوش کیا ہے

محبت ایک ایسی آرزو اور ایک ایسی خواہش ہے جو ہر مصیبت کو آسان بنا دیتی ہے، ایسے شخص کی بینہ بند کے انتہائی غلبہ کے وقت ہوتی ہے (آرام کے وقت نہیں) اس کا کھانا فاقہ کے وقت اور کلام ضرورت کے وقت ہوتا ہے اس لئے کہ وہ ہمیشہ اپنے نفس سے نفرت کرتا رہتا ہے (اس کو آرام پہنچانے کے لئے) اس کا سونا کھانا اور بولنا نہیں ہوتا، اور وہ ہمیشہ محبوب حقیقی کی طرف راغب ہوتا ہے وہ صرف اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کرتا ہے لیکن اپنے لئے گوشۂ تنہائی پسند کرتا ہے، وہ لوگوں سے بچتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتا ہے اور اس کے احکام کی اطاعت بجا آوری میں مصروف رہتا ہے، امر خداوندی کو پسند کرتا ہے اور خدا کی نظر سے سرشار کرتا ہے (ایسا کام نہیں کرتا جو اللہ کو ناپسند ہو) اس کی تمام کوششیں اللہ کی محبت میں صرف ہوتی ہیں۔ وہ ہمیشہ ایسے کام کرتا ہے جو اس کو خدا تک پہنچا دیں وہ گمنامی اور خلوت نشینی پر قانع رہتا ہے، مخلوق کی مدح و ستائش اس کو پسند نہیں آتی۔

معرفت

وہ خاص خدا کے لئے کثرت سے ذوائل پڑھتا ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ تک رسائی کا ذریعہ بن سکیں یہاں تک کہ وہ خدا تک پہنچ جاتا ہے پھر وہ اولیاء اللہ اور سالکین حق کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے اس وقت اس مرید کو مراد دیکھتے، اس وقت اس سے وہ تمام گراں باریاں لے لی جاتی ہیں جو اس کو لاحق تھیں اور اس کو خداوند تعالیٰ کی مہربانی اور شفقت سے غسل دیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے قرب میں اس کے لئے منزل بنا دی جاتی ہے اور اس کو طرح

طرح کی خلقتیں پہنائی جاتی ہیں، اسی کا نام معرفت ہے۔ یہی خدا کی محبت ہے اسی سے اس کو سکون حاصل ہوتا ہے اس کو طمانیت قلبی حاصل ہو جاتی ہے۔

ایسا شخص جو کلام کرتا ہے وہ حکمت الٰہی اور علم الٰہی سے کرتا ہے، اس کا نام اللہ کے دوستوں میں لیکا جاتا ہے وہ خدا کے خاص بندوں میں داخل کر لیا جاتا ہے اور وہ ایسے کئی نامحوں سے موسوم ہو جاتا ہے جن کا علم خدا کے سوا کسی اور کو نہیں اس وقت وہ ایسے رازوں سے مطلع ہو جاتا ہے جو اسی کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں وہ ان رازوں کو مایوس اللہ بظاہر نہیں کرتا، وہ اللہ سے سنتا ہے وہ اسی کے ذریعہ دیکھتا ہے، اسی کی مدد سے کام کرتا ہے اور اسی کی قوت سے قوت حاصل کرتا ہے وہ اسی کی طاعت پر چلتا ہے اور اللہ ہی سے کوئی حاصل کرتا ہے اور اللہ کی طاعت اور یاد کے ساتھ اسی کی نگہبانی اور حفاظت میں وہ سو جاتا ہے پھر وہ خدا کی راہ میں مرنے والوں اور شہید ہونے والوں میں سے ہو جاتا ہے وہ اللہ کی زمین کے اوتاد میں سے ہو جاتا ہے وہ اللہ کے تہمروں اور اللہ کے دوستوں کا نگہبان بن جاتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میرا مومن بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں اور میں اس کے کان، آنکھیں، زبان، ہاتھ پاؤں اور دل بن جاتا ہوں پس وہ میرے ہی ذریعہ سنتا ہے اور میری ہی مدد سے دیکھنے لگتا ہے، میرے ہی ذریعہ بولتا ہے اور میرے ہی ذہن سے سوچنے لگتا ہے اور مجھ ہی سے قوت حاصل کرتا ہے"

یہ وہ بندہ ہے جس نے ایک بڑی عمل کا بار اٹھا رکھا ہے، جس کی نفسانی خواہشات فنا ہو چکی ہیں، چونکہ اس پر خداوند جل وعلا کا فضل ہو گیا ہے اس لئے اس کا دل خزانہ الٰہی بن جاتا ہے۔ اے خدا کے بندے! اگر تیرا ارادہ ہے کہ تو معرفت الٰہی حاصل کرے تو پھر منزل خداوندی یہی ہے!! ان باتوں پر عمل کر اور خود کو ویسا بنا لے!

مراد اور مرید کا فرق

بزرگان سلف میں سے کسی بزرگ کا ارشاد ہے کہ مراد اور مقصود کے اصل معنی یہی ہیں اگر اللہ تعالیٰ کو اسے مرید بنانا مقصود نہ ہوتا تو وہ ہرگز مرید نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اس لئے جب وہ کسی کو کوئی بھی خصوصیت عطا کرنا چاہتا ہے تو اس کو ارادت کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ بعض دوسرے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ مرید ابتدا کرنے والا ہوتا ہے اور مراد و مقصود منتہی ہے۔ سالک یعنی مرید وہ ہے جو مصاعب اور مشقتوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اور مراد وہ ہے جو منزل مقصود تک پہنچ گیا ہو اور رنج و مشقت سے آزاد ہو چکا ہو۔ مرید کو رنج دیا جاتا ہے۔ اور سنت الٰہی یہی ہے کہ وہ سالکین حق کو مجاہدات کی تکلیف دیتا ہے پھر ان کو حق تک پہنچا دیتا ہے اور ان سے لو جھا ر دیتا ہے۔ نوافل کی ادائیگی اور ترک خواہشات کے سلسلہ میں ان کو آسانی فراہم کر دیتا ہے، فرائض و سنن کی ادائیگی کے علاوہ دیگر عبادات کی ادائیگی میں رعایت فرما دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ان کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے دلوں کی حفاظت کریں حدود الٰہی کی محافظت میں مشغول ہوں اور ماسوا اللہ سے اپنے دلوں کو منقطع کر لیں، اس وقت ان لوگوں کا ظاہر تو مخلوق خدا کے ساتھ ہوتا ہے لیکن ان کا باطن اللہ کے ساتھ مشغول ہوتا ہے، ان کی زبانیں اللہ کے حکم اور ان کے دل خداوندی کے ساتھ ہوتے ہیں۔ انکی زبانیں بندگان الٰہی کو نصیحت کرنے کے لئے مخصوص ہو جاتی ہیں اور ان کے باطن الٰہی امانتوں کی حفاظت کے لئے وقف ہو جاتے ہیں پس

ت میں مصروف و مشغول ہیں اور اس کے حقوق اور حدود کی حفاظت پر قائم ہیں ان سب
ں کی برکتیں نازل ہوں

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ مرید اور مراد کے کیا معنی ہیں آپ نے فرمایا
مرید وہ ہے جس کی سرپرست مدبر علمی ہوتی ہے اور مراد کی سرپرست رعایت خداوندی
ہوتی ہے' مرید کو چلتا ہے لیکن مراد اڑتا ہے' ظاہر ہے کہ چلنے والا اور اڑنے والا برابر

یہ فرق حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال سے بخوبی واضح ہو سکتا
ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صرف مرید تھے کہ ان کا منتہائے سیر کوہ طور تھا اور سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر کی حد عرش و لوح محفوظ تک تھی پس مرید طالب ہے اور مراد مطلوب
راد کی عبادت بخشش و محبوبیت ہے' مرید موجود ہے اور مراد فانی (ربانی) ہے' مرید جزا کے لئے
توجہ نہیں کرتا بلکہ توفیق و احسان خداوندی کی طرف اس کی نظر ہوتی ہے' مرید سلوک کی منزل
ام راستوں کے مقام اتصال پر کھڑا ہے' مرید تو نظر خداوندی کے نور سے دیکھتا ہے اور مراد
اپنی خواہشات کی مخالفت کرتا ہے اور مرید اپنے ارادہ اور خواہش نفس ہی سے ہمراہ ہوتا ہے
ش جسم نہیں لیتی) مرید تقرب حاصل کرتا ہے اور مراد کو تقرب دیا جاتا ہے' مرید کو پرہیز کرایا
ی ہے اس کو ناز نعم سے نوازا جاتا ہے اور سنبھالا جاتا ہے' مرید محفوظ ہوتا ہے اور مراد کے
رائی جاتی ہے' مرید حالت مفقود (اور پر چھپنا) میں ہوتا ہے۔ اور مراد اپنے اس رب تک پہنچ
عمدہ اور نفیس نعمت موجود ہے اس لئے مراد ہر عابد' متقرب' پرہیزگار اور نیکوکار سے

متصوف اور صوفی کا فرق

ہے جو صوفی بننے کے لئے ریاض کرتا ہے اور اتنی کوشش کرتا ہے کہ وہ آخرکار صوفی بن
جب وہ متشبہ اٹھا سکتا ہے اور اس قوم کے طرز لفظ کو اپنا شعار بنا لیتا ہے اور ان
لو وہ متصوف کہلاتا ہے جس طرح قمیص پہننے والے اور زرہ باندھنے والے کو کہا
زرہ باندھی اور اس کو صاحب قمیص اور صاحب زرہ کہہ کر پکارتے ہیں اسی طرح
ہیں اور جب وہ اپنے زہد میں اس کمال پر پہنچ جاتا ہے کہ تمام اشیاء کو ہیچ سمجھنے
ر کہا جاتا ہے اس وقت اس کے سامنے ایسی کہنہ سی باتیں آتی ہیں جن کو نہ چاہتا
ہ ان تمام باتوں میں حکام الٰہی کی پابندی کرتا ہے اور فعل الٰہی کا منتظر رہتا ہے

اسی مثال پر متصوّف اور صوفی کو قیاس کر لینا چاہیے۔ صوفی میں جب یہ وصف پیدا ہو جائے گا تو اس کو صوفی کہیں گے لفظ صوفی فوعل کے وزن پر ہے اور مصافات سے مشتق ہے اس اعتبار سے صوفی کے معنی ہوں گے وہ ایک بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے صفائے قلب عطا فرمائی۔ صوفی وہ ہے جو نفس کی آفتوں اور اس کی برائیوں سے خالی، خدا کے نیک راستے پر چلنے والا، حقائق کو گرفت میں لینے والا اور اپنے دل کو مخلوق کے درمیان غیر متحرک محسوس کرنے والا ہو۔

تصوّف کے معنی

تصوف کے معنی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اللہ کے ساتھ صدق اور اس کے بندوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا تصوف ہے۔

متصوّف اور صوفی کا فرق

صوفی اور متصوف کے درمیان فرق یہ ہے کہ متصوف مبتدی ہے اور صوفی منتہی، متصوف راہ سلوک کا راہرو ہے اور صوفی وہ ہے جو اس راہ کو طے کر چکا ہے اور مقصود حقیقی کو پا چکا ہے، متصوف بار کا برداشت کرنے والا ہے اور صوفی تمام بار برداشت کر چکا ہے، متصوف پر ہلکی اور بھاری چیزیں اس لئے بار کی جاتی ہیں تاکہ اس کا نفس شکستہ ہو جائے اور اس کی حماقتیں زائل اور اس کی تمام آرزوئیں درکنار میں نابود ہو جائیں اس طرح وہ صاف ہو جاتا ہے اور صوفی کہلاتا ہے۔ جو بندہ یہ بوجھ اٹھا لیتا ہے پس وہ امانت خداوندی کا اٹھانے والا، مشیت الٰہی کا کرّہ اور خداوند تعالیٰ کا ترجمان اور اس کے علوم و احکام کا مترشح بن جاتا ہے، وہ امن و کامرانی کا گھر اولیا اللہ کا نگراں ان کا مامن اور ان کی پناہ گاہ بن جاتا ہے، تمام اولیا اللہ اور ابدال کا مرجع، ان کی قیام گاہ اور راحت و مسرت کے حصول کا منبع ہو جاتا ہے، بار اور تاج کا حوتی اور خدا نما بن جاتا ہے۔ مرید متصوف اپنے نفس اپنی خواہش اور اپنے شیطان سے بیزار ہو کر تمام مخلوق اور اپنی دنیا و آخرت سے بے نیاز بن جاتا ہے، وہ تمام دنیا اور اس کے اشغال و افعال سے کٹ کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو جاتا ہے اپنے نفس کو مجاہدہ اور ریاضت میں لگا دیتا ہے، اپنے شیطان کے خلاف چلتا ہے اور اپنی دنیا کو ترک کر دیتا ہے۔ تمام خویش و اقارب سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے، یہ سب کچھ وہ حکم خداوندی سے کرتا ہے اور آخرت کی غرض سے کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ حکم الٰہی اپنے نفس اور خواہش سے جہاد کرتا ہے اور اس جہاد میں ترقی کر کے اپنے رب کی محبت میں طلب آخرت اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں اپنے دوستوں کے لئے نعمتیں تیار کر رکھی ہیں ان سب کو چھوڑ دیتا ہے اس مرحلہ پر پہنچ کر وہ موجودات کے احاطہ سے نکل جاتا ہے اور تمام آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے اور تمام جہانوں کا مالک بن جاتا ہے اس وقت اس سے تمام دنیوی علائق و اسباب و اہل و عیال کے تعلقات ختم ہو جاتے ہیں، ساری حجابات اس پر بند ہو جاتی ہے اور اس کے روبرو ساری جہات کی جہت اور تمام دروازوں کا ایک دروازہ کھل جاتا ہے جس کو رضائے الٰہی کہتے ہیں یعنی اس اللہ کی رضامندی جو تمام ملکوں کا مالک اور ہر ماضی، مستقبل سے پہلے سے جاننے والا ہے جو تمام رازوں اور پوشیدہ باتوں سے واقف اور جو کچھ ہمارے اعضا کرتے ہیں اور جو کچھ ہمارے دل اور ہماری نیتیں سوچتی ہیں ان کا اچھی طرح جاننے والا ہے۔

پھر اس دروازے کے سامنے ایک اور دروازہ کھلتا ہے یہ قرب خداوندی کا دروازہ ہے، اس دروازے سے

صوفی کو محبت کی محفلوں کی جانب اٹھالیا جاتا ہے، پھر وہ وحدانیت کے راز کی دنیا میں پہنچ جاتا ہے اور اس پر عظمت جلال الٰہی منکشف ہوتے ہیں جب اس کی نظر جلال و عظمت پر پڑتی ہے تو وہ اپنی ہستی بطور نذرانہ پیش کرتا ہے اور اپنے نفس حسنات، غلبہ و اقتدار، قوت عمل، ارادہ اور خواہش دنیا اور آخرت سب کو چھوڑ جاتا ہے۔ اور اس وقت وہ ایک ایسے بلوری ظرف کی طرح ہو جاتا ہے جو لبالب پانی سے بھرا ہوا اور اس میں جلوہ باریاں ہوتی ہوں پھر اس پر تقدیر کے سوا کوئی اور حکم نہیں کیا جاتا وہ خود اپنی ذات اور اپنی لذتوں سے گذر جاتا ہے اور اس وقت وہ ان بچوں کی مانند بن جاتا ہے جس کو جب تک کھلایا نہیں جاتا وہ نہیں کھاتا اور جب تک پہنایا نہیں جاتا نہیں پہنتا۔ اس مرتبہ پر پہنچکر وہ آزاد ہو جاتا ہے اور اپنی ذات کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ہم ان کو دائیں بائیں کروٹیں بدلواتے رہتے ہیں۔

سالک کا مخلوق میں موجود ہونا

اگرچہ سالک حق مخلوق میں موجود ہوتا ہے لیکن افعال و اعمال باطنی ظاہری حالات خیالات اور اپنی نیتوں میں ان سب سے جدا ہوتا ہے اس وقت وہ صوفی کہلاتا ہے اور اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ مخلوق کی کدورت سے صاف ہو گیا اور اپنے نفس کو اور اس کو پہچاننے والا بن جاتا ہے جو مردوں کو جلاتا ہے اور جو اپنے دوستوں کو نفوس اور طبائع کی خواہشات اور ان کی گمراہیوں کی ظلمتوں سے کمال کر معارف علوم اسرار انوار حضرت اور اپنے نور کی دادی کی طرف بھیجا ہے اور جو وہ ذو فراست ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کے دل خیالات اور نیتوں سے واقف کر دیا ہے، میرے رب نے ان کو دلوں کا بھیدی اور پوشیدہ باتوں کا امین بنا دیا ہے اور خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر مصیبت سے محفوظ کر دیا ہے، اس منزل پر ایسا کوئی شیطان نہیں جو ان کو بہکا سکے اور نہ کوئی ان کے پیچھے لگی ہوئی گمراہی ان کو کسی لغزش کی طرف مائل کر سکتی ہے اللہ تعالیٰ نے شیطان سے مخاطب ہو کر فرمایا "میرے بندوں پر تیرا کوئی غلبہ نہیں ہوگا" جو ان کو کوئی گمراہ کرنے والا ہے اور جو ان کے ساتھ کوئی ایسی نفسانی خواہش ہوگی جو ان کو اہلسنت والجماعت کے طریقے سے نکال دے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "یہ اس لئے ہوگا کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کر دیں وہ تو ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے" پس میرے رب نے ان (صوفیاء) کی حفاظت کی اور ان کے نفوس کی رعونتیں اور کبر و سخت کو اپنے غلبہ اور زور سے ختم کر دیا اور ان کو مقامات سلوک میں ثابت قدم رکھا اور ان کو ایفائے عہد کی توفیق عطا فرمائی۔ ان کو یہ توفیق اس وقت عطا ہوئی جب انھوں نے اللہ کی راہ میں راستی سے کام لیا اور اپنی ذات کے مخلوق سے علیحدہ ہونے پر اور اپنی پریشانیوں پر صبر سے کام لیا، اپنے فرائض ادا کئے، حدود شرعیہ اور احکام الٰہی کی حفاظت کی اور سلوک کے مقامات پر سختی سے قائم رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ثابت قدم کر دیا اور ان کو آراستہ کیا اور صفائے قلب سے نوازا انھوں نے خود کو باادب بنایا اور پاک صاف رکھا۔ فراخی کو دل میں جگہ دی خود کو پاکیزہ بنایا اور جسارت و دلیری سے کام لیا۔ اور ان تمام باتوں کے عادی اور خوگر ہو گئے، پس ان کو اللہ کی کامل ولایت اور سرپرستی حاصل ہو گئی۔

لے وَ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۝

اللہ تعالیٰ مومنین کا دوست ہوتا ہے، ارشاد فرماتا ہے "اللہ صالحین کا کارساز ہے" اس منزل سے پھر صوفی کے درجات بڑھ کر خدا کے نزدیک کر دیئے جاتے ہیں جس مقام پر یہ پہنچتے ہیں وہ خدا کے روبرو ہے، اس منزل پر پہنچ کر ان کی مناجات وہ مناجات بن جاتی ہے جو ان کے باطن اور قلوب میں پیدا ہوتی ہے، وہ سب کچھ چھوڑ کر حدا کی طرف مشغول ہو جاتے ہیں ان کے نفوس کو ہر شے سے روک دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو ہر چیز کا رازدار بنایا ہے ان کو اپنے قبضے میں کر لیا اور ان کو ان کی عقول کے ساتھ مقید کر لیا اور پھر وہ اسی کے قبضہ اور حفاظت میں ہو جاتے ہیں، قرب الٰہی کی وہ خوشبو سونگھتے ہیں اور توحید و حکمت کی سیر گاہ میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کام میں مشغول نہیں ہوتے تاکہ شیطان اور نفس امارہ اور اس کی خواہشات ان کو ضرر نہ پہنچا سکیں اس صورت میں ان کے اعمال میں نہ شیاطین کا کوئی دخل باقی رہتا ہے نہ نفسانی عیوب کا جیسے ریا، نفاق، غضب، حب ریاست، طلب محامدہ، شرک اور کسی مخلوق کی طاقت اور قوت پر اعتماد کا دخل باقی نہیں رہتا۔ وہ اپنے اعمال کو اللہ کی مہربانی اور تخلیق خداوندی اور اسی کی دی ہوئی توفیق سمجھتے ہیں۔

مری طلب بھی تو میرے کرم کا صدقہ ہے ⟵ قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

ان کا یہ عقیدہ اس وجہ سے راسخ ہو جاتا ہے کہ کہیں وہ ہدایت الٰہیہ کی راہ سے نہ بھٹک جائیں۔ جب وہ احکام کی ادائگی اور اعمال کی تکمیل سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ان کو پھر انہی مراتب کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے جن کو انھوں نے اپنے لئے لازم کر لیا تھا، لیکن ایسا ہوتا ہے کہ ان کو امین بنا دیا جاتا ہے اور ان میں سے ہر ایک سے اس کی حیثیت اور حالت کے مطابق خطاب کیا جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے "انت المؤدی امین مکین امین" یہ مرتبہ جب انھیں حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے بعد یہ کسی حکم کے محتاج نہیں رہتے بلکہ ان کو محدث بنا دیا جاتا ہے ان کا کام ان ہی کے سپرد ہو جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جس کی تائید کرتی ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبریل علیہ السلام اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس فرمان بھیجا اور فرمایا تھا کہ بندہ کو مجھ سے قرب کرنے والی چیز ادائے فرض سے زیادہ اور کوئی نہیں ہے۔ بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان، آنکھیں، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دل بن جاتا ہوں وہ میرے ہی کانوں کے ذریعہ سنتا ہے اور میری ہی آنکھوں کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور میری زبان سے بولتا ہے، میرے ہی قلب سے سمجھتا ہے اور میرے ہی ہاتھ سے پکڑتا ہے" اس حدیث قدسی کو اس کتاب میں ہم نے کئی جگہ بیان کیا ہے کیونکہ یہی حدیث صوفیاء کرام کے اس مقام کی حامل ہے

الغرض اس بندہ کا دل اللہ کی محبت، نور اور علم (معرفت) سے پُر ہو جاتا ہے پھر اس کے علاوہ اس کے اندر کسی اور چیز کی گنجائش نہیں رہتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص اللہ سے قلبی محبت کرنے والے کو دیکھنا چاہتا ہے وہ ابو حذیفہ رضؓ کے آزاد کردہ غلام (حضرت) سالمؓ کو دیکھ لے جس کا ظاہر فعل الٰہی سے متحرک اور باطن اللہ کی محبت سے پُر ہے۔

ہم آج سے ہمارے امین ہو چکے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا تھا کہ اے پروردگار میں تجھے کہاں ڈھونڈوں! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اے موسیٰ کیا کسی گھر میں میری رسائی ہو سکتی ہے اور کونسی جگہ ہے جو مجھے برداشت کر سکتی ہے (میرا احاطہ کر سکتی ہے) اگر تم جاننا ہی چاہتے ہو تو میں کہاں رہتا ہوں تو میرا مقام ہے "تارکِ دنیا" "وداع" اور "عفیف کا دل" "تارک" وہ ہے جو کوشش اور تکلیف کے ساتھ دنیا کو چھوڑتا ہے لیکن پھر بھی اس میں شائبہ باقی رہتا ہے۔ پھر اللہ اس پر احسان فرماتا ہے تو وہ دنیا کی طرف سے مردہ ہو جاتا ہے اور ساری دنیا کو ترک کر دیتا ہے (وداع) اس کے بعد وہ "عفیف" بن جاتا ہے یعنی اپنے مولا کے سوا کسی اور کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ انسان جب ترکِ دنیا کر لیتا ہے تو پھر اس پر مزید احسان الٰہی کیا ہوتا ہے؟ تو اس کے جواب کی تفصیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بندہ کو ایک مرتبہ پر قائم کرتا ہے تو شرط یہ ہوتی ہے کہ بندہ اس پر قائم رہے اور آگے قدم جمائے رکھے پس بندہ اگر اس شرط کو پورا کر لیتا ہے تو پھر اس مرتبہ سے آگے اللہ اس کو عالمِ جبروت میں داخل فرما دیتا ہے "عالمِ جبروت" کا حاکم اس کے نفس کی نگہداشت کرتا اور خواہشات سے اس کی باز داشت کراتا ہے جس کی وجہ سے اس کے نفس میں سکینت اور سنوح پیدا ہو جاتا ہے اس کے بعد اس کو بادشاہ عالمِ جبروت کے حضور میں پیش کیا جاتا ہے اور شاہِ جبروت اس کو تہذیبِ اخلاق (اصلاح) کر دیتا ہے اس کے بعد عالمِ جلال میں لے جا کر اس کو ادب سکھاتا ہے پھر عالمِ جمال میں لیجا کر اس کے میل کچیل (کثافتِ نفس) کو صاف کرتا ہے پھر ملکِ عظمت میں لے جا کر اس کو پاک کرتا ہے اور ملکِ جلی میں غسل کر کے اس کو نکھار دیتا ہے پھر ملکِ بہجت میں پہنچا کر اس کو وسعت عطا فرماتا ہے اس کے بعد ملکِ ہیبت میں اس کی تربیت فرماتا ہے وہاں سے ملکِ حمت میں پہنچا کر تازگی قوت اور شجاعت عطا کرتا ہے پھر ملکِ فردیت میں پہنچا کر اس کو سربسر یگانہ و یکتا بنا دیتا ہے اس مرتبہ پر لطفِ الٰہی سے اس کو غذا پہنچتی ہے اور شفقتِ الٰہیہ اس کو جمعیت عطا کرتی ہے اور اس کا احاطہ کر لیتی ہے "محبت" اس کو قوت پہنچاتی ہے "شوق" قرب عطا کرتا ہے اور مشیت (الٰہی) قربِ خداوندی تک پہنچا دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا ترجمہ بلند کر اس کو قرب عطا فرماتا ہے اس منزل پر پہنچ کر وہ ٹھہر جاتا ہے پھر اس کو ادب سکھایا جاتا ہے "اس سے راز کہے جاتے ہیں اپنے کرم سے اللہ تعالیٰ اس کو بسط عنایت کرتا ہے پھر اس پر قبض طاری فرما دیتا ہے" اس منزل پر پہنچ کر وہ جہاں جاتا ہے اور جس حضرت میں بھی ہوتا ہے اپنے رب سے قرب اور اسی کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ اس وقت وہ اللہ کے اسرار اور ان احکام و تصرفات کا امین بنایا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کو پہنچتے ہیں اس مرتبہ پر پہنچ کر اس کی صفات ختم ہو جاتی ہیں "کلام" اور "تعبیر" قطع ہو جاتی ہے یہی مقام قلب و عقل کی رسائی کا منتہیٰ اور اولیاء اللہ کی غایت (منزلِ آخری) ہے یہیں تک اولیاء اللہ کے احوال کی پہنچ ہے اس سے آگے کے مقامات انبیاء اور رسولوں کے لئے مخصوص ہیں اس لئے کہ ولی کی انتہا نبی کی ابتدا ہوتی ہے

نبوت اور ولایت کا فرق نبوت اور ولایت میں فرق یہ ہے کہ نبوت اللہ کی طرف سے ایک کلام ہے اور جبرئیل (علیہ السلام) نبی معرفت اللہ کی طرف سے ایک وحی ہے حضرت جبرئیل (علیہ السلام) وحی ادا کرتے ہیں اور اللہ کی طرف سے اس پر قبولیت کی مہر لگ جاتی ہے اس کی تصدیق لازم ہے اور اس کا منکر کافر ہے

اس لئے کہ نبوت کا منکر حقیقت میں کلام الٰہی کا منکر ہے۔

ولایت یہ ہے کہ اللہ اپنے دوست کو اپنی بات بطور الہام پہنچا دیتا ہے، یہ الہام اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے سچی زبان پر جاری ہوتا ہے اس الہام میں ایک ٹھہراؤ اور سکون ہوتا ہے مجذوب کا دل اس کو قبول کرلیتا ہے اور اس سے سکون حاصل کرتا ہے، مختصر یہ کہ کلام آیہ (وحی) خداوندی انبیاء کے لئے مخصوص ہے اور الہام اولیاء اللہ کے لئے ہے اوّل کا رد کرنے اور نہ ماننے والا کافر ہے اس لئے وہ حقیقت میں کلام الٰہی کو رد کرنے والا ہے اور رد کرنا کا منکر کافر نہیں بلکہ ناکام ہے۔ اس کا انکار وبال کا باعث بن جاتا ہے۔ الہام حقیقت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو مشیت خداوندی علم الٰہی سے کسی کے دل میں ایک راز کی طرح پیدا ہوا اللہ جس بندہ سے محبت کرتا ہے اس کی محبت اس چیز کو واقفیت کے ساتھ بندہ کے دل تک پہنچا دیتی ہے اور محب کا دل سکون کے ساتھ اس کو قبول کرلیتا ہے

باب ۲۴
راہِ سلوک میں مبتدی کے واجبات

مبتدی کے واجبات صحیح اعتقاد وہی اس کی بنیاد ہے اور سلف صالحینؒ اور ائمہ اہل سنت کے عقیدے پر ہونا ضروری ہے۔ انبیاءؑ مرسلین، صحابہ کرام، تابعینؒ اور صدیقینؒ کے طریقے پر قائم رہنا ضروری ہے (اس کی تفصیل اس کتاب میں پہلے پیش کی جاچکی ہے۔)

قرآن مجید اور حدیث پاک کی پابندی اوامر و نواہی، اصول اور فروع دونوں میں قرآن مجید اور حدیث پاک کی پابندی ضروری ہے اللہ تک رسائی کرنے پہنچنے کے لئے ان ہی کو دو ہاتھ بنا لینا چاہیئے اس کے بعد صدق اور سعی کی ضرورت ہے کیونکہ راہ سلوک میں توقف اور کاہلی ہر آدمی کی سرشت میں داخل ہے، ہوا و ہوس گمراہ کرنے والی چیزیں ہیں، نفس بڑا عیبی ہے لذتیں اور خواہشیں ہر وقت ہیجان میں رہتی ہیں ان سے ظلمت، ماندگی اور تکان حاصل ہوتی ہے اگر اس ماندگی اور ظلمت میں مرید سعی و کوشش سے کام لے تو اس کو ہدایت، ارشاد، رہبری کرنے والا، مانوس بنانے والا مونس اور ایک راحت آفریں راحت بنا مل جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم اپنے راستے ان کو خود بتا دیتے ہیں)۔ ایک بزرگ دانشمند کا قول ہے کہ جو شخص طلب اور سعی کرتا ہے وہ اپنے مقصد کو پالیتا ہے پس اعتقاد (صحیح) کی بدولت علم حقیقت حاصل ہوتا ہے اور سعی و کوشش سے راہ حقیقت کا طے کرنا میسر آتا ہے۔

مُرید کو سچے دل سے عہد کرنا چاہیئے کہ جب تک بارگاہِ خداوندی تک وہ نہیں پہنچ جائے گا، ایک قدم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر نہ اٹھائے گا اور نہ کبھی رکھے گا، دل سلوک میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے اپنے مقصد سے واپس نہیں ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ جو اہل صدق ہیں ان کا قدم کبھی پیچھے نہیں ہٹتا ہے اس کو کرامت کی وجہ سے راستہ میں کہیں توقف نہیں کرنا چاہیئے۔ کرامت کو اللہ کے راستے میں اپنے جہاد و سعی کا صلہ نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ کرامت تو اللہ تک رسائی میں خود ایک حجاب ہے جو اس تک پہنچنے سے روکتی ہے ابتدہ وصول حق کے بعد ضرر نہیں پہنچاتی اس لئے کہ کرامت خداوند تعالیٰ کی عطا کردہ قدرت کاملہ اور بارگاہ الٰہی تک رسائی کا ثمرہ ہوتی ہے اس وقت صاحب کرامت اللہ کی زمین پر اللہ کی قدرت اور ایک خرقِ عادت ہوتا ہے، پہلے وہ نادان تھا، نادانف تھا، گونگا تھا اب اس کا کلام حکمت کا مظہر بن جاتا ہے اس کے حرکات و سکنات اور زندگی کی رفتار اولوالابصار کے لئے درس عبرت بن جاتی ہے اور اسکے اوپر اور اس کے دل میں ایسے افعال الٰہی کا ظہور ہوتا ہے جو دانش و فہم کو حیرانی میں ڈال دیتے ہیں۔

معجزہ اور کرامت ولایت کی شرط ہے کہ کرامات کو پوشیدہ رکھے اور نبوت و رسالت میں شرط ہے کہ معجزات کا اظہار کیا جائے تاکہ نبوت اور ولایت کا فرق ظاہر ہو جائے، اس لئے مبتدی (مُرید) کو لازم ہے کہ اس کی پابندی کرے۔

مُرید کا میل ملاپ کن لوگوں سے منع ہے مرید کے لئے جائز ہے کہ وہ مقامات تقصیر میں نہ گھیرے یعنی تقصیر و کوتاہی سے بچے، ان لوگوں کے ساتھ میل ملاپ نہ رکھے جو اسلام و ایمان کے دعواٰی ہیں لیکن عمل میں کوتاہی کرتے ہیں، ناکارہ ہیں محض باتیں بناتے ہیں اعمال و احکام کے مخالف ہیں ایسے ہی لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝

اے لوگو! اگر تم ایمان والے ہو تو جو بات تم خود نہیں کرتے اس کے لئے دوسروں کو کیوں کہتے ہو کیونکہ یہ خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے کہ جو بات تم خود نہ کرو دوسروں کو اسکی دعوت دو۔

ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا:۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

کیا تم دوسروں کو نیکی کا مشورہ دیتے ہو اور اپنی جانوں کو فراموش کر دیتے ہو حالانکہ تم اللہ کی کتاب پڑھتے ہو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے (کہ دوسروں کو نیکی کا حکم دینا اور خود نہ کرنا بری بات ہے)

عجز و انکسار مُرید کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ عاجزی کو اپنائے رہے، کھوج اور گمنامی کو پسند کرے اور لوگ اگر اسکی مذمت کریں تو اس پر خوش ہو۔ اگر اس کے معاصرین اور ہم سر لوگوں کو عزت بخشش اور مشائخ و علماء کی مجالس

میں قرب کے لحاظ سے اس پر ترجیح دی جائے تو رنج نہ کرے بلکہ اس پر راضی رہے، خود بھوکا رہے اور دوسروں کا پیٹ بھرتا رہے، سب کی عزت ہونے دے اور خود ذلت پر راضی رہے خود بھی سب کی عزت کرے اور اپنے لئے ذلت کو پسند کرے۔ اگر کوئی مرید ان امور پر راضی نہ ہوگا اور اپنے نفس کو ان حالات میں مطمئن نہیں رکھے گا تو اس پر اسرار معرفت کا کھلنا ممکن نہیں ہے ورنہ اس راہ میں کچھ بھی نہیں کرسکے گا اس کی تکمیل فلاح اور کامیابی اس میں مضمر ہے جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا۔

مرید اور رضائے الٰہی

مرید کے لیے ضروری ہے کہ اپنے گزشتہ گناہوں کی مغفرت طلب کرے اور آئندہ گناہوں سے حفاظت الٰہی کا خواستگار ہو، اللہ تعالیٰ کی پسند کے موافق طاعت الٰہی اور اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والی عبادت کو توفیق کے سوا کسی اور مقصد کے پورا ہونے کا منتظر نہ رہے وہ اپنی تمام حرکات و سکنات میں راضی برضائے مشائخ و اولیا اور ابدال رح کی نظروں میں محبوب و مقبول ہوجانے کو پسند کرے اس لئے کہ ذی عقل و ذی فہم دوستوں کے گروہ میں داخل ہونے کا یہی ذریعہ ہے اہل فرد وہی ہیں جو اللہ کی جانب سے فہم رکھتے ہیں۔ یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا سب مرید کے احوال سے متعلق تھا جب تک مرید کا دل تمام خواہشات اور اغراض سے خالی نہیں ہوگا اور صرف مذکورہ بالا مقصد کے حصول کے علاوہ دوسرے مطالب مقاصد کے حصول کی آرزو سے پاک صاف نہیں ہوجائے گا وہ مرید کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

VWW Imp

شیخ طریقت کے ساتھ مرید کے آداب

شیخ کی مخالفت نہ کرنا

مرید پر واجب ہے کہ ظاہری عمل میں پیر (شیخ) کی مخالفت نہ کرے اور نہ دل میں اس پر اعتراض کرے ظاہر میں شیخ کی نافرمانی کرنے والا گستاخ و بے ادب ہے اور باطن میں اس پر معترض ہونے والا حد درجہ کی تباہی اور ہلاکت کا حقدار ہے۔ مرید کو چاہیے کہ شیخ طریقت کی طرفداری میں اپنے نفس کو مصروف رکھے اور ظاہر و باطن میں شیخ کی مخالفت سے اپنے نفس کو باز رکھے اور اس کی اس خواہش پر اس کو ملامت کرے اور اس آیت کی تلاوت کثرت سے کرے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

اے اللہ ہم کو بخش دے، ہم سے پہلے جو مومن بھائی دنیا سے رخصت ہوچکے ہیں ان کو بھی بخش دے، ہمارے دلوں کو مومنوں کی طرف سے نہ ہٹالے پروردگار بیشک تو ہی مہربان اور رحمت کرنے والا ہے۔

اگر پیر طریقت سے خلاف شرع کوئی عمل سرزد ہو تو اشارہ اور کنایہ میں اس کی وجہ دریافت کرے صراحت کے

ساتھ وجہ نہ پوچھے اس صورت میں شیخ کو اپنے مرید سے نفرت ہو جائے گی۔ اگر شیخ میں کوئی عیب نظر آئے تو اس کی پردہ پوشی کرے اور اس کی کوئی شرعی تاویل نکالے اور اس بارے میں اپنے نفس کو غلط فہم سمجھے یعنی یہ خیال کرے کہ میں نے شیخ کے بارے میں جو کچھ سمجھا ہے غلط سمجھا ہے۔ اگر اس فعل کا کوئی شرعی عذر بن ہی نہ سکتا ہو تو شیخ کے لئے استغفار کرے اور اللہ سے دعا کرے کہ اللہ اس کو توفیق، علم، بیداری اور لقمی عطا فرمائے۔ مرید کو چاہیئے کہ پیر کے معصوم ہونے کا عقیدہ نہ رکھے اس کے عیب کی کسی دوسرے کو خبر نہ دے جب مرید دوسری مرتبہ شیخ کی خدمت میں جائے تو یہ خیال نہ کرے کہ شیخ کا پچھلا عیب زائل ہو چکا ہوگا اور شیخ پچھلے درجہ سے ترقی کر کے دوسرے بلند مرتبہ تک پہنچ چکا ہوگا اور شیخ سے جو گناہ سرزد ہو چکا ہے وہ کسی سہو کی بنا پر سرزد ہوا ہے اور وہ شیخ کے دونوں مرتبوں کے درمیان حد فاصل بن گیا تھا جہاں ایک حالت کی انتہا اور دوسری حالت کی ابتدا ہوتی ہے یعنی ولایت کے ایک درجہ سے دوسرے درجہ کی طرف انتقال ہوتا ہے اور ایک ادنیٰ لباس کو اتار کر دوسرا اعلیٰ اور افضل لباس اور خلعت اس کو پہنایا جاتا ہے اس لئے کہ اولیاء اللہ کا قرب روزانہ بڑھتا ہے۔

شیخ طریقت اگر ناراض ہو جائے یا چیں جبیں ہو یا کسی قسم کی بے التفاتی اس سے ظاہر ہو تو مرید اس سے کنارہ کش نہ ہو بلکہ اپنی حالت کا جائزہ لے اور دیکھے کہ کہیں شیخ کے حق میں اس سے کوئی گستاخی اور بے ادبی تو سرزد نہیں ہو گئی ہے یا حق کی ادائیگی میں اس سے کچھ کوتاہی تو نہیں ہوئی ہے اگر حقوق اللہ میں کچھ قصور ہوا ہے تو پہلے اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اور دوبارہ اس کا اعادہ نہ کرنے کا عہد کرے پھر اپنے شیخ سے معذرت چاہے اس کے سامنے عجز و انکسار کا اظہار کرے اور آئندہ شیخ کے حکم کے خلاف نہ کرنے کا عہد کرے اور شیخ کی نگاہ التفات کے حصول کی کوشش کرے۔ شیخ کے حکم کی ہمیشہ اطاعت کرے اور شیخ کو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ، راستہ اور سبب سمجھے، اس کو اس مثال سے سمجھنا چاہیئے کہ اگر کوئی بادشاہ کے حضور میں پہنچنا چاہے اور بادشاہ اس کو پہچانتا نہ ہو تو لامحالہ اس کو کسی درباری یا شاہی خدمت گار یا بادشاہ کے مقرب کا وسیلہ ڈھونڈنا ہوگا تاکہ شاہی آداب اور حضوری کے طور طریقوں سے واقف ہو جائے، پیشی اور خطاب کے آداب معلوم ہو جائیں، اور اس کو آگاہی ہو جائے کہ کون کون سے تحفے اور میوے ایسے ہیں جو بادشاہ کے حضور میں پیش کرنے کے لائق ہیں اور وہ کون کون سی چیزیں ہیں جن کی افزائش بادشاہ کو پسند ہے اس لئے سب سے پہلے اس کو اسی طریقہ کو اختیار کرنا ضروری ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس وسیلہ اور آگاہی کے بغیر داخل ہو جائے اور اس کو ذلت و خواری کا منہ دیکھنا پڑے اور بادشاہ سے جو غرض و مطلب وابستہ تھا وہ حاصل نہ ہو سکے، ہر نئے داخل ہونے والے پر ایک ہیبت اور دہشت طاری ہوتی ہے اس کو ایک ایسے شخص کی ضرورت ہوتی ہے جو آداب کی یاد دہانی کراتا رہے اور ازراہ مہربانی اس کو اس کے مرتبہ کے لائق جگہ پر کھڑا کر دے یا بٹھا دے یا اشارے سے اس کے مناسب حال مقام کو بتا دے تاکہ وہ بد تہذیبی اور بے وقوفی کا نشانہ نہ بنے۔

حضرت آدم کی تربیت مرید کو اس بات کا یقین رکھنا چاہیئے خلافت الٰہی اسی طرح جاری ہے کہ اس زمین پر ایک پیر ہو ایک مرید، ایک مقتدر ہو دوسرا مصاحب، ایک پیشوا ہو دوسرا پیرو، یہ خلافت الٰہی،

حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد تمام اسمآء اللہ نے ان کو سکھا دیئے اور ان ہی سے کائنات کی ابتدا کی گویا ان کو اس طرح بتا دیا جیسا استاد شاگرد کو بنا دیتا ہے (سکھاتا پڑھاتا ہے) یا پیر مرید کو بتاتا ہے پھر تعلیم و تہذیب سے آراستہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو معلم، استاد اور شیخ حکم بنا دیا طرح طرح کے لباس اور زیور پہنائے، زبان کو قوت گویائی عطا فرمائی جنت کے اندر کرسی نشیں بنایا اور ملائکہ کو ان کے گرداگرد قطار اندر قطار کھڑا کیا اور فرشتوں سے سوال کیا، تمام فرشتوں نے لاجواب ہو کر کہا:

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝

الٰہی! تو پاک ہے، تو نے جو کچھ ہم کو نہیں سکھایا اس کا ہم کو علم نہیں بیشک تو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

تب حضرت آدم (علیہ السلام) سے ارشاد ہوا کہ آپ ان تمام چیزوں کے نام بتا دیں، حضرت آدم نے تمام اشیاء کے نام بتا دیئے اس سے فرشتوں پر آدم کی فضیلت عیاں ہو گئی، آدم سب کے شیخ اور فرشتے ان کے شاگرد ہو گئے، اللہ کی نظر میں اور فرشتوں کی نظر میں بھی وہ فرشتوں سے افضل اور اشرف قرار پائے چنانچہ آدم پیشوا ہوئے اور فرشتے ان کے تابع اور پیرو!!

حضرت آدم کا جنت سے خروج

اس کے بعد حضرت آدم کو شجر ممنوعہ کو کھانے، جنت سے نکلنے اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے کا حادثہ پیش آیا اور آدم علیہ السلام وہاں پہنچے جس کا آپ کو علم تھا نہ آپ کے دل میں اس جگہ کا کبھی خیال آیا تھا، جب آپ زمین پر پہنچے اور ادھر ادھر گھومے تو آپ کو سخت اضطراب لاحق ہوا اور وہاں آپ کو ایسی چیزوں سے سابقہ پڑا جن کو اس سے قبل آپ نے کبھی محسوس نہیں کیا تھا یعنی بھوک، پیاس، طبعی سورش اور علمی فیض کی کیفیت کہ اس سے پہلے آپ کا ان چیزوں سے واسطہ نہیں پڑا تھا اس وقت لامحالہ آپ کو کسی معلم، مرشد، استاد، رہنما اور ادب آموز کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس ضرورت کو رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آپ کے پاس بھیجا حضرت جبرئیل نے آپ کے پاس آکر اس وحشت کو دور کیا اور اس منزل اور فروگاہ کے تمام عقبے آپ پر کھول دیئے اور گیہوں بونے کا حکم دیا آلات فراہم کر دیئے، گیہوں بونا، کھیتی کاٹنا، صاف کرنا اور پیسنا سکھایا، ان تمام امور کی انجام دہی کے بعد روٹی پکانا سکھایا آدم نے روٹی پکالی پھر حضرت جبرئیل نے روٹی کھانے کا حکم دیا، غذا نے جسم ہو کر باہر نکلنا چاہا، اس کی تعلیم بھی حضرت جبرئیل نے دی اور ان کو استنجا کرنا سکھایا، ان کاموں میں مشغول رہ کر حضرت آدم کے جسم کی چمک مٹ کر سفیدی سیاہی سے بدل گئی تھی۔ حضرت جبرئیل نے ان کو ایام بیض کے روزے رکھنے کی تعلیم دی، ان روزوں کے رکھنے سے آپ کے جسم کا گوشت پھر لوٹ آیا، اس کے علاوہ دنیا کے دوسرے علوم اور آداب زندگی آپ کو سکھائے اس طرح حضرت آدم جبرئیل کے شاگرد بن گئے اور حضرت جبرئیل آپ کے استاد اور شیخ قرار پائے۔

اگرچہ ہبوط سے قبل حضرت آدم علیہ السلام، حضرت جبرئیل اور تمام ملائکہ کے مقتدا اور شیخ تھے اور سب سے زیادہ عالم

تھے، اس تبدیلی کا باعث، تغیر حال اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف انتقال تھا۔ اسی طرح حضرت شیث ابن آدمؑ نے اپنے باپ آدمؑ سے آداب بندگی اور تمام علوم سیکھے اور ان سے ان کی اولاد نے، اسی طرح حضرت نوحؑ نے جو کچھ باپؑ سے سیکھا اس کی تعلیم اپنی اولاد کو دی، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہ تعلیم دی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَوَصّٰی بِھَآ اِبْرٰھٖمُ بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبُ، (یعنی ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو حکم دیا اور یہ تعلیم دی اور یعقوبؑ نے اپنی اولاد (یعنی بنی اسرائیل) کو تعلیم دی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو، اور آخر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو اور نماز کی تعلیم دی اور مسواک کرنے کا بھی حکم دیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے جبرئیل نے مسواک کرنے کی تاکید فرمائی، ایک اور حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے مسواک کرنے کی ایسی سخت نصیحت کی کہ قریب تھا کہ وہ مجھے پرند بنا دیں اور انھوں نے مجھے کعبہ کے پاس دو مرتبہ نماز پڑھائی، ظہر کی نماز سورج ڈھلتے پڑھائی تھی، اس حدیث کو اس سے قبل ہم بیان کر چکے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ نے ان سے تابعین حضرات نے، اُن سے تبع تابعینؒ نے اپنے اپنے دور اور اپنے اپنے زمانہ میں یہ علم حاصل کی ہر ایک نبی کا کوئی نہ کوئی صحابی ضرور ایسا ہوا ہے جس نے اس کی رہنمائی، تعلیم کے مطابق زندگی کا راستہ طے کیا اور وہ پیغمبر کا جانشین اور قائم مقام بنا جیسے حضرت موسیٰ کے جانشین اُن کے خادم خاص ان کے بھانجے یوشع بن نون رہے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری جانشین ہوئے ہیں اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ (رضی اللہ عنہما) خلیفہ اور جانشین ہوئے اور انہی کی طرح حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام جانشین اور شاگرد ہوئے۔

اولیا اللہ اور ابدال تمام اولیا اللہ اور ابدال اور صدیقین کا سلسلہ بھی اسی طرح چلتا آیا ہے کوئی استاد ہوا کوئی شاگرد حضرت حسن بصریؒ کے شاگرد عتبہؒ غلام تھے، حضرت سری سقطیؒ کے شاگرد اُن کے بھانجے اور خادم حضرت ابوالقاسم جنیدؒ تھے۔ یہ مشائخ ہی اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ اور راستہ ہیں، یہی خدا کا راستہ دکھانے والے ہیں اسی دروازے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں راستہ ملتا ہے (شاذ اس سے مستثنیٰ ہے) دینہ ہر مرید کے لئے شیخ کی ضرورت ہے یہ دوسری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کا خود انتخاب فرمائے اور اس کی تربیت فرمائے اور شیطان و ہوا و ہوس سے خود ہی اس کی حفاظت فرمائے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اویس قرنیؓ کے ساتھ اس نے کیا ہم اس کے منکر نہیں (لیکن یہ صورتیں شاذ ہیں) لیکن اکثر اور عام طریقہ وہی ہے جس کو ہم نے بیان کیا، یہی طریقہ زیادہ سلامتی اور بہتری کا ہے۔

شیخ سے منقطع ہونا شیخ سے منقطع ہو جانا اس وقت تک کسی مرید کے لئے درست اور جائز نہیں ہے جب تک وہ خدا رسیدہ ہو کر مستغنی نہ ہو جائے اور خدا تک پہنچ جائے اور اللہ تعالیٰ خود اس کی تربیت و تہذیب کا متولی اور ذمہ دار ہو جائے اور ان چیزوں سے مرید کو آگاہ فرمادے جو شیخ کو بھی معلوم نہیں تھیں اور خود اپنی مشیت کے مطابق اس سے عمل کرائے، روکے یا حکم دے تنبیہ اور فراخی عطا فرمائے، غنی بنائے یا فقیر کر دے اس

صورت میں وہ اپنے ربانی تعلق کی وجہ سے اللہ کے سوا باقی دوسروں سے مستغنی ہو جاتا ہے دوسروں کی طرف متوجہ ہونے کی اس کو فرصت ہی نہیں ملتی، اللہ کی تعظیم و تکریم اور خدمت کی پابندی کے سوا اور کسی بات کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی اس مرتبہ اور حال میں وہ شیخ سے قطعاً منقطع ہو جاتا ہے اس حال میں شیخ اور مرید کے راستے الگ الگ ہو جاتے ہیں شیخ مرید کو ایک اسٹیشن پر لے جائے گا اور مرید دوسرے راستہ پر چلے گا اس لئے صحبت و اجتماع کا حصول ممکن نہیں رہے گا۔ اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اس شیخ پر اور اس مرید پر کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو اس حالت استغنا پر پہنچا دے تو وہ اپنے رب کے لئے اپنے شیخ سے بھی مستغنی ہو جائے۔

مزید آداب مرید کے لئے جو آداب ضروری ہیں ہم ان کو ایک بھی ہے کہ بے ضرورت شیخ کے سامنے بات نہ کرے اور نہ شیخ کے سامنے اپنی کوئی خوبی بیان کرے نماز کے سوا کسی اور وقت شیخ کے آگے اپنا مصلیٰ نہ بچھائے جب نماز سے فارغ ہو جائے تو اپنا مصلیٰ لپیٹ دے، اپنے شیخ نیز ان لوگوں کی خدمت کے لئے بھی مستعد رہے جو شیخ کے ساتھ اس کے سجادہ پر متمکن ہیں۔ شیخ کے سجادہ کے برابر اور شیخ کے اصحاب کے سجادہ کے برابر بیٹھے اس سے اور اپنا سجادہ نہ بچھائے یہ مشائخ کی نظر میں سوئے ادب ہے البتہ شیخ اگر حکم دے تو تعمیل حکم میں ایسا کر سکتا ہے۔

شیخ کے سامنے اگر کوئی مسئلہ آجائے اور مرید کو اس مسئلہ کا صحیح اور تفصیلی جواب معلوم ہو جب بھی خاموش رہے اور شیخ کی زبان سے اس مسئلہ کا جواب سنے اور اس کو غنیمت سمجھے اس کے فیصلہ کو مان لے اور اس پر عمل کرے اگر شیخ کے جواب میں کوئی کوتاہی نظر آئے تو اس کی علی الاعلان تردید نہ کرے بلکہ اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ نے اس کو فضل اور علم سے نوازا ہے لیکن ان باتوں کو پوشیدہ رکھے اور شیخ کی غلطی کو ظاہر نہ کرے۔

سماع کے وقت کے آداب سماع کے وقت شیخ کے سامنے کوئی حرکت نہ کرے البتہ اگر شیخ کی توجہ اس کی جانب ہو اور اس کی توجہ سے اس میں کوئی کیفیت پیدا ہو تو وجد میں آسکتا ہے البتہ اس حالت کو اپنی طرف سے پیدا شدہ خیال نہ کرے اگر اس صورت میں مغلوب الحال ہو جائے تو اس مغلوبیت کے بقدر اجازت ہے لیکن وجد کا جوش ختم ہوتے ہی فوراً سکون، ادب و سنجیدگی کی طرف واپس آجائے اور جس راز کا انکشاف اللہ نے اس حال میں اس پر کیا ہے اس کو پوشیدہ رکھے۔

سماع کے بارے میں ہمارا نقطۂ نظر سماع، قوالی، مزامیر اور رقص کو ہم جائز نہیں سمجھتے اور اس کی کراہت ہم پہلے بیان کر چکے ہیں لیکن ہمارے زمانہ میں لوگ اپنی خانقاہوں اور مجلسوں میں اس راہ کو اختیار کئے ہوئے ہیں (ان کی مجلسوں میں قوالی رقص مزامیر کا سلسلہ جاری ہے) اور ممکن ہے کہ اس راہ پر چلنے والے سچے ہوں اس لئے ان کے مسلک کے مطابق ہم اس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ سماع میں کلام کے معنی سامع کے جذبہ محبت صداقت کی آگ کو بھڑکا دیں اور وہ اس آگ سے بھڑک اٹھے اور خود ہی اس سے غائب ہو جائے اور اس کے اعضا میں بیساختہ حرکت پیدا ہو جائے لیکن اس شخص کی حالت کا اس شخص کی حالت سے کوئی تعلق نہیں جس کو سماع سے لطیف طبع اور لذت محسوس حاصل ہوتی ہے۔ کبھی فوت شدہ محبوب اور بچھڑے ہوئے معشوق کی یاد

ان کے دل میں تازہ ہو جاتی ہے اور ظاہری محبت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

چونکہ مرید سے اس کے دل کی آگ تو بجھتی ہی نہیں اس کا شعلۂ عشق تو کبھی فرو نہیں ہوتا۔ اس کا محبوب غائب نہیں ہوتا اور نہ اس کا دوست اس کو کسی وقت چھوڑتا ہے بلکہ اس کے لئے محبوب کا قرب لذت و کیفیت میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے اس کے حال کو محبوب حقیقی (خداوند تعالیٰ) کے کلام اور گفتگو کے سوا نہ کوئی چیز بدل سکتی ہے اور نہ اس کی حالت کو برانگیختہ کر سکتی ہے اس لئے نہ اس کو اشعار سننے کی ضرورت ہوتی ہے نہ گانے کی آواز سے حظ حاصل ہوتا ہے اور نہ چیخنے چلانے والوں کے شور شر سے (جو شیطانوں کے شریک نفسانی خواہشات پر سوار ہوتے) اسے کچھ لذت حاصل ہوتی ہے۔

سماع میں مرید کے آداب

مرید کو چاہیئے کہ سماع کی حالت میں نہ کسی سے مزاحمت کرے اور نہ تعرض، نہ گانے والوں سے یہ فرمائش کرے کہ ایسے اشعار گا وجو دنیا سے بے تعلقی پیدا کرنیوالے رقت آفرین ہوں نہ یہ فرمائش کرے کہ ایسا کلام پیش کرو جس سے جنت کی، جنت کی حوروں کی اور دیدار الٰہی کی رغبت پیدا ہو، دنیا سے بیزاری، دنیا والوں سے گریز کی تعلیم حاصل ہو، دنیا کے دکھ درد اور مصائب کو برداشت کرنے کی جرأت پیدا ہو اور آخرت کے طالبوں سے دنیا جو اپنا رخ پھیرتی ہے اس پر صبر حاصل ہو۔ الغرض کسی مخصوص مضمون کی فرمائش نہ کرے یہ کام شیخ کا ہے، سب کو اس کے سپرد رہنا چاہیئے، شیخ جو محفل میں موجود ہے اس وقت تمام محفل کے لوگوں کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے البتہ اگر سامع اہل حال ہے اور آداب ظاہری سے واقف ہے اور تصنع سے عاری ہے تو اللہ خود ایسے ایسے اسباب پیدا کر دے گا کہ قوال خود ایسے اشعار پیش کرے گا جس کا یہ خواہاں ہے یا اگر سامع کسی مصرعہ کی تکرار چاہتا ہے تو گانے والا خود بخود اس کی تکرار کرے گا اور اس طرح اس سچے سامع کی خواہش خود بخود پوری ہو جائے گی۔ سماع کے سلسلہ میں آداب مرید کی بحث کو ختم کرتے ہوئے مرید کے لئے چند اور آداب ذکر کئے جاتے ہیں۔

شیخ کی اہمیت

مرید اگر شیخ سے کچھ سیکھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کو شیخ پر یقین راسخ اور پختہ اعتقاد ہو کہ اس ملک میں میرے شیخ سے بزرگ اور کوئی شیخ نہیں اس اعتقاد سے اس کو اپنے اصل مقصد میں فائدہ حاصل ہوگا اللہ کے حضور میں اس کو قبولیت حاصل ہوگی اور جو کچھ وہ پیر کی خدمت انجام دے رہا ہے اس کو آفات سے محفوظ رکھے گا اور جو معاہدہ ارادت ہے اس کو خطرات سے بچائے گا، پیر کی زبان سے بھی وہی بات نکلے گی جو اس کے لئے مناسب ہوگی۔ مرید کو چاہیئے کہ شیخ کی مخالفت کسی حال میں نہ کرے، مشائخ کی مخالفت مریدوں کے حق میں سم قاتل ہے اس لئے مرید صراحتاً مخالفت کرے اور نہ کسی تاویل کے ساتھ، مرید کو لازم ہے کوشش کرے کہ شیخ سے اپنا کوئی راز اور اپنی کوئی حالت پوشیدہ نہ رکھے نہ شیخ کے حکم کی کسی کو اطلاع دے۔

مرید کے لئے کسی حال میں بھی یہ جائز نہیں کہ امر ممنوعہ کی رخصت (اجازت) کا شیخ سے طلبگار ہو اور اللہ کی جس فرمانی کو ترک کر چکا ہے اس کی طرف دوبارہ واپس آئے یہ کبیرہ گناہ ہے، اہل طریقت کی نظر میں مرید کی شکست ہے، ارادت شیخ اس ارادہ سے فسخ ہو جاتی ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "ہبہ کی کوئی چیز کو دوبارہ واپس لینے والا

اس کتے کے مانند ہے جو منہ سے غذا الٹ کر دوبارہ اس کو کھالے۔"

مرید پر لازم ہے کہ اس کا شیخ اس کی ادب آموزی کے لئے جو کچھ حکم دے اس کو بجالائے اگر اس سے اس بارے میں کوتاہی ہو تو شیخ کو اس سے آگاہ کردے تاکہ وہ اس سلسلہ میں غور و خوض کرے اور مرید کے حق میں توفیق عمل کی دعا فرمائے

مرید کی تادیب و تربیت

کس طرح کی جائے؟

تادیب مرید میں شیخ کا طرز عمل

شیخ طریقت کے لئے ضروری ہے کہ وہ محض اللہ کے لئے (اپنی کسی غرض کے بغیر) مرید کو قبول کرے مرید کے ساتھ اٹھے بیٹھے اور محبت کی آنکھ سے اس کو دیکھے، اگر مرید سے ریاضت برداشت نہ ہو تو نرمی کے ساتھ پیش آئے اور اس کی تربیت اس طرح کرے جیسے ماں اپنے بچے کی یا دانشمند باپ اپنے بیٹے یا غلام کی تربیت کرتا ہے، اولاً اس پر آسان گرفت کرے اور ناقابل برداشت بار اس پر نہ ڈالے۔

اولاً اس کو حکم دے کہ دل کی تمام خواہشات کو ترک کرے اور شرع نے جس امور کی اجازت دی ہے ان کو بجالائے تاکہ وہ اپنے نفس اور طبیعت کی قید سے آزاد ہو کر شرع کی قید اور گرفت میں آجائے اس کے بعد اس کو رخصت (شرعیہ) سے عزیمت کی طرف لے جائے۔ اگر ابتدائے کار ہی میں شیخ طریقت کو مرید میں مجاہدہ کا صدق اور عزم کی پختگی نظر آئے اور وہ اپنی خداداد فراست و فہم اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مکاشفہ سے یہ معلوم کرے کہ مرید میں عزیمت موجود ہے تو ایسی حالت میں مرید کے لئے در گزر سے کام نہ لے بلکہ ایسی سخت ریاضتوں کے ساتھ اس کو مشغول کرے کہ اس کی قوت ارادی میں قصور پیدا نہ ہونے پائے اس کے لئے آسانی پیدا کر کے اس کے حق میں خیانت نہ کرے، مرید سے فائدہ اٹھانا شیخ کے لئے جائز نہیں ہے نہ مال سے نہ اس کی خدمت سے، اس ادب آموزی اور تربیت کے صلہ کی اللہ تعالیٰ سے بھی تمنا نہ کرے بلکہ اس کو محض حکم خداوندی کی تعمیل اور ایک انعام الٰہی سمجھ کر قبول کرے، اس لئے شیخ کی خدمت میں مریدوں کا حاضر ہونا نہ شیخ کے اختیار میں ہے اور نہ اس میں اس کی کوشش کو کچھ دخل ہے صرف اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور تقدیر الٰہی پر اس کا مدار ہے اللہ ہی نے اس کو بھیجا ہے گویا وہ اللہ کا بھیجا ہوا ایک تحفہ ہے پس اس تحفہ کے حسن قبول کی یہی ایک صورت ہے کہ مرید کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے اس کو آداب سکھائے اور اس کی روحانی اخلاقی تربیت کرے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرید کے مال اور خدمت سے غرض نہیں کھنا چاہیئے یہاں صرف ایک صورت میں اس کا جواز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیخ کو اس کا حکم دے دیا ہو اور اس کی مالی پیشکش کے قبول کرنے کی اس کو خبر دے دی ہو اور مرید کی بھلائی اور اس کی نجات اس امر سے وابستہ کر دی ہو اس صورت میں اس سے بچنے اور اس کے مال کو واپس لوٹا دینا درست نہیں۔

مرید کس کو بنایا جائے

مرید کے انتخاب کے سلسلہ میں شیخ کو احتیاط رکھنا چاہیئے ایسا نہ کرے کہ جو بھی ملے اس کو

مرید بنائے بلکہ اس امر میں بھی اللہ کے حکم اور تقدیر کا منتظر رہے اور اللہ تعالیٰ جس کی رہنمائی فرمادے اس کو شیخ کی خدمت میں بھیجے اور شیخ کے حالات یا ظاہری حالت کو اس میں دخل نہ ہو اس کو مرید بنائے اور اس کی تربیت کرے، اس صورت میں اس کی تربیت اور ادب آموزی کی توفیق اللہ کی طرف سے عطا ہوگی ورنہ نہیں !!

شیخ پر لازم ہے کہ حتی المقدور مرید کی تربیت میں قصور نہ کرے اگر مرید سے اطاعت الٰہی میں سستی یا قصور ہو جائے تو تنہائی کے وقت اس سے تو برکرائے اور خود بھی اس کے لئے معافی طلب کرے، مریدوں کے راز کی نگہداشت شیخ کیلئے ضروری ہے کہ یہ مرید کی امانت ہے۔

اگر کوئی مرید مکروہات شرعیہ میں سے کسی مکروہ کا مرتکب ہو تو تنہائی میں اس کو نصیحت کرے اور اس کو اسکے اعادہ سے باز رکھے خواہ وہ امر مکروہ جس کا ارتکاب کیا ہے اصولی ہو یا فروعی! مرید کو کبھی ایسا دعویٰ نہ کرنے دے جس کا وہ اہل نہیں ہے، مرید کو تاکید کرے کہ وہ اپنے عمل پر غرور و تکبر نہ کرے، خود پسندی سے بچے شیخ کو چاہیئے کہ مرید کے احوال و اعمال کو اس کی نظر میں حقیر و بے مایہ دکھائے تاکہ وہ بیچارہ عجب و غرور میں مبتلا ہو کر تباہ نہ ہو جائے، خود پسندی بندے کو اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گرا دیتی ہے۔

اگر تربیت اجتماعی مقصود ہو انفرادی مطلوب ہو تو سب مریدوں کو جمع کر کے بلا تعیین و تخصیص کہے کہ تم میں سے بعض لوگ ایسی ایسی بات کہتے ہیں یا ایسا کرتے ہیں غرض اس سلسلے کے تمام مفاسد اور برائیوں کو بیان کر کے ان کو نصیحت کرے اور برائیوں سے بچنے کی تلقین کرے مگر کسی فرد کی تخصیص و تعیین نہ کرے اس طرز عمل سے اصلاح بھی ہو جائے گی اور کسی کے دل میں نفرت بھی پیدا نہیں ہوگی، اگر بدخلقی سے کام لیگا، زجر و توبیخ کرے گا یا ان کے اسرار کو فاش کرے گا یا ان پر کھلم کھلا نکتہ چینی کرے گا اور ان کی برائیوں کا تذکرہ دوسروں سے کرے گا تو اس طرز عمل سے شیخ کی محبت سے ان کے دلوں میں نفرت پیدا ہوگی۔ اہل طریقت کے مسلک میں یہ عمل مریدوں پر تہمت تراشی کہلاتا ہے اور اولیا اللہ کی محبت کا جو بیج مریدوں کے دل میں بویا جاتا ہے اس عمل سے اس کی نشوونما نہیں ہوتی لہٰذا پیر طریقت کو اس سلسلہ میں پوری احتیاط رکھنا چاہیئے اگر ایسی صورت پیش آئے کہ شیخ مغلوب الحال ہو جائے اور اس کا تدارک اسکے بس کی بات نہ ہو تو پھر شیخ کو مرتبہ ارشاد اور مسند طریقت سے الگ ہو جانا چاہیئے اور الگ ہو کر اپنے نفس کو مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول کرے اور خود کسی شیخ کی جستجو کرے تاکہ وہ اس کو مودب، مہذب اور صحیح الحال بنادے ایسے خطرات جب اس کے پاس ہوں تو وہ شیخ بننے کا اہل نہیں ہے اس لئے مریدوں کی راہ میں اس کو رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے۔

باب ۲۵

عوام الناس، اغنیاء اور فقراء کے ساتھ طرزِ معاشرت

دوستوں کے ساتھ صوفی کی روش (IMP)

راہ طریقت کے راہرو کے لئے ضروری ہے کہ دوستوں کی مصاحبت میں ایثار، جوانمردی، درگذر اور خدمت گزاری سے کام لے، اپنا حق کسی پر نہ سمجھے اور نہ کسی سے اپنے حق کا مطالبہ کرے، بلکہ اس کے برعکس یہ سمجھے کہ ہر شخص کا اس پر حق ہے اور اس کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ دوستی اور مصاحبت کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ دوستوں کی ہر بات اور فعل سے موافقت کا اظہار کرے (بشرطیکہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہو) خواہ اس کا اپنا نقصان ہو مگر ہمیشہ ان کا ساتھ دے اگر ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو ان کی خاطر اس کی توجیہہ کرے اور ان کی طرف سے عذر خواہی کرے، ان کے ساتھ نفرت، تشدد اور جنگ کا خیال بھی نہ کرے، ان کے عیوب کی طرف سے آنکھیں بند کر لے۔

ہمیشہ دوستوں کے دلوں کی پاسداری کرے، جو بات دوست کو پسند نہ ہو اس سے اجتناب کرے خواہ اس میں اس کی بھلائی ہی کیوں نہ ہو، کسی دوست کی طرف سے دل میں کینہ رکھے اگر کسی کے دل میں اس کی طرف سے ناگواری اور ناخوشی پیدا ہو جائے تو اس کے ساتھ اس طرح پیش آئے کہ اس کے دل سے شکایت دور ہو جائے، اگر کوئی دوست اس کی غیبت کرے اور اس غیبت سے اس کے دل میں ناگواری کا احساس ہو تو اپنی طرف سے اس کبیدگی کا اظہار نہ ہونے پائے بلکہ اپنا برتاؤ پہلے جیسا ہی رکھے۔

غیروں کے ساتھ برتاؤ (IMP)

غیروں کے ساتھ برتاؤ اور معاشرتی تعلق کا تقاضہ یہ ہے کہ ان سے اپنا راز چھپائے، ان کے ساتھ شفقت اور مہربانی سے پیش آئے، ان کا مال بطور امانت اگر ہو تو ان کے سپرد کر دے طریقت و معرفت کے احکام ان سے پوشیدہ رکھے، ان کی بداخلاقی پر صبر کرے ان پر اپنی برتری کا خیال بھی دل میں نہ لائے بلکہ کہے کہ اللہ ان سے درگزر فرمائے گا لے میرے نفس تجھ سے ہر چھوٹی بڑی بات کی پرسش ہوگی اور ہر شے کی تجھ سے چھان پھٹک ہوگی، اللہ تعالیٰ ناواقف کی ان باتوں سے درگزر فرمائے گا کہ وہ ان باتوں کے جاننے والے نہیں ہیں۔ لیکن جاننے والوں سے حساب فہمی ہوگی پس عوام کی تو پروا بھی نہیں کی جاتی البتہ خواص ایک بڑے خطرے میں ہیں۔

امراء کے ساتھ صحبت! (IMP)

اغنیا اور دولت مندوں کے خلاف حجت پیش کرے ان سے تعلق منقطع کرے ان کی دولت کا لالچ نہ کرے، تمام باتوں کو دل سے نکال دے اور محض ان کے اکرام و انعام سے فائدہ اٹھانے کے لئے ان کے سامنے ذلیل ہونے سے اپنے دین کو محفوظ رکھے حدیث شریف میں آیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مال کی وجہ سے اپنی ذلت کا اظہار کیا اس کا دو تہائی دین تباہ ہوگیا۔

حرکت سے جس سے دین کو نقصان پہنچے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی محبت سے سے اس میں رخنہ اور خرابی پیدا اور جس سے دین کا قبضہ ٹوٹ جائے اور لوگ نور ایمان کی ملک سمجھائے ہاں اگر سیر و سفر یا مسجد یا سرائے وغیرہ میں اس سے محبت کا اتفاق ہو جائے کہ ایسے ہے) تو ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیئے یہ عمومی حکم ہے اس میں غنیا اور فقرا دونوں کے وقت تمہارے دل میں یہ خیال نہیں آنا چاہیئے کہ تم ان سے برتر اور بڑھ کر ہو بلکہ یہ یقین کرو ہے تم سب سے کمتر ہو اس عقیدہ کی بدولت تم کو عزور سے نجات مل جائے گی حتیٰ کہ فضیلت فقر کی ہونا چاہیئے تم اپنے فقر کو دنیا میں کوئی فضیلت سمجھو نہ آخرت میں اور نہ اس کا کوئی وزن کہ جس نے اپنے نفس کی بڑائی محسوس کی اس کی کوئی بڑائی نہیں اور جس نے اپنے نفس کو گراں بار رگراں مایگی نہیں !!

لئے یہ زیبا ہے کہ فقیر کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے مال اپنی تھیلی سے نکال کر فقیر کو نذر کرے کو صرف گزشتہ مالداروں کا غنیا کا جانشین متصور کرے خود کو اس مال کا مالک متصور نہ کرے لیکن ار کا خیال اپنے دل سے نکال دے اور مالدار سے اس کے مال سے اور بلکہ دنیا سے فارغ بال ہو جائے اپنے رب کے خیال سے خالی دل کو پر کرے اس کی نظر میں خدائی ہستی کے سوا کسی اور کی ورنہ آئے اس وقت بغیر کسی رنج و الم کے اللہ کا فضل اس کو میسر آجائے گا۔

یروں سے مصاحبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اکل و شرب و لباس میں اور ہر اچھی چیز میں ان کو اپنی ذات پر ترجیح دے اپنی جان کو ان سے کم مرتبہ سمجھے اور کبھی کسی حال میں فقیروں پر برتری کا خیال دل میں نہ لائے۔

عد بن عیسیٰؒ فرماتے ہیں کہ میں فقیروں کے ساتھ تیس سال تک رہا لیکن میرے اور ان کے میں ہوئی جس سے ان کو دکھ پہنچتا، نہ میری طرف سے کوئی نفرت آفریں سلوک ہوا لوگوں نے اس برتاؤ کی جب کیفیت دریافت کی تو انھوں نے فرمایا کہ میں ان کے ف رہا۔

کو محبت اور خوش اخلاقی کے ساتھ جاؤ اور خوش اخلاقی کو تحفہ بناؤ لیکن یہ خیال رہے دل میں ان سے برتری کا خیال پیدا نہ ہو ان کے احسان کو اپنی گردن کا طوق سمجھو ان پر احسان کر رہے ہو بلکہ اللہ کا شکر بجا لاؤ کہ اس نے تم کو جس خلق کی توفیق عطا بندوں اور اللہ والوں کی خدمت کا موقع عنایت فرمایا کیونکہ فقرا صالحین اہل اللہ ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

"قرآن والے ہی اہل اللہ اور اس کے خاص بندے ہیں"

قرآن والے وہ ہیں جو قرآن پر عمل کرتے ہیں، جو قرآن کی تلاوت تو کرتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے وہ اہل قرآن نہیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو قرآن کے ممنوعات کو حلال سمجھتا ہو وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا"

فقیر سے حسنِ سلوک

مصاحبت فقر کے تحفہ ادب میں سے یہ بھی ہے کہ تم فقرا کو ایسا موقع ہی نہ دو کہ ان کو تم سے سوال کرنا پڑے اگر اتفاقاً کوئی فقیر تم سے فرض مانگے تو اس کو بظاہر تو قرض دو لیکن دل میں اس کو اس قرض سے سبکدوش قرار دیدو اور جلد ہی اس کو سبکدوشی سے مطلع بھی کردو تاکہ بار احسان مزید برداشت کرنے کی اس کو تکلیف نہ ہو۔

فقیر کے ساتھ حسن سلوک کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کی مراد جلد پوری کرکے اس کے دل کو مطمئن کردے انتظار (وعدہ) سے اس کے دل کو دکھ نہیں پہنچانا چاہئے، فقیر کے پاس مستقبل کے انتظار کا وقت نہیں ہے اگر تم کو علم ہو کہ فقیر صاحب عیال ہے تو آداب فقرا کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے جو اس کے اور اس کے وابستگان کے لئے کافی ہو، فقیر اپنا جو کچھ حال بیان کرے اس کو صبر کے ساتھ سننا چاہئے اور اس کے ساتھ تیج ادائی، ترش روئی اور سخت کلامی سے پیش نہ آئے، اس کو قطعی ناامید کرکے اس کو دل شکستہ نہ کیا جائے اسکے دل میں نفرت پیدا نہ کی جائے اور اس نے اپنا راز جو تم سے منکشف کیا ہے اس کی شرمندگی اور نامرادی اس کی شکستگی کا باعث نہ بن جائے ایسی صورت میں فقیر بے قابو ہوجاتا ہے، نفسانیت کا اس پر غلبہ ہوجاتا ہے اور پھر وہ آپے میں نہیں رہتا اور وہ پھر غضبناک ہوجاتا ہے اور مقدر کا شکوہ کرنے لگتا ہے اس کا دل اندھا ہوجاتا ہے اور نور ایمان کی شمع بجھنے لگتی ہے چونکہ اس کے غیظ و ہیجان کا باعث تم ہوئے ہو اس لئے تم اس گناہ میں پکڑے جاؤ گے۔

فقر پر صبر کی خوبی

فقیر کے سوال کے اندر جو مصالح پوشیدہ ہیں اور جو ثواب اس میں مخفی ہے اور جو معرفت علوم اس کے اندر ہے، وہ مخلوق کی نظر سے پوشیدہ ہیں اگر فقیر پر فقر و فاقہ کی یہ خوبیاں ظاہر ہوجائیں تو پھر سوال کی نوبت ہی نہ آئے فقیر کا دل بھی غنی ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اس کے انعام کے شکر اس کے مسائل حال ہوجائیں اس کی رحمت، فہرمانی اور اس کی حفاظت اس کی نگہبان بن جائے اور وہ ھو یتولی الصالحین کا مصداق بن جائے۔ اور وہ تمام چیزوں سے بے پروا بن جائے اور سوائے رب کے لئن کے کوئی اور آرزو اس کو باقی نہ رہے۔

سب چیزیں خود اس کے پاس آئیں اس کو کسی چیز کی طلب کے لئے کسی کے پاس نہ جانا پڑے لوگ اس کو اپنا مقصود و مطلوب بنالیں اس کے انوار و اسرار کے حصول میں کوشاں ہوں صرف مولیٰ سے اس کو لو لگی ہو اور کسی کی طرف توجہ نہ کرے اس کا جذبہ اس کو کھینچ کر اسکے رب کی طرف لیجائے، مخلوق کے ساتھ تعلق خاطر کی ظلمت نفس کی موافقت و مطابقت خواہشات کی پیروی اور دنیا و آخرت میں کسی چیز کی طلب ان تمام چیزوں سے اس کو آزادی مل جائے۔

سپردگی کا صلہ

ان لوگوں نے جب اپنی جانیں اور اپنے اموال اللہ کے ہاتھ بیچ ڈالے تو اللہ نے بھی ان کی جان و مال کو بہشت کے بدلہ میں خرید لیا۔

ع تیرے کرم نے دل سے طلب کو مٹا دیا — باقی رہی سکت نہ زبان سوال میں (شمس)

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بیشک ہم نے مومنین سے ان کے جان و مال کو خرید لیا
أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۝ اور اس کے عوض اُن کو بہشت عطا فرما دی۔

انھوں نے دنیا میں افلاس پر صبر کیا، اپنے جان و مال اور اولاد کا پورا پورا اختیار خداوند تعالیٰ کو دے دیا اور سب کچھ اسی کے سپرد کر دیا، اس کے احکام کی پابندی کی اور ممنوعات سے خود کو بچایا اور اپنے مقدر کو تقدیرِ الٰہی کے حوالہ کر دیا مخلوق سے الگ ہو گئے، اَرادوں، آرزوؤں سے پاک ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو جنت میں داخل فرما دیا اور ایسی نعمتیں ان کو مشغول کر دیا جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے ان کو سنا نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا اور خود ہی ارشاد فرمایا:-

إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فَاكِهُوْنَ ۝ تحقیق اہل بہشت اس دن اپنے شغل میں خوشحال ہیں۔

فقیر جب اس منزل سے گزر جاتا ہے تو اس کے لئے جنت کا حصول یقینی ہو جاتا ہے تو اس وقت وہ جنت کے عوض اپنے رب کو لے لیتا ہے اور مکان سے پہلے ہمسایہ کی طلب کرتا ہے جیسا کہ رابعہ عدویہؒ نے ارشاد کیا تھا کہ مکان سے پہلے ہمسایہ کو دیکھو، اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وہ اللہ کی ذات کے طالب ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی سابق آسمانی کتاب میں بھی ارشاد فرمایا ہے "مجھے دوستوں میں سب سے زیادہ پیار بندہ وہ ہے جو بخشش کی آرزو کے بغیر میری عبادت محض حق ربوبیت کو ادا کرنے کے لئے کرتا ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اگر اللہ تعالیٰ جنت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا تو کوئی اس کی عبادت نہ کرتا۔" حضرت علی مرتضیٰؓ کا ارشاد ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ جنت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا تو اسے کوئی نہ پوجتا۔

جب فقیر ان صفات سے متصف ہو جاتا ہے اور اللہ کے سوا ہر چیز سے وہ بے تعلق ہو جاتا ہے اور ہر چیز کی وابستگی سے اس کا دل پاک ہو جاتا ہے تو وہ اس امر کا مستحق بن جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اس کی کارسازی فرمائے اس کی رہنمائی کرے اور جنت کا زندہ نمونہ یہیں دنیا میں بھی اس کو اپنی نعمتوں سے نوازے اور مرنے کے بعد بھی اس پر مزید نوازشیں فرمائے، نئی نئی خلعتیں، نور، راحت، پاکیزہ زندگی اور اپنا قرب عطا کرے اور ان تمام چیزوں سے نوازے جو اس نے اپنے اولیاء اور دوستوں کے لئے تیار رکھی ہیں اور جس کی خود اس طرح خبر دی ہے:-

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ كسی نفس کو معلوم نہیں کہ اس کے لئے کیا کیا چیز
قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ پوشیدہ رکھی گئی ہے۔

رسول اللہ کی حدیث سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی شخص کے خیال میں آئیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نقل فرماتے ہوئے فرمایا اگر تم اس کی تصدیق میں حکم ربانی چاہتے ہو تو پڑھو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۝

اگر تم ایسے شخص کو خالی ہاتھ واپس کر دو گے جو ہاتھ اور دل کا غنی ہے لیکن حکم مولیٰ کی تعمیل میں اپنے لئے اور اپنے

اہل وعیال کے لئے تم سے کچھ طلب کرتا ہے اور ترک سوال اس لئے نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس سوال کا مکلف بنایا ہے اور فقر میں مبتلا کر دیا ہے جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۝ (ہم نے تمہارے بعض کیلئے آزمائش کی ہے آیا تم صبر کرتے ہو یا نہیں !!)

یاد رکھو کہ فقیری ہمیشہ قائم رہنے والی نہیں ہے۔ جلد دور ہو جاتی ہے اور جلد تونگری میں بدل جاتی ہے اور اس کے مقدر میں جو دولت اور مولیٰ کی قربت کے باعث دوامی عزت لکھ دی گئی ہے وہ عنقریب اس کو میسر آجائے گی۔ تو اس صورت میں اے ہاتھ کے سخی اور دل کے فقیر! اپنے نفس اور اپنے رب کی قدرت سے ناواقف اور اچھے آغاز و انجام سے بیخبر تجھے اس کی سزا دی جائے گی اور دولت تیرے ہاتھ سے چھین لی جائے گی اور جس طرح تو دل کا فقیر تھا اسی طرح تو ہاتھ کا فقیر ہو جائے گا۔ تمام چیزوں کی حرص و طلب تجھے رہے گی اور ان کے حصول کے لئے تجھے دکھ جھیلنا ہوں گے جو تیرے مقدر میں نہیں ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے کہ جو چیز مقسوم میں نہ ہو اس کی طلب سخت ترین عذاب ہے ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنی آغوش رحمت میں لے لے اور اللہ تمہاری توبہ قبول فرمائے اور تم کو بخش دے تو اس صورت میں تم عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہو، پس اللہ سے توبہ کرو وہ ارحم الراحمین اور غفور الرحیم ہے۔

فقر کے آداب

فقر سے محبت فقیر کو چاہئے کہ وہ اپنے فقر سے ایسی محبت کرے جیسے دولت مند اپنی دولت سے محبت کرتا ہے اور وہ ہمیشہ اسی امر میں کوشاں رہتا ہے کہ اس کی دولت کو زوال نہ ہو اسی طرح فقیر کو چاہئے کہ وہ بھی ایسی ہی کوشش کرے (کہ اس کے فقر کو زوال نہ ہو) اور اللہ سے دعا کرے کہ اس کا فقر زوال پذیر نہ ہو اپنے نفس کو احتیاج اور تنگی کے وقت اور بھی ضعیف بنالے غنی بننے کے لئے اسباب معیشت کی فراہمی اور کمائی کے گوناگوں ذرائع سے تعلق نہ رکھے نہ اپنے نفس کے لئے اور نہ اپنے عیال کے لئے۔

فقر کی شرط فقیر کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ قدر کفایت پر قناعت کرے کسی حال میں بھی قدر کفایت سے تجاوز نہ کرے (قدر کفایت سے زیادہ مال نہ لے) اور بقدر کفایت مال کا قبول کرنا بھی صرف اللہ کے حکم کی تعمیل اور قتل نفس سے باز رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ (تم اپنی جانوں کو مت مارو خدا تم پر اپنی رحمت کرنیوالا ہے)

پس اپنے نفس کے حق (جائز) کو روکنا حرام ہے اور نفس کا حق ہے کہ وقت بسر کرنے کے بقدر کھانا پینا تاکہ جسمانی قوت قائم رہے اور بقدر ستر لباس پہننا کہ نماز کے ارکان و واجبات اور شرائط ادا ہو سکیں۔

ترک حظ نفس فقیر کو چاہئے کہ حظ نفس کو ترک کر دے پس کبھی لذت کے حصول کے درپے نہ ہو البتہ اگر بیمار ہو اور اس کی صحت کے لئے ایسی چیز تجویز کی جائے جو لذیذ ہو تو اس کا استعمال درست ہے اس وقت

لذیذ چیز کا حکم وہی ہوگا جو حالت صحت میں روزی (قوت لایموت) کا ہے۔ فقیر کو اپنی فقیری میں وہی لذت محسوس کرنا چاہئے جیسی لذت دولت مند اپنی دولت میں محسوس کرتا ہے۔ اپنی ذلت و خواری اور گمنامی کو لوگوں میں فضیلت کا ذریعہ نہ بننے دے لوگوں کے ہجوم کو اپنے پاس پسند نہ کرے۔

مال کی کمی حسرتِ دل کا موجب ہے

فقر کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ جب خالی ہاتھ ہو تو اپنے مال کی صفا سے قوت حاصل کرے، جتنا مال میں کمی ہوگی اسی قدر مسرت خاطر میں اضافہ ہوگا۔ دل کی قوت اور قلب کی روشنی میں اضافہ ہوگا لیکن اگر فقیر کی ناداری اس کے دل کو تاریک اور طبیعت کو متزلزل کرے اور اللہ سے شکایت کا پہلو نکل آئے تو اس وقت فقیر کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کو آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے یا فقر کی حالت میں اس سے کوئی گناہ عظیم سرزد ہوگیا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرے اور اپنے قصور اور لغزش کا پتہ چلانے کی کوشش کرے اور اپنے نفس کی ملامت کرے۔

فقیر کے لئے سزاوار ہے کہ اس کی اولاد جس قدر زیادہ ہو اسی قدر رزق کے معاملہ میں اس کا دل پرسکون ہو، اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد رکھے اور یہ تعمیل حکم الٰہی ظاہری حالت میں ان کے لئے کی ہے لیکن باطن میں اللہ کے وعدہ پر کامل اعتماد رکھے اور پختہ یقین رکھے کہ ان کا رزق اللہ کے پاس موجود ہے، اس نے رزق کا وعدہ کیا ہے اور مقدر کر دیا ہے ہر حال میں وہ اسکے پاس اور ذریعہ سے بحق تک ضرور پہنچے گا پس اس کو اپنی سعی (اور کوشش کو وسیلہ رزق نہ سمجھے اور خلق کو مخلوق کے درمیان دخیل نہ بنے رزق میں کمی اور فراخی کی تہمت رازق مطلق پر نہ رکھے اور اس کے وعدہ میں شرکت کرے نہ کسی اور سے اس کی کا شکوہ کرے، اس کا شکوہ سمی سے کرے اور اسی سے حاجت روائی کی دعا کرے۔ فقیر پر اللہ تعالیٰ نے عیال کے نفقہ کی جو ذمہ داری ڈالی ہے اس پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرے اور دعا کرے کہ الٰہی ان کے رزق کو سہل اور آسان بنائے، اللہ اپنے بندے کو مصیبت میں اس لئے مبتلا کرتا ہے کہ بندہ اس کی طرف رجوع ہو کہ زاری کے ساتھ مانگنے والے اس کو پسند ہیں۔ یہ سوال ہی تو ہے جس کے باعث بندہ اور مولیٰ غنی اور فقیر کا فرق واضح ہو جاتا ہے سوال ہی کی بدولت بندہ کبر، نخوت، غرور اور تمتع سے نکل کر عاجزی، مسکنت اور احتیاج کی طرف آتا ہے اس صورت میں اس کو جلد قبولیت حاصل ہوتی ہے اور اس کے لئے آخرت میں ثواب بھی جمع ہوتا ہے۔

فقیر کو مستقبل کی فکر نہیں کرنا چاہئے

فقیر کو لازم ہے کہ مستقبل کی فکر نہ کرے حال پر نظر رکھے اس کے حدود سے تجاوز نہ کرے شرائط حال اور آداب حال کو ملحوظ رکھے، اپنے حال سے بلند حال کی طرف نہ دیکھے، کسی دوسرے کی حالت کا حریص نہ بنے کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ حالت صاحب حال کے لئے وجہ سلامتی ہے مگر حریص کے لئے ہلاکت آفریں بنجاتی ہے اس کی مثال غذا کی طرح ہے کہ بعض غذائیں بعض لوگوں کے لئے صحت افزا ہوتی ہیں لیکن بعض کے لئے مضر صحت بن جاتی ہیں۔ فقیر کو چاہئے کہ خود اپنے انتخاب سے کسی حالت کو پسند نہ کرے جب تک کہ خدا کی طرف سے اس کو اس حالت میں داخل نہ کر دیا جائے اگر خود اپنے نفس کو کسی حالت میں داخل کرے گا تو وہ اپنے نفس کی ضلالت و ہلاکت کا باعث خود بنے گا خود بخود کسی حالت میں داخل نہ ہو جب تک خدا کا حکم نہ آجائے کہ

اسی کے قبضہ میں موت و زندگی ہے اور کسی حالت سے اس وقت تک نہ نکلے جب تک تصرف الٰہی ہی اس کو اس حال سے نہ نکالے۔ جو فقیر و غنی بناتا ہے ہنساتا اور رلاتا ہے؛ اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھانے والا عمل یہی ہے' علمائے سلف اور ارباب طریقت کا یہی عمل تھا اسی کی پیروی لازم ہے۔

موت کا انتظار فقیر کے لئے ضروری ہے کہ ہر وقت موت کا منتظر اور اس کے لئے تیار رہے' نازل شدہ مصائب اور حالت فقر پر راضی برضا رہنے میں اس طریقہ کو اپنانے سے مدد ملے گی اس لئے کہ موت کی یاد سے امیدیں کوتاہ ہو جاتی ہیں نفس پر شکستگی پیدا ہوتی ہے اور خواہشات نفسانی کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لذتوں کی عمارت کو ڈھا دینے والی موت کی یاد زیادہ کیا کرو"۔

منجملہ آداب فقر یہ بھی ہے کہ مخلوق کی یاد دل سے نکال دے' آداب فقر سے یہ بھی ہے کہ فقیر کو جو کچھ میسّر آئے (پھل ہو یا کھانا) اگر کوئی غنی اس کے یہاں آئے تو خوش خلقی سے اس کے سامنے پیش کرے' ایثار میں فقیر کو غنی سے زیادہ ہونا چاہیئے اگر عسرت کی حالت ہو تب غنی پر خرچ کر کے اپنے عیال کو تنگی میں نہ ڈالے ہاں اگر عیال اس کے ایثار پر راضی ہو اور اس سے خوش ہوں تو خرچ کرنے میں مضائقہ نہ کرے۔

فقیر کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ تنگدستی اور عسرت کی حالت میں اپنے تقویٰ کی احتیاط و نگہداشت رکھے' عسرت و ناداری کے باعث خلاف شریعت کام نہ کر بیٹھے اور عزیمت چھوڑ کر رخصت کی طرف قدم نہ بڑھائے' خوب اچھی طرح سمجھ لے کہ تقویٰ پر دین کا مدار ہے اور طمع دین کی بربادی ہے' مشتبہ چیزوں کے قبول کرنے میں دین کی خرابی ہے جیسا کہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ" جس فقیر کے نفر میں تقویٰ نہیں اس کا کھانا حرام ہے' اس لئے ضروری ہے کہ عسرت کی حالت میں بھی تاویلوں کی طرف مائل نہ ہو بلکہ عزیمت کی طرف قدم بڑھائے۔ عزیمت اگرچہ دشوار ہے مگر احتیاط کی چیز ہے۔

فقیر کا سوال

فقیر کب سوال کرے فقر کے آداب میں یہ بھی ہے کہ جب تک فقیر کے پاس بقدر کفایت چیز موجود ہے مخلوق سے سوال نہ کرے' اگر حاجت اور ضرورت اس کو بہت ہی مجبور کرے تو بقدر حاجت طلب کرلے' اس کی حاجت ہی سوال کا کفارہ بن جائے گی۔ فقیر کو سوال کرنا اسی وقت واجب ہے کہ جب وہ ہر طرح سے مجبور ہو جائے اور کسی طرح اس کا بس نہ چلے' پھر بھی اپنے نفس کے لئے سوال نہ کرنا ہی بہتر ہے صرف عیال کے لئے طلب کرے۔ اگر فقیر کے پاس ایک دام ہے تو جب تک وہ خرچ نہ ہو جائے سوال نہ کرے کیونکہ جب تک اس کے پاس کچھ مال ہے اس وقت تک غیب سے اس کو کچھ مدد نہیں مل سکتی۔

سوال کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ مخلوق پر اس کی نظر نہ ہو بلکہ خدا پر ہو وہی اس کی حاجت پوری کرنے والا ہے اس لئے سوال یہ اشارہ خدا ہی کی طرف ہو' مخلوق کو صرف وکیل اور اللہ کا کارندہ سمجھے' کسی بندے کو رب نہ سمجھے مخلوق

سے سوال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مستوں کو اپنا اور اپنے بچوں (کے فقر و فاقہ) کا حال بتائے لیکن اس میں اللہ کا شکوہ نہ ہو سوال کرے تو استفہامیہ صورت میں کرے مثلاً اس طرح کہے کیا ہمارے لئے آپ کو کچھ دیا گیا ہے؟ کیا آپ پر ہمارا کچھ بار ڈالا گیا ہے؟ اے اللہ کے مملوک! اے اللہ کے در کے فقیر آپ اور میں اپنے اپنے مقبوضہ مال میں یکساں حیثیت رکھتے ہیں ہم میں سے کوئی بھی اس مال کا مالک نہیں ہے مالک تو کوئی اور ہے جس کے ہم سب محتاج ہیں! اگر ان الفاظ کے ساتھ سوال کرے تو سوال کرنا اس کے لئے حلال ہے ورنہ حرام! ایسے فقیر کی کوئی عزت نہیں جو مخلوق کو کارساز سمجھ کر سوال کرے وہ مشرک ہے، فریبی ہے ریاکار ہے، اہل طریقت سے خارج ہے، دروغ گو، دوغلا اور بے دین ہے۔

فقیر کو اگر کوئی کچھ دیدے تو شکر کرے نہ دے تو صبر کرے سچے فقیر کے یہی اوصاف ہوتے ہیں اگر فقیر کا سوال رد کر دیا جائے تو غمگین نہ ہو اپنے حال کو نہ بگاڑے نہ غصہ کرے اور نہ معترض ہو نہ سوال رد کرنے والے کو برا بھلا کہے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کے ساتھ ظلم کرے گا۔ یعنی مستوں تو اللہ کی طرف سے مامور اور وکیل ہے وکیل موکل کے حکم کے مطابق ہی کرتا ہے، دینے والا تو اصل میں موکل ہے اور وہ اللہ عزوجل ہے۔ پس ایسی حالت میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرے اور اسی سے فراخی و آسانی اور یسر کی درخواست کرے تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف مائل فرمادے اور اس کی مشکلات آسان ہو جائیں، رزق جاری ہو جائے اور جو کچھ مقسوم ہے وہ اس کو پہنچ جائے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے لوگوں کے ہاتھ اس لئے روک دیئے ہوں کہ اس کا اپنی طرف رجوع کرانا مقصود ہو اس لئے فقیر کو چاہیئے کہ اللہ کے در دروازے سے لپٹ جائے اور دعا و زاری کرے کہ اس کے در کے حجاب کو دور کرے کہ اصل میں دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے کوئی بندہ دینے والا نہیں!

فقراء کے آداب معاشرت

دوستوں کے ساتھ سلوک فقیر کو دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھنا چاہیئے، ان کے ساتھ شگفتہ روی سے پیش آئے۔ جس بے جبیں نہ ہو جو کچھ وہ چاہتے ہیں اگر وہ خلاف شرع نہیں ہے تو اس کی مخالفت نہ کرے یا اس کا ارتکاب گناہ کا موجب شریعت کی مخالفت اور نہی الٰہی سے تجاوز کا باعث نہ ہو، اسی طرح دوستوں سے جھگڑا نہ کرے اور نہ ان سے خصومت رکھے بلکہ اس کے برعکس ہمیشہ دوستوں کا ممدو و معاون رہے لیکن اسی شرط کے ساتھ جو ہم نے ابھی اوپر بیان کی ہے۔

دوست اگر مخالفت کریں تو ان کی مخالفت کو برداشت کرے اور ان کی طرف سے پہنچنے والے رنج پر صبر سے کام لے ان سے کینہ و دشمنی نہ رکھے۔ کسی دوست کے لئے اپنے دل میں برائی، نفرت اور غضب کو جگہ نہ دے، اگر وہ موجود نہیں ہے تو اس کی غیبت نہ کرے نہ سامنے اس کو برا کہے۔ دوست کی غیر حاضری میں اگر کوئی اس پر الزام تراشی کرے یا اس کی برائی کرے تو ان الزامات کو رفع کرے جہاں تک ممکن ہو دوست کے عیوب دوسرے دوستوں سے پوشیدہ رکھے اگر کوئی دوست بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے اگر کسی سبب سے عیادت نہ کر سکے تو اس کی صحت کے بعد

اس کو صحت کی مبارکباد دے اگر خود بیمار ہو جائے اور کوئی دوست عیادت کے لئے نہ آئے تو اُن کو معذور سمجھے اور آئندہ اس سے بدلہ لینے کی دل میں نہ ٹھانے، کہ وہ بیمار پڑے گا تو میں بیمار پرسی اور عیادت نہیں کروں گا، یعنی جو یہ رشتہ توڑے اس سے فقیر کو چاہیئے کہ یہ رشتہ جوڑے، اپنی عطا یعنی عیادت سے اس کو محروم نہ رکھے، اس کو عطا کرے جو اس پر ظلم کرے اس کو معاف کرے جو اس کے ساتھ برائی سے پیش آئے، اس کو اس خطا اور قصور پر معذور سمجھے۔

دوسروں کی چیزوں کا استعمال دوسروں کی چیزیں ان کی اجازت کے بغیر استعمال نہ کرے لیکن اپنی چیزیں دوستوں کے لئے ممنوع قرار نہ دے (ان کو اختیار دیدے کہ چاہیں تو استعمال کریں) اپنی تمام حرکات و سکنات میں پرہیزگاری سے غافل نہ رہے (کوئی امر تقویٰ کے خلاف سرزد نہ ہو) اگر کوئی دوست برہنائے یگانگت اور بے تکلفی اس کے کسی مال یا کسی چیز کا خواستگار ہو تو شگفتہ روی اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی خواہش کو پورا کرے اس کا شکر گزار اور منت پذیر ہو کہ اس نے اس کو اس قابل سمجھا اور اپنی حاجت روائی کا اہل قرار دیا۔ حتی الوسع کسی سے استعمال کی کوئی چیز مستعار نہ لے، مال اگر دوسرا مستعار لے تو اس سے واپسی کا مطالبہ نہ کرے، مستعار دی ہوئی چیز کا واپس مانگنا شانِ خواجگی کے خلاف ہے جس طرح شرع میں ہدیہ کا اور ہبہ کی ہوئی چیز کا واپس لینا روا نہیں ہے اسی طرح مستعار چیز کو واپس نہ لے اور اگر طلب سے خود کو نہ روک سکے تو واپس لیکر پھر اس کو لوٹا دے یعنی اس کو استعمال کے لئے پھر مستعار دیدے خواہ اس کو یہ زحمت روزانہ ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے! اپنا مال لیکر لوگوں سے الگ تھلگ ہو جانا شانِ فقیری نہیں ہے فقیر تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مال کا امین ہے جو شخص کسی چیز کا مالک ہوتا ہے حقیقت میں وہ چیز اس کی مالک ہوتی ہے کیونکہ اس کی محبت اس کے دل پر غالب ہو جاتی ہے پس دل مغلوب ہوا اور جسے غالب جس کے ہاتھ میں انسان کی باگ ڈور ہو حقیقت میں وہ اس کا بندہ ہے بلکہ ہمارے پاس جو چیزیں ہیں سب کا مالک اللہ ہی کو جاننا چاہیئے اور بندوں کی تمام چیزیں اللہ کی ملک میں برابر اور یکساں ہیں۔

جو چیز کسی دوسرے کے قبضہ میں ہو اس کے استعمال میں شریعت کے احکام، تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ پابندیوں کو ملحوظ رکھے تاکہ اس گروہ میں شامل نہ ہو جائے جو ہر چیز کو مباح سمجھنے والے دین لوگوں کا گروہ ہے، اگر کسی تکلیف یا فاقہ میں مبتلا ہو جائے تو جہاں تک ممکن ہو اپنے دوستوں سے اس کو چھپائے تاکہ اس کی پریشانی سے وہ لوگ بھی پریشان نہ ہوں۔ اسی طرح غم و اندوہ کی صورت میں بھی دوستوں سے اس کا اظہار نہ کرے ورنہ ان کی مسرتیں اور ان کی شگفتگی میں خنہ پڑ جائیگا اگر کوئی دوست حالت رنج و غم میں بظاہر خوشی اور مسرت کا اظہار کرے تو فقیر کو چاہیئے کہ وہ اُن کی ظاہری حالت میں شریک ہو، رنج و غم کو جان لینے کے باوجود اس کو دل میں پوشیدہ رکھے اور کوئی ایسی بات اُن کے سامنے نہ کہے جو ان کی دل شکستگی کا باعث ہو۔ اگر دوست کی بات سے کبیدہ خاطر ہو جائے تو حسن اخلاق کا تقاضہ ہے کہ اس سے اس طرح کی گفتگو کرے کہ اس کی اداسی دور ہو جائے۔

حسب حیثیت برتاؤ ہر شخص سے اس کی حیثیت کے مطابق برتاؤ کرے اور اس کو حد سے زیادہ تکلیف نہ دے اور جب

تک کوئی خلافِ شرع بات ظہور میں نہ آئے یا پیروی کرنے سے شریعت کی خلاف ورزی نہ ہو رہی ہو اس وقت تک اس کی پیروی کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمارے انبیاء کے گروہ کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق گفتگو کریں جو لوگ ان سے کم مرتبہ ہیں ان سے شفقت کے ساتھ اور جو ان سے معاشرت میں بلند ہیں ان سے تعظیم کے ساتھ اور برابر والوں کے ساتھ مہربانی بھلائی اور ایثار سے پیش آئیں۔

آدابِ طعام

فقیر کو کس طرح کھانا چاہیئے

فقیر کو حرص اور بے نیازی کے ساتھ نہیں کھانا چاہیئے بلکہ کھانا کھاتے وقت اللہ کی یاد دل میں رکھنا چاہیئے بزرگوں سے پہلے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے کھانا شروع نہ کرے اپنے دوسرے سے کھانے کو کچھ نہ اپنے سامنے سے کوئی کھانا اٹھا کر کسی دوسرے کے سامنے رکھے نہ ایسے خوش خلقی دیکھے اور نہ توقع۔ البتہ یہ بات میزبان کے لئے جائز ہے یہ میزبان ہی کی طرف سے ایک گونہ خدمت ہے کھانے والا اپنی طرف میزبان سے یہ نہ کہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ کھایئے جس شخص کو جس جگہ بٹھا دیا جائے بیٹھ جائے خود دوسری جگہ بیٹھنے کے لئے پسند نہ کرے۔ جب تک ساتھ والے کھانے سے فارغ نہ ہو جائیں خود اپنا ہاتھ کھانے سے نہ کھینچے اگر وہ ایسا کرے گا یعنی ہاتھ کھانے سے کھینچ لے گا، تو دوسرے کو جھجک اور شرم محسوس ہوگی اور وہ شبہ میں مبتلا ہونے کے باوجود رک جائے گا۔ جب تک رویش کھا رہا ہو اس کے سامنے سے کھانا نہ اٹھایا جائے کھانے پر دوسرے ساتھیوں کا ساتھ دے کہ باہم مخالفت نہ ہو اگرچہ خود اس کو اشتہا نہ ہو۔ دسترخوان پر کسی دوسرے شخص کو نظر بھر نہ دیکھے۔ اگر پانی پیش کیا جائے تو تمام پانی پی لے۔ میزبان اگر خدمت کے لئے کھڑا ہو تو اس کو منع نہ کرے اگر وہ ہاتھ دھلانا چاہے تو اس کو نہ روکے۔

اغنیا اور فقرا کے ساتھ کھانا کھانا

اگر اغنیاء اور متمول حضرات کے ساتھ کھانے کا اتفاق ہو تو خود داری کے ساتھ کھائے ہاں فقرا اور احباب کے ساتھ ایثار اور بے تکلفی کے ساتھ کھانے میں مضائقہ نہیں! کھانے کے سلسلہ میں نادیدہ پن نہ دکھائے یعنی جب تک کھانا سامنے نہ آجائے دل میں کھانے کا خیال بھی نہ کرے، سامنے آجائے تو کھائے۔ کھانے کی خواہش میں نفس کا شریک بننے ممکن ہے وہ کھانا مقدر اور قسمت ہی میں نہ ہو اور وہ خواہش کبھی پوری نہ ہو سکے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس خواہش میں مبتلا ہو کر نگرانی حال سے غافل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے محجوب و محروم رہے۔

پس کھانا اگر سامنے آجائے تو اس کی خواہش کرے اور کھا کر اللہ کا شکر ادا کرے، کھانے کو اصل مقصود نہ بنالے اور دل کو اس سے وابستہ نہ کرے اور نہ بار بار اس کا ذکر کر کے اپنے ندیدہ پن کو ظاہر کر دے بلکہ اس سے محفوظ رہنے کے لئے دل کو اعتبار دلائے کہ وہ بیمار ہے اور صحتیاب ہونے تک کھانے پینے سے پرہیز ضروری ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ نفس کی آرزو اور خواہش بیماری ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا طبیب اور معالج ہے۔ جب طبیب اپنے کسی غلام (بندہ) کے ہاتھ

اس کے لئے کھانے پینے کا کچھ سامان بھیج دے تو سمجھ لے کہ اس کے نفس بیمار کے لئے دوا ہے چونکہ طبیب کی طرف سے آئی ہے پس اپنے حال کی نگہداشت اور حفاظت میں مشغول ہو جائے۔ درویش کو چاہیے کہ کبھی کسی آرزو اور خواہش کو مرکز خاطر اور مطمح نظر نہ بنائے اسی طرح اپنی تمام حرکات و سکنات میں کسی چیز کو طمانیت قلب کا موجب نہ سمجھے۔

فقرا کے مابین آداب معاشرت

اپنے ساتھیوں کے ساتھ سلوک فقیر کو چاہیے کہ اپنی کسی چیز کو ساتھیوں سے الگ تھلگ نہ رکھے جیسے کپڑے، مصلی، اپنے پیالے گلاس وغیرہ اپنے ساتھیوں سے بچا کر نہ رکھے (اگر وہ استعمال کرنا چاہیں تو ان کو استعمال کے لئے دیدے)۔ اگر کوئی دوسرا شخص اس کی جانماز پر قدم رکھے تو اس سے رنجیدہ نہ ہو اور جواباً اپنا قدم دوسرے کے مصلے پر نہ رکھے۔ اپنا مصلی اپنے سے بلند مرتبت شخص کے مصلے سے بلند جگہ اور اونچا نہ بچھائے۔ کسی سے اپنی خدمت نہ لے بلکہ خود دوسروں کی خدمت کرے، فقیروں اور درویشوں کے پاؤں دبائے لیکن خود کسی سے اپنے پاؤں نہ دبوائے، اگر درویش حمام میں جائے تو حمامی سے مالش اور مساج نہ کرائے آپس میں ایک درویش دوسرے درویش کی اگر مالش کرنا چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

اگر کوئی درویش کسی دوسرے درویش کی کوئی چیز جیسے خرقہ، مصلی وغیرہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھے تو اسی وقت وہ چیز اس درویش کی خدمت میں پیش کرے جو اس کا خواستگار ہے اور اپنی ذات پر اس کو ترجیح دے۔ کھانے کا وقت ہو یا اور کسی کام کا وقت دوسرے فقرا کو اپنے انتظار کی تکلیف میں مبتلا نہ کرے اس لئے کہ منتظر کو انتظار کا بار اٹھانا پڑتا ہے، اگر کسی درویش کو کھانا بھیجا ہے تو اس کو انتظار میں روکے نہ رکھے، شوربہ کا انتظار بڑی ذلت کی بات ہے۔

درویش کو لازم ہے کہ بقدر امکان کسی چیز کو ذخیرہ بنا کر نہ رکھے اگر کھانا زیادہ نہیں ہے تو جب تک دوسرا کے صرف سے بچ نہ جائے خود نہ کھائے اس امر کی کوشش کرے کہ درویشوں کو جو کھانا پیش کیا ہے وہ بہت ہی پاکیزہ اور ان کی طبائع کے مطابق ہے۔ اگر جماعت کے ساتھ ہے تو کسی چیز کے قبول کرنے یا کھانے میں اپنی انفرادیت کو نمایاں نہ کرے اگر کھانے کا آغاز اسی کی ذات سے کیا جا رہا ہے یا تحفہ اسی کے سپرد کیا گیا ہے تو مناسب ہے کہ اس چیز کو وسط میں رکھ دے بیمار ہے اور کسی مخصوص غذا وغیرہ کی ضرورت ہے تو اپنے جماعت سے اجازت لیکر اس کو استعمال کرے۔

اجازت ضروری ہے اگر کسی مہمان خانے میں فروکش ہے یا مدرسہ میں مقیم ہے تو وہاں کے مہتمم (شیخ) یا خادم کی اجازت یا مشورہ کے بغیر کوئی کام نہ کرے اگر جماعت کے ساتھ ہے تو افراد جماعت جس کام میں مشغول ہوں خود بھی اسی کام میں لگ جائے (ان سے الگ تھلگ نہ رہے) درویشوں کے ساتھ ہو تو تسبیح اور ذکر بلند آواز سے نہ کرے بلکہ آہستہ آہستہ پڑھے اور ذکر کرے بلکہ اس سے بہتر ہے کہ عبادت باطنی یعنی تفکر اور حصول عبرت کی

طرف متوجہ ہو جائے ہاں اگر ساتھی خواص میں سے ہے تو پھر مضائقہ نہیں۔ ہر کام کی درستی اور اسباب کی فراہمی اس کارب خود فرمائے گا۔ وہی حکم دے گا وہی منع فرمائے گا' جماعت کے دلوں کو وہی معبود برحق اس کا تابع اور مطیع بنائے گا اور اس کی محبت سے اُن کے دلوں کو بھر دے گا اور ان کے دلوں میں اس کی ہیبت اور تعظیم پیدا فرمادیگا ذکر الٰہی کے علاوہ اور کوئی بات بلند آواز سے نہیں کہنا چاہیئے۔

جماعت کی ہمراہی کی حالت میں سرگوشی نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو دنیا کے مخصوص اور کھانے پینے کی باتیں نہ کرے درویشوں کی صحبت میں (آداب اصول طریقت وغیرہ) لکھنے سے باز رہے بلکہ جو کچھ لکھا ہوا ہے اس پر عمل پیرا ہو اور اس شغل کے بجائے باطنی شغل (ذکر) اور اپنی حالت کی نگہداشت میں بسر کرے' درویشوں کے سامنے زیادہ نوافل بھی نہ پڑھے۔ اگر درویشوں کی جماعت (نفلی) روزہ رکھے تو خود بھی روزہ رکھتے ان کی موافقت کرے تنہا روزہ نہ رکھے۔

درویش اگر بیدار ہوں تو خود بھی بیدار رہے سونہ جائے بدرجہ مجبوری اگر نیند کا بہت ہی غلبہ ہو تو کچھ دیر تنہا سو سکتا ہے تاکہ نیند کا غلبہ اور جوش سرد پڑ جائے۔

پیشقدمی اور پہل کرنا کسی چیز کی خواہش اور اس کے اختیار کرنے میں پیشقدمی اور پہل نہ کرے اور حتی الوسع اس سے بچے اگر کوئی درویش اس سے کچھ طلب کرے تو اس کی خواہش اور طلب کو رد نہ کرے' تھوڑی ہی چیز دے کر اس کا سوال پورا کردے اور اس صورت میں بھی اس کو انتظار کی زحمت میں نہ ڈالے اور اس کے دل کو نہ دکھائے! اگر کوئی اس سے مشورہ طلب کرے تو پورے غور و خوض سے جواب دے' جواب دینے میں جلدی نہ کرے بلکہ مشورہ طلب کرنے والے کو اتنی مہلت دے کہ وہ اطمینان کے ساتھ اپنی بات پوری کرے' جہاں تک ممکن ہو رکو اور انکار میں جواب نہ دے اگر اس کا سوال درست نہ ہو تو پھر پورے موافقت نہ کرے بلکہ کچھ موافقت کرے اور پھر نرمی کے ساتھ وہ بات بتا دے جو اس کی رائے سے زیادہ صحیح اور درست ہو لیکن صحیح رائے ہونے میں سختی اور درشتی سے کام نہ لے۔

اہل و عیال کے ساتھ
طرز معاشرت

نفقہ کی ادائیگی ادب درویش ہے خوش خلاقی اور دستور کے مطابق حتی الوسع و بقدر امکان اہل و عیال کا نفقہ ادا کرنا ادب درویش ہے' اگر درویش کو آج اور صرف آج کی ضرورت کے لائق کوئی چیز میسر آئے تو وقتی ضرورت کو نظر انداز کر کے کل کے لئے جمع نہیں رکھنا چاہیئے البتہ اگر وقتی ضرورت سے کچھ بچ رہے تو کل کے لئے رکھ لے لیکن یہ بھی اپنے لئے نہیں بلکہ اہل و عیال کے لئے اگر وہ اس میں سے اپنی ذات پر بھی کچھ خرچ کرلے تو صرف اس شکل میں کہ وہ عیال کا خادم اور ان کا وکیل ہے جس طرح غلام اپنے آقا کے طفیل میں کھاتا ہے'

یہ یقین رکھنا چاہئے کہ اہل وعیال کی خدمت کرنا اور ان کی روزی کے لئے مشقت کرنا اور تکلیف برداشت کرنا حکم الٰہی کی تعمیل اور اس کی اطاعت ہے، اس سلسلہ میں اپنے نفس کی خواہش پوری کرنے سے گریز کرے، اہل وعیال کو اپنے اوپر ہمیشہ ترجیح دے اگر کچھ کھائے تو ان کی اشتہا اور بھوک کی موافقت میں کھائے اپنی اشتہا کی موافقت و... مناسبت پر ان کو آمادہ نہ کرے۔

اگر موسم گرما میں کوئی ایسی چیز اس کو مل جائے جس کی ضرورت موسم سرما میں ہوگی تو اس کو فروخت کر کے بشرط ضرورت اس کی قیمت اپنی ضرورت میں صرف کرلے اگر آج کی ضرورت پوری ہونے کے لائق اس کو کچھ مل جائے اور مزید کمائی سے کل کے مصارف کے لئے کچھ جمع ہوسکتا ہے تو مزید کمائی اور کسب میں مشغول نہ ہو بلکہ صرف آج کی ضرورت کے بقدر کفایت پر قناعت کرنا واجب ہے۔ کل کی روزی کی تدبیر کل پر چھوڑے اگر خود درویش کے اندر توکل اور بھوک پر صبر کرنے کی طاقت تو ہے لیکن بال بچوں میں یہ طاقت نہیں ہے تو ان کو اپنی حالت پر لانے کی کوشش کرے یعنی ان کو تکلیف اور مصیبت برداشت کرنے کا عادی بنائے۔

اگر بال بچوں میں اللہ کی اطاعت حسن سیرت اور عبادت الٰہی کا ذوق وشوق دیکھے تو ان کو مباح چیز کسب حلال سے کھلانا واجب ہے تاکہ اس سے اللہ کی اطاعت اور نیکی کے نتائج مرتب ہوں، ان کو حرام نہ کھلائے، حرام کھانے سے ان میں نافرمانی اور گناہ کی جرأت پیدا ہوگی، خود درویش کے لئے بھی ضروری ہے کہ اپنے عمل کی درستی، قول کی سچائی اور دل کی نفاست حاصل کرنے کی کوشش کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے اہل وعیال کے معاملات میں درستی پیدا کرے اور وہ صبر وشکر کا راستہ اختیار کریں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت بوجہ کمال کرسکیں خود اس کی موافقت سے روگردانی نہ کریں اور درویش کی ذاتی اصلاح احوال کی برکت اہل وعیال کو بھی حاصل ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو خدا سے اپنے معاملات درست کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندوں سے اس کے معاملات درست کرا دیتا ہے (بیوی بچے بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اس طرح بندہ کے معاملات اس سے بھی درست ہوجائیں گے)

مہمان کے کھانے میں بچوں کو بھی شریک کرے

اگر اللہ تعالیٰ فراخ دستی عطا فرمائے اور گھر مہمان آئیں اور ان کے لئے عمدہ عمدہ کھانے تیار کرائے تو بقدر امکان اہل وعیال کو بھی مہمان کے کھانے میں شریک کرے اور اس قدر کھانا تیار کرائے کہ جو سب کے لئے کافی ہوجائے۔ اگر نادار ہے اور اپنی تنگدستی اور فقر وفاقہ کے باعث سمجھتا ہے کہ مہمان کی مہمانداری میں بیوی بچے خود ایثار سے کام لیں گے تو تیار کیا ہوا کھانا مہمان کو کھلائے ہاں اگر مہمان سے کچھ بچ رہے تو گھر والے بھی کھالیں کچھ مضائقہ نہیں ہے اس طرح یہ امر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا موجب ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان کے رزق میں برکت عطا فرمائے گا۔ مہمان اپنا رزق اپنے ساتھ خود لاتا ہے اور اس کے طفیل میں گھر والوں (میزبان) کے گناہ کم ہوجاتے ہیں۔ حدیث شریف میں اسی طرح وارد ہے۔

خود دعوت میں شریک ہونا مناسب نہیں ہے

اگر درویش کی کہیں دعوت ہے لیکن بچوں کی ضروریات پوری کرنے

کے لئے اس کے پاس کچھ موجود نہیں تو بچّوں کو تباہ حال چھوڑ دینا اور خود دعوت میں پہنچ کر خوب کھانا پینا اور بچّوں کو فاقہ سے رکھنا انسانیت کے خلاف ہے اور دعوت میں شریک ہو کر گرانبار بننا کسی طرح بھی جائز نہیں اس لئے ایسی صورت میں دعوت میں ہرگز نہ جائے بلکہ بال بچّوں کے ساتھ فاقہ پر قناعت اور صبر کرے ہاں اگر دعوت دینے والا مخلص اور باخبر انسان ہے اور اس کو معلوم ہے کہ درویش کے بال بچّے گرفتار فلاکت اور مبتلائے فاقہ ہیں تو تنہا درویش کو نہیں بلانا چاہیئے بلکہ اس کے اہل و عیال کی ضرورت کے مطابق اس کے گھر کھانا بھیج دینا ضروری ہے اور اپنے اس ارادہ کی خبر درویش کو بھی دے دینا چاہیئے تاکہ اس کے دل سے بچوں کی فکر کا بار اتر جائے۔

علومِ شریعت کی تعلیم اہلِ وعیال کو دینا ضروری ہے

فقیر پر لازم ہے کہ اپنے بیوی بچّوں کو علوم ظاہری اور شریعت کی پابندی کی تعلیم دے تاکہ وہ کسی بات میں (خواہ معمولی ہو یا اہم) شریعت کی مخالفت نہ کریں ان کا ہر عمل شریعت کی تعلیم کے مطابق ہو، اپنی اولاد کو بازاری لوگوں کے سپرد نہ کرے کہ وہ ان کو تجارت کے اور حرفت کے گُر سکھائیں بلکہ ان کو دینی تعلیم اور احکام مذہب سکھائے اور طلبِ دنیا کے ترک پر آمادہ کرے ہاں اگر ناداری، بیکسی اور فضیحت و رسوائی کا اندیشہ ہو تو روزی کی طلب کے لئے مخلوق کی طرف رجوع کرے اور ایسے نازک وقت میں بال بچّوں کو کمائی میں لگا دے اور خود بھی اس میں لگ جائے لیکن احتیاط رکھے کہ حدود شریعت سے تجاوز نہ ہو۔ حدودِ شریعہ کے تحفظ کے ساتھ کسب میں مشغول ہو جانا افضل و انسب ہے۔

اولاد کو یہ تعلیم بھی دے کہ والدین کی نافرمانی سے اجتناب کریں، بیوی کو تعلیم دے کہ وہ اللہ کے حقوق ادا کرے شوہر کے حقوق ادا کرے، شوہر کی فرمانبرداری کرے اور اس کو اپنی ناداری اور بے سروسامانی پر صبر کی تعلیم دے (جیسا کہ آداب نکاح کے سلسلہ میں حقوق زوجہ کے بارے میں لکھا جا چکا ہے)۔

آدابِ سفر

مؤمن کے سفر کی غرض و غایت

مؤمن کے سفر کی غرض و غایت یہ ہونا چاہیئے کہ وہ بُرے خصائل کو چھوڑ کر صفات پسندیدہ کے حصول کی جانب مائل ہے (صفات پسندیدہ کو کسب کرنا چاہتا ہے) اس لئے درویش کو لازم ہے کہ پرہیزگاری اور تقویٰ کی صحت کے ساتھ ساتھ رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی نفسانی خواہشات کو ترک کر دے۔ درویش اس مقصد سے اگر اپنے شہر سے سفر کرنا چاہتا ہو تو سب سے پہلے ان لوگوں کی رضا جوئی کرے جن سے اس کے تعلقات بگڑے ہوئے تھے، اپنے ماں باپ سے اور اگر وہ نہ ہوں تو ان لوگوں سے جو ان کے قائم مقام ہو سکتے ہیں جیسے چچا، ماموں دادا، دادی وغیرہ سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے جب ان کی رضا حاصل ہو جائے تو سفر کے لئے روانہ ہو اگر درویش صاحب عیال ہے اور اُن کے چھوڑ جانے میں ان کو ضرر پہنچنے یا ان کے تباہ و برباد ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ان کا بندوبست کئے بغیر سفر کرنا جائز نہیں یا ان سب لواحقین کو بھی اپنے ساتھ لیجائے، حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی

ہے کہ "آدمی جس کا رزق فراہم کرتا ہے اس کو ضائع کر دینا بڑا گناہ ہے"، پس درویش چونکہ اہل و عیال کے نفقہ کا کفیل و ضامن ہے اس لئے ان کو ضائع ہونے سے بچائے۔

سفر کی ایک شرط درویش کے سفر کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ سفر میں اس کو ہر ہر قدم پر حضوری قلب حاصل ہو گزشتہ کا دل ماضی و مستقبل کے علائق و افکار سے بے نیاز ہو، ہر چیز سے اس کا دل خالی ہو جہاں ہو حضور قلب اس کو حاصل ہو۔ جناب ابراہیم بن ادہمؒ نے فرمایا ہے کہ میں ابراہیم بن شیبہؒ کے ساتھ ایک مرتبہ سفر میں گیا، ابن شیبہؒ نے مجھ سے کہا جو کچھ تمہارے پاس ہے سب پھینک دو، میں نے امتثال امر کے طور پر ہر ایک چیز پھینک دی مگر ایک دینار اپنے پاس رہنے دیا، ابن شیبہؒ نے فرمایا تم میرے باطن کو دوسرے مشغلہ میں کیوں لگائے ہوئے ہو، جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ پھینک دو میں نے وہ دینار بھی پھینک دیا، ابن شیبہؒ نے پھر فرمایا ہر وہ چیز پھینک دو جس سے تمہاری طبع کو وابستگی ہے یہ سنکر مجھے جوتے کے وہ تسمے یاد آئے جو میرے پاس رکھے ہوئے تھے میں نے وہ تسمے بھی پھینک دیئے، خدا کی قسم مجھے جہاں بھی اس سفر میں جوتے کے تسمہ کی ضرورت پیش آئی مجھے وہ سامنے پڑا مل گیا! ابن شیبہؒ نے فرمایا "جو شخص اللہ کے ساتھ صدق کا معاملہ رکھتا ہے اس کا حال ایسا ہی ہو جاتا ہے (اس کی ہر ضرورت آپ پوری ہو جاتی ہے)۔

اوراد و وظائف سفر! درویش حضر کی حالت میں جو اوراد و وظائف پڑھتا تھا سفر کی حالت میں بھی ان کو پڑھے ان میں کمی نہ کرے اس لئے کہ سفر سے تو حالت میں افزونی ہوتی ہے نہ کہ کمی، پس سفر کی وجہ سے اعمال و احوال میں کسی قسم کا اختلال نہ پیدا ہونے دے، رخصت کا حکم اور اس کا جواز تو صرف عوام اور کمزور لوگوں کے لئے ہے خواص اور طاقتور لوگوں کے لئے نہیں ہے ان کے لئے تو ہمیشہ ہر حال میں عزیمت ضروری اور لازمی ہے، توفیق الٰہی ان شامل حال ہوتی ہے اور رحمت الٰہی کا ان پر نزول ہوتا ہے، اللہ کے نگہبان ان کے ساتھ نگہبانی کے لئے ہوتے ہیں، محبوب حقیقی ان کا ہم نشین ہوتا ہے اور اس کی محبت کے طفیل ہر چیز سے بے نیازی حاصل ہو جاتی ہے، غیب سے ایسی امداد پیہم اور مسلسل نازل ہوتی ہے، محبوب خواص کی اعانت میں ہر وقت سرگرم رہتا ہے غیبی لشکر اس کی اعانت کے لئے حلقہ بگوش مامور ہوتے ہیں اس لئے سفر ان کے لئے مزید تقویت کا باعث ہوتا ہے اس لئے سفر سے زیادہ ان کے لئے اور کوئی چیز بہتر نہیں۔

سفر میں درویش سے وہ تمام خواہشات اور تمنائیں گریزاں ہو جاتی ہیں جو حضر میں اس کا مقصود بنے رہتے ہیں اور مخلوق سے دوری ہو جاتی ہے جو بتوں کی حیثیت رکھتے ہیں، یہ معبود اس کے لئے گمراہی میں صلیب سے زیادہ اور شیطان سے بڑھکر اغوا اور گمراہ کرنے والی چیز ہیں ہیں۔

آغاز سفر ہی سے دل کی نگرانی کرنا فقیر کے لئے مناسب ہے کہ آغاز سفر ہی سے دل کی نگرانی کرے غفلت کی حالت میں سفر کا آغاز نہ کرے، یہی کوشش کرتا رہے کہ سفر میں خدا دل سے کسی حال میں فراموش نہ ہو، یہ سفر کسی دنیاوی غرض پر مبنی نہیں ہونا چاہیئے اس کا مقصود حج، مقدس مقامات کی زیارت

یا شیخ کی ملاقات ہو۔

ایک جگہ پر قیام اثنائے سفر میں درویش کو اگر کسی جگہ پر صفائے قلب اور کمال زندگی میسر آجائے تو وہاں مقیم ہو جائے اس جگہ کو نہ چھوڑے صرف اس صورت میں اس جگہ کو چھوڑے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعی حکم مل جائے یا بزور تقدیر ایسا کرنا پڑے اس صورت میں جہاں جانے کا حکم ہوا ہے وہاں چلا جائے لیکن یہ حکم اس درویش کے لئے ہے جو ان لوگوں میں شامل ہو جو راضی برضائے الٰہی اور تقدیر کے اشاروں پر چلتے ہیں اور اپنی خواہشات اور ارادوں سے آزاد مرادیت اور محبوبیت کے درجہ پر فائز ہوں۔

مقبولیت وجہ حجاب ہے اگر کسی مقام پر فقیر کو عزت اور قبول عوام حاصل ہو جائے تو اس کو اپنے لئے موجب پریشانی سمجھے اور اس مقام کو فوراً چھوڑ دے تاکہ یہ مقبولیت اس کے لئے حجاب اور خدا سے دوری کا موجب نہ بن جائے لیکن فقیر کے لئے یہ حکم اس وقت ہے جب کہ اس کی خواہشات نفسانی باقی ہوں اگر نفسانی خواہشات فنا ہو چکی ہیں تو اس وقت درویش کی نظر میں نہ مخلوق کی کوئی ہستی باقی ہوتی ہے اور نہ ان کی قبولیت اس کے لئے وجہ آزمائش بنتی ہے یہ نشان اس کے دل سے محو ہو چکا ہوتا ہے درویش اور مخلوق کے درمیان حجابات حائل ہو جاتے ہیں اور ان کے نگراں دل اس امر کی نگرانی کرتے ہیں کہ مخلوق ان کے اندر داخل نہ ہونے پائے ورنہ شرک پیدا ہو جائے گا اور توحید کی منزل متزلزل ہو جائے گی۔

سفر میں رفیقوں کے ساتھ رہنے کا طریقہ سفر میں رفیقان سفر کے ساتھ رہنے سہنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہم سفروں سے خوش اخلاقی سے پیش آئے تمام باتوں میں ان کے ساتھ صلح و آشتی کو قائم رکھے ان سے مخالفت یا جھگڑا نہ کرے ان کی خدمت میں مشغول رہے لیکن خود ان سے کسی قسم کی خدمت نہ لے۔

سفر میں ہمیشہ پاک رہے اگر پانی میسر نہ آسکے تو تیمم کرلے جس طرح حضر میں پاک رہنا مستحب ہے سفر میں بھی مستحب ہے وضو مومن کا ہتھیار ہے حدیث شریف میں آیا ہے "مومن کے لئے وضو تمام شیاطین اور موذیوں سے بچنے کے لئے ایک امان ہے"

سفر میں امردوں کے ساتھ نہ رہے درویش کے لئے ضروری ہے کہ خصوصیت کے ساتھ امردوں کے ساتھ سفر نہ کرے امردوں کی صحبت اور ان کا قرب شیطانوں کی دوستی سے بھی زیادہ خطرناک ہے ان کا قرب ہوس پرستی، عقدہ انگیزی، نفسانی عیوب اور ہمت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ان کی صحت اور قرب میں سخت خطرہ ہے ہاں اگر درویش شیخ وقت ہو یا عارف باللہ، ابدال، معصوم اللہ والا، نبی کی تعلیم دینے والا، مخلوق کا ادب آموز، عذاب الٰہی سے ڈرانے والا، مخلوق کو عیبوں سے پاک بنانے والا، اللہ اور مخلوق کے درمیان واسطہ، حق و ناحق کو پرکھنے والا تو ایسی صورت میں ان کے قرب کی پرواہ نہ کرے، اس کی نظر میں نوجوان اور بوڑھے سب برابر ہیں۔

خدمتِ شیخ اگر کسی شہر میں پہنچنے پر معلوم ہو کہ وہاں کوئی شیخ موجود ہے تو سب سے پہلے اس کی خدمت میں پہنچے اس کو سلام کرے اس کی خدمت میں مصروف ہو جائے۔ عزور، تبختر، پندار اور خود پسندی کی نگاہ سے اس کو نہ دیکھے تاکہ اس کی خدمت سے جو فوائد حاصل ہوتے ان سے محروم نہ رہے اگر اس شہر کا شیخ اس کو کچھ عطا کرے تو اپنے دوسرے رفقائے سفر کو بھی اس میں شریک کرے صرف اپنی ذات کے لئے اس کو مخصوص نہ کرے اگر رفقائے سفر میں سے کسی کو کوئی عذر سفر پیش آئے تو اس کو چھوڑ کر نہ چلدے بلکہ خود بھی ٹھہر جائے تاکہ وہ رفیق سفر اس کے ہاتھ سے نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کو نیکیوں کی توفیق دینے والا ہے۔

سماع کے آداب

سماع کے آداب سماع کی محفل میں شریک ہو تو سماع میں تصنع اور بناوٹ کا اظہار نہ کرے اور اپنے اختیار سے سماع کا استقبال نہ کریں اور نہ وجد و سماع کی محفل میں شریک ہونے کی کوشش نہ کریں اگر اتفاق سے سماع کا موقع مل جائے تو سننے والے پر لازم ہے کہ مہذب ہو کر بیٹھے، دل کو اللہ کی یاد میں مصروف رکھے اور کوشش کرے کہ غفلت و نسیان کے وسوسوں سے دل کی بیداری نہ جاتی رہے، جب کانوں میں کوئی آواز آئے تو قاری کے بارے میں ایسا خیال کرے کہ وہ اللہ کی طرف سے ان واردات قلبی کا اظہار کر رہا ہے یعنی ان مضامین کو اوا کر رہا ہے جو جنت کی طلب، دوزخ کا ڈر، محبت اور شیفتگی، اللہ کی ناخوشی کا ڈر اور محبت کا ذوق بڑھانے والے ہیں ایسے وقت میں واردات دل کی طرف بڑھے اور اشارۂ غیبی کا فوراً استقبال کرے، اگر سماع ایسا ہو کہ قاری کی زبان اس کی اپنی زبان بن جائے اور قاری کی زبان سے یہ خود اللہ تعالیٰ سے خطاب کر رہا ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سماع کا کوئی وجدان، اور قلبی اقتضا عبدیت اور آداب شریعت کے خلاف نہ ہو۔

محفلِ سماع میں شیخ کی موجودگی اگر سماع کی محفل میں شیخ کی موجودگی ہو تو حتی الوسع درویش کو پرسکون رہنا چاہئے اور شیخ طریقت کے وقار کو ملحوظ رکھنا چاہیے اگر کیف سے مغلوب ہو جائے تو بقدر غلبۂ کیف و وجد (حرکت) کرنا درست ہے اور جب غلبہ ختم ہو جائے تو فوراً پرسکون ہو جائے اور وقار شیخ کا لحاظ رکھے۔

قاری یا قوال سے درویش کا یہ تقاضا کرنا کہ قرأت کو چھوڑ کر شعر خوانی شروع کرے درست نہیں جب کہ ہمارے زمانے میں رواج ہو گیا ہے، اگر اہل سماع اپنے ارادے، تخیل کی یکسوئی اور روحانی تصرف میں سچے اور صادق ہیں تو کلام الٰہی کے سننے سے ان کے دلوں میں اور ان کے اعضا میں تاثر پیدا ہو جانا چاہئے نہ کہ دوسروں کا کلام سننے سے ان کو حیرت آجائے، قرآن پاک تو ان کے محبوب کا کلام ہے اسی کا بیان ہے، اس میں محبوب حقیقی کا ذکر، اولیٰ سابقین کا ذکر ہے۔ عاشق و معشوق، مرید و مراد کا ذکر ہے، جھوٹی محبت کے دعویداروں پر عتاب اور ان کی مذمت موجود ہے۔ پس جب ان کی صداقت اور ارادت میں خلل واقع ہے اور ان کا دعویٰ بلا ثبوت ہے تو ثابت ہو گیا کہ یہ نہ

ان کا باطنی جذبہ ہے اور نہ اندرونی صدق ہے، نہ اس کا نام معرفت ہے نہ کشف، نہ ان کا مقصود علوم عجوبہ کا حصول ہے۔ نہ اندرونی اسرار پر اطلاع نہ قربِ الٰہی کے مقام تک رسائی ہے اور نہ اس طرح محبوب تک پہنچ ہو سکتی ہے اور نہ حقیقی سماع کا اُن کے قلوب پر ورود ہو سکتا ہے، ان کا (حالت وجد میں) کھڑا ہو جانا محض رسماً اور عادتاً ہے۔ حقیقی سماع تو ایک الہام ہے اور اس حال میں اللہ تعالیٰ اپنے جاننے والوں خاص ولیاً اور ابدال سے اپنا مخصوص طریقہ سے کلام کرتا ہے لیکن یہ مدعی اس سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں۔ یہ تو ان اشعار کو سنکر کھڑے ہو جاتے ہیں جو مادی قوتوں کو ہیجان میں لانے والے اور عاشقوں کی قوت شہوانی کی آگ کو بھڑکانے والے ہوتے ہیں۔ یہ اشعار قلبی اور روحانی جذبات کو نہیں بھڑکاتے۔ پس تمام شعراً کو چاہیئے خواہ فقیر حق ہوں یا فقیر خلق، فقیر حقیقت ہوں یا فقیر صورت، فقیر دنیا ہوں یا فقیر آخرت، کہ قاری اور قوال سے کسی شعر کی تکرار کی خواہش نہ کریں بلکہ اس آرزو کو خدا کے سپرد کریں اگر اس کی مشیت ہوئی اور سننے والا فقیر سچا ہوگا اور تکرار میں اس کی فوز و فلاح اور روحانی مرض کا علاج ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے بجائے کسی دوسرے شخص کو اس بات پر مقرر فرما دے گا اور اس کی طرف سے تکرار کی خواہش پیدا ہوگی یا خود قوال کے دل میں تکرار کی خواہش پیدا ہو جائے گی اور وہ ان اشعار کی تکرار کرے گا۔

وجد میں مدد لینا وجد کی حالت میں کسی دوسرے سے مدد چاہنا فقیر کو زیبا نہیں ہاں اگر دوسرے درویش اس سے مدد لینا چاہیں تو ان کی مدد میں مضائقہ نہیں، دوسرے سے مدد لینا وجد کی کمزوری کی دلیل ہے۔

اگر درویش کوئی آیت یا شعر سن کر وجد میں آئے تو کسی شخص کو اس کی مزاحمت نہیں کرنا چاہیئے (جیسا کہ عام طور پر پکڑ لیا جاتا ہے یا لوگ اِدھر اُدھر سے تھام لیتے ہیں) بلکہ اس کی اس حالت کو اسی کے سپرد کر دینا چاہیئے اگر احیاناً کوئی تھام لے تو وجد والے کو چاہیئے کہ تھامنے والے کے روکنے سے رک جائے اگر درویش کسی آیت یا شعر کی وجہ سے وجد یا کیف میں آجائے تو اس کو آزاد چھوڑ دینا ہی بہتر ہے اگر کسی شخص کو اس میں بناوٹ اور تصنع نظر آئے تو برداشت کرے اس کی پردہ پوشی ضروری ہے، اگر یہ ضروری ہو کہ اس کو تنبیہ کی جائے تو اس کو نرمی اور محبت کے ساتھ سمجھا دیا جائے یا صرف اس بات کو دل میں رکھ لے زبان سے کچھ نہ کہے، حال حقیقی ہے یا تصنع ہے اس کی شناخت کے لئے قوتِ حال صفائے باطن، تجرِ علمی، اسرار و رموز سے آگہی ہونا ضروری ہے۔

درویش کا عطائے خرقہ اگر درویش وجد میں آکر اپنا خرقہ اتار دے تو دو سروں کو اس کے عطا کرنے کی چند صورتیں ہیں اگر صاحب خرقہ اپنا خرقہ قوال کو دینا چاہتا ہے تو قوال کو دیدینا چاہیئے وہ قوال کا حق اور حصّہ ہے اگر مجمع کے وسط میں اس کو پھینکنے لگا ہے تو اس کا اختیار صاحب خرقہ ہی کو ہے اس سے دریافت کرنا چاہیئے کہ پھینکتے وقت کس کو عطا کرنے کا ارادہ تھا اگر جواب میں بتایا جائے کہ درویشوں کو دینے کا ارادہ تھا تو پھر اس کی طرف سے درویشوں کے لئے عطیہ ہوگا اور درویشوں کے لئے وہ فتوح اور نذرانہ میں شامل ہوگا جیسا وہ چاہیں کریں اور اگر درویش یہ جواب دے کہ چونکہ میرے شیخ نے خرقہ اتار کر پھینکا تھا اس کی تقلید اور پیروی میں میں نے بھی ایسا ہی

کیا تو ایسا درویش بڑا ضعیف الحال ہے اور وجد اس کے لئے اپنا نہیں ہے، خرقہ اتارنے میں شیخ کی موافقت تو اس شخص کے لئے زیبا ہے جو وجد اور حال میں بھی شیخ کی تقلید و موافقت کر رہا ہو۔

آجکل درویشوں میں یہ طریقہ رائج ہو گیا ہے اور ایک رسم سی بن گئی ہے کہ دوسرے کی دیکھا دیکھی اپنا خرقہ اتار پھینکتے ہیں یہ بڑی نادانی کی بات ہے اس کی کچھ اصل نہیں ہے، اور بایں ہمہ جس درویش نے اپنے صفۂ وجد کے باوصف خرقہ اتار کر پھینک دیا تو بوقتضائے رسم خرقہ کا اختیار اس شیخ کو حاصل ہے جس کی تقلید میں یہ خرقہ پھینکنے والا درویش یہ کہے کہ میں نے یہ فعل حاضرین کی اتباع میں کیا تھا تو ایسا درویش اس پہلے درویش سے بھی زیادہ ضعیف الحال ہے کیونکہ جب حال اور وجد میں موافقت قوم کے ساتھ کی گئی تھی تو فعل عطا میں بھی موافقت کرنا ضروری تھا اور اب اتفاق بہت کم ہوتا ہے کہ تمام قوم مشرب اور حال میں ایک جیسی ہو جائے بہرنوع درویش کے اس فعل کو قوم کی طرف رجوع کیا جائے گا جو قوم کے دوسرے خرقوں کا حکم ہوگا وہی حکم اس درویش کے خرقہ پر لگایا جائے گا۔

اگر درویش کہے کہ خرقہ پھینکتے وقت میرا کوئی ارادہ اور قصد ہی نہ تھا کہ میں کسی کو یہ عطا کروں گا تو اس سے مطالبہ کیا جائے گا کہ اب تو اپنے اختیار سے کام لے اور کسی کو عطا کر دے (حاضرین میں سے کسی کو اس کا اختیار نہیں ہوگا) شیخ کو بھی یہ اختیار نہیں ہوگا اگر درویش کہے کہ یقینی طور پر میرا کچھ ارادہ نہیں تھا بلکہ میں نے یہ کام اشارہ غیبی کی بنیاد پر کیا ہے تو درویش کا یہ قول جاذب ہے اور اس کی طریقت میں اصل ہے گویا اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا کہ اپنا خرقہ اتار کر نور قربت اور لطف راحت کا جو خلعت اس کو مرحمت ہوا ہے اس کو پہن لے اس صورت میں عطائے خرقہ کا اختیار شیخ کو ہے، مرید کو نہیں، اگر شیخ وہاں موجود نہ ہو تو درویشوں کو اختیار ہے کہ وہ اس خرقہ کو قوال کو عطا کر دیں۔ کچھ دنیا دار حاضرین مجلس اس خرقہ کو خرید لیتے ہیں دران کی اس خریداری کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خرید کر مالک خرقہ کو واپس کر دیں (اس سے درویش کی خوشنودی حاصل ہو جائے گی) لیکن طریقت میں یہ فعل اچھا اور پسندیدہ نہیں ہے البتہ اگر خریدنے والے میں حسن ارادی اور درویش سے کمال عقیدت ہو تو دوسری بات ہے، فقیر کے لئے ایسا فعل بُرا ہے اسلئے کہ اس نے خرقہ پھینک کر اپنے وجد کی سچائی اور حال کی صداقت ظاہر کی ہے اب اگر اس کو واپس لینا ہے تو خود ہی فعل حسن کی تکذیب کر رہا ہے البتہ اگر یہ بات شیخ کے اشارے سے ہو جو شیخ کے حکم کی تعمیل میں اس کو لیلے اور بعد کو اتار کر کسی اور کو بخشدے۔

اگر مجلس کی شرط میں کوئی چیز کسی نے ڈالی ہے تو اس میں سب کا برابر کا حق ہے اگر شیخ موجود ہو تو مناسب ہے کہ چند لوگوں یا کسی ایک کو عطا فرمائے شیخ کی اس لئے کو بے چون و چرا مان لینا چاہیئے اگر شیخ کی موجودگی میں دوسرے درویش اپنا اپنا خرقہ واپس بھی لے لیں تب بھی اس درویش کو وہ خرقہ واپس نہیں لینا چاہیئے، اگر شیخ موجود نہ ہو اور اکیلا ہو تو اس کو دوسرے درویشوں کی مطابقت میں مضائقہ نہیں ہے تاکہ دوسروں کو اسکے انفرادی عمل سے خجالت نہ ہو اور ان میں نارضائی پیدا نہ ہو۔ اگر خرقہ واپس لینے کے بعد شیخ کی عدم موجودگی میں، پھر کسی کو دیدیا تو زیادہ بہتر ہے اگر کسی ایسے شخص کے لئے مخصوص کرے جو اس وقت محفل میں موجود نہیں تب بھی جائز ہے تقاضائے وقت اور گنجائش حال کے یہ چند امور بطور خلاصہ ہم نے لکھدیئے ہیں اور آداب فقر آخر میں لکھیں گے اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں مسافر خانوں، مسجدوں میں داخل ہونے سے تعلق رکھنے والے جوتا پہننے وغیرہ کے آداب جو درویشوں نے ایجاد کئے ہیں اور ان کو رسم بنا لیا ہے ان کی تعلیم درویشوں کی صحبت سے حاصل ہو سکتی ہے اس قسم کے اکثر مباحث چونکہ ہم بحث "الادب فی شرع" میں لکھ چکے ہیں اس لئے یہاں ان کا اعادہ نہیں کرتے، اب ہم ایک دو باب ان چیزوں کے بیان میں شروع کرتے ہیں جو طریقت کی بنیاد ہیں

اور یہ سات چیزیں ہیں یعنی مجاہدہ، توکل، حسن اخلاق، شکر، صبر، رضا اور صدق۔

باب ۲۶
ارکان طریقت
مجاہدہ

مجاہدہ کی اصل مجاہدہ کی اصل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جو لوگ ہماری راہ میں سعی و کوشش کرتے ہیں ہم اپنے راستے ان کو خود بتا دیتے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے ابو نضرہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے دریافت کیا کہ افضل جہاد کون سی چیز ہے، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا افضل جہاد ہے۔" یہ حدیث بیان فرماتے وقت حضرت ابو سعیدؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

حضرت ابو علی دقاق نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنے ظاہر کو مجاہدہ کے ذریعہ آراستہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو مشاہدہ کے ذریعہ آراستہ فرما دیگا جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا جو سالک ابتدا میں صاحب مجاہدہ نہیں ہوتا اس کو طریقت کی ہوا بھی نہیں لگتی۔

ابو عثمان مغربی نے فرمایا کہ اگر مجاہدہ کے بغیر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ طریقت میں اس پر کوئی بات کھول دی جائے گی یا اس کو کسی بات کا کشف ہو جائے گا وہ غلطی پر ہے اس کے لئے ایسا ہونا ممکن ہے۔ ابو علی دقاقؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص شروع میں مجاہدہ نہ کرے اس کے لئے آخر میں آرام نہیں ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حرکت میں برکت ہے ظاہری اعمال باطن کی برکتوں کو لانے والے ہیں۔ حسن بن علیؓ نے ابو یزیدؒ کے بارے میں بتایا کہ ان کا ارشاد ہے میں اپنے نفس کے بارے میں بارہ برس تک سویا رہا اور پانچ سال تک اپنے دل کا آئینہ بنا رہا اور ایک سال تک آئینہ کے اندر کی چیزوں کا مشاہدہ کرتا رہا پھر میں نے دیکھا کہ میرے اندر ظاہری آثار موجود ہیں اس کو دور کرنے کے لئے میں نے مزید بارہ سال تک مجاہدہ کیا پھر نظر کی تو وہ زنار موجود تھا میں نے اس کو توڑنے کے لئے مزید سال تک عمل کیا کہ کسی طرح یہ ختم ہو جائے اس وقت مجھے کشف ہوا اسکے بعد میں نے مخلوق کی طرف دیکھا لوگ کو مردہ پایا اس وقت میں نے جنازہ کی چار تکبیریں ان پر پڑھ دیں۔

حضرت جنیدؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں حضرت سری سقطی کو خود یہ فرماتے سنا کہ اے نوجوانو! اس سے قبل کہ تم میری حالت کو پہنچو اپنی کوشش کرو، ورنہ آخر عمر میں تم کمزور ہو جاؤ گے اور اس طرح قاصر رہو گے جیسے میں قاصر رہا: حضرت سری سقطی نے جس زمانے میں یہ بات فرمائی وہ عبادت کے اس درجہ پر تھے کہ جوان وہاں تک نہیں پہنچ سکتے حضرت حسن بصریؒ

رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ مجاہدہ کی بنیاد تین چیزوں پر رکھی گئی ہے یعنی فاقہ کے بغیر نہ کھائے، نیند سے مغلوب ہو جانے کے بغیر نہ سوئے، بے ضرورت نہ بولے!

حضرت ابراہیم بن ادہم کا ارشاد ہے کہ جب تک آدمی ان چھ دشوار منزلوں (گھاٹیوں) کو طے نہیں کر لیتا صالحین کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا؛ پہلی گھاٹی یہ ہے کہ اپنے اوپر عیش ونعم کا دروازہ بند کرلے، اور سختی کا دروازہ کھول لے۔ دوسری گھاٹی یہ ہے کہ اپنے لئے عزت کا دروازہ بند کرے اور ذلت کا دروازہ کھول لے۔ سوم نیند کا دروازہ بند کرے اور بیداری کا دروازہ کھول لے، چہارم آرام کا دروازہ بند کرے اور تکلیف کا دروازہ کھول لے۔ پنجم دولت کا دروازہ بند کرے فقر کا دروازہ کھولے، ششم امید کا دروازہ بند کرے اور موت کی تیاری کا دروازہ کھول لے!

حضرت ابن عمر بن نجید فرماتے ہیں کہ جس شخص کو نفس عزیز ہوتا ہے اس کی نظر میں اس کا دین خوار ہوتا ہے، ابوعلی رودباری نے فرمایا کہ اگر صوفی پانچ دن بھی کے بعد یہ کہنے لگے کہ میں بھوکا ہوں تو اس کو بازار کا راستہ بتاؤ اور اس کو کھانے کا حکم دو راہ مجاہدہ کے قابل نہیں ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اس سے بڑھکر اور کوئی عزت نہیں دی کہ وہ اپنی ذلت نفس کو پہچانے اور اس سے بڑھ کر اس کو کوئی ذلت نہیں دی کہ وہ اپنی ذات نفس پر پردہ ڈال دے، حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ مجھے جس چیز نے دریا میں نے اس پر قبضہ کرلیا، محمد بن فضلؒ نے فرمایا، نفس کی خواہشوں سے چھٹکارے کا نام راحت ہے۔

آفت آنے کے اسباب

حضرت منصور بن عبداللہ کا ارشاد ہے کہ میں نے ابوعلیؒ رودباری کو فرماتے سنا کہ آفت تین وجوہ سے آتی ہے، طبیعت کی خرابی سے، عادت کے جڑ پکڑنے سے اور صحبت کی خرابی سے، میں نے دریافت کیا کہ طبیعت کی خرابی کیا ہے؟ فرمایا حرام کھانا، میں نے عرض کیا کہ عادت کے جڑ پکڑ لینے سے کیا مراد ہے فرمایا بری نظر، حرام سے فائدہ اٹھانا اور دوسروں کو پیٹھ پیچھے برا کہنا، پھر میں نے عرض کیا کہ صحبت کی خرابی کیا ہے؟ فرمایا جب نفس میں کوئی خواہش پیدا ہو تو اس کی پیروی کرنا۔ حضرت النصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ تیرا نفس بڑا قیمتی ہے جب تو اس سے نکل آئے گا تو راحت ابدی تجھ کو میسر آجائے گی۔ حضرت ابوالحسن ورّاقؒ کا ارشاد ہے کہ ہمارے ابتدائی مجاہدہ کے زمانے میں جب ہم مسجد ابوعثمان میں مقیم تھے تو ہمارے فرائض یہ تھے کہ ہم کو جو کچھ فتوح حاصل ہو ہم دوسروں کو دیدیں اور رات کو کوئی سکہ ہمارے پاس باقی نہ بچے جو شخص ہمارے ساتھ برائی سے پیش آئے ہم محض اپنے نفس کی خاطر بدلہ نہ لیں بلکہ اس سے معافی مانگ لیں اور اس کے مقابلے میں عاجزی اختیار کریں اور جب کبھی ہمارے دلوں میں کسی کے بارے میں حقارت احساس پیدا ہو تو ہم اس کی خدمت کے لئے مستعد ہو جائیں۔

خواص وعوام کا مجاہدہ

عام لوگوں کا مجاہدہ یہ ہے کہ اعمال کو پوری طرح انجام دیں اور خواص کا مجاہدہ یہ ہے کہ اپنے احوال کا تصفیہ کریں، بھوک اور پیاس کا برداشت کرنا اور شب بیداری آسان ہے لیکن برے اخلاق کا علاج دشوار اور مشکل ہوتا ہے۔

آفاتِ نفس

آفاتِ نفس کیا ہیں دوسرے لوگوں کی زبان سے اپنی تعریف سننا اور مدح سرائی سے نفس کا لذت اندوز ہونا نفس کے لیے آفت ہے، نفس کبھی کبھی عبادات کا بار اٹھاتا ہے اور پھر اس پر ریا اور نفاق غالب آجاتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ جب لوگوں کی جانب سے اس کی تعریف کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے اور برعکس لوگ اس کی مذمت کرنے لگتے ہیں تو نفس عبادات میں سستی اور کاہلی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، نفس کی خرابیوں کے سرشمہ دعویٰ اور اس کی دروغ گوئی کا پردہ اس وقت اٹھ جاتا ہے جب دعویٰ (مجاہدہ) کو ریاضت کے معیار پر پرکھا جاتا ہے اور جب تک اس کے تقویٰ کا امتحان نہ لیا جائے وہ متقی لوگوں جیسی باتیں کرتا ہے لیکن جب تم اس کے تقویٰ کے خواستگار یا ضرورت مند ہو گے تو اس وقت وہ تم کو مشرک ریاکار اور خود پسند ثابت ہو گا اور جب تم اس سے عنایت کے طالب ہو گے تو اس کا دعویٰ غلط ثابت ہو گا اور جب اس کی آزمائش سے پہلے اہل یقین کے ہونے کا مدعی ہو گا اور اپنا متواضع ہونا ظاہر کرے گا بشرطیکہ غضب کے وقت اس کے خلاف خواہش کی کوئی چیز پیدا نہ ہو۔

اخلاقِ حمیدہ کی حقیقت یہی حال اسکے دعویٰ سخاوت، کرم، ایثار، بخشش، بے نیازی اور جوانمردی جیسے اخلاق حمیدہ کا ہے یہ اخلاق اولیاء اللہ اور ابدال کے ہیں ان کا دعویٰ کرنے والا محض اپنی باطل آرزو، سفاہت اور حماقت کے تحت دعویٰ کرتا ہے لیکن جب تم ان سے ان فضائل اخلاق کا مطالبہ کرو گے اور اس کو امتحان کی کسوٹی پر کسو گے تو ان کے اس دعوے کی حقیقت سراب سے زیادہ نہ ہو گی، جس کو دور سے پیاسا شخص پانی سمجھتا ہے لیکن پاس جانے پر اس کو کچھ نہیں ملتا، اگر ان کے پاس کچھ بھی صدق و اخلاص ہوتا تو وہ اس مخلوق کے سامنے اس تضرع اور بناوٹ سے کام نہ لیتے جو ان کے نفع کی مالک ہے اور نہ نقصان کی (نہ ان کو نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان)۔

نفس کی حقیقت حضرت ابو حفص فرماتے ہیں کہ نفس سراسر ظلمت ہے اس کا چراغ یعنی روشنی کرنے والا اس کا اخلاص ہے، اس کے چراغ اخلاص کا نور توفیق الٰہی ہے، پس جس کے باطن کو توفیق الٰہی حاصل نہ ہو تو وہ سراسر تاریکی رہے گا۔ ابو عثمان کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو اپنے نفس کی کوئی بات بھی اچھی لگتی ہے تو وہ شخص اپنے نفس کا عیب نہیں دیکھ سکتا، نفس کا عیب تو اسی شخص کو نظر آتا ہے جو ہر حالت میں اپنے نفس کو مشتبہ سمجھتا ہے۔

اعمالِ نفس کو پسند کرنا حضرت ابو حفص کا ارشاد ہے کہ لوگوں میں سب سے جلد وہ شخص ہلاک ہونے والا ہے جو اپنے عیب کو نہیں پہچانتا، معاصی تو کفر کے قاصد ہوتے ہیں۔ حضرت ابو سفیان نے فرمایا کہ میں نے اپنے نفس کے کسی عمل کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا کہ جس سے مجھے ثواب کی امید ہوتی (یعنی میں نے اپنے نفس کے کسی عمل سے ثواب کی امید نہیں کی) حضرت سری سقطی کا ارشاد ہے امراء کے ڈیوڑھی، بازاری قاریوں اور درباری عالموں کے قرب سے بچتے رہو، حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا: مخلوق میں چھ چیزوں کی وجہ سے فساد ہوا ہے (۱) عمل آخرت کے سلسلہ میں ان کی نیت کی خفت (۲) ان کے جسم کا خواہشات کے لئے وقف ہو جانا، (۳) موت سے قرب ہونے کے باوجود لمبی

لمبی امیدیں باندھنا، (۴) مخلوق کی رضامندی کو خالق کی رضامندی سے مقدم سمجھنا، (۵) سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر انداز کر کے دلی خواہشات پر عمل کرنا، (۶) بزرگانِ سلف کی معمولی خطاؤں و لغزشوں کو اپنی ہوس پرستی کے لئے حیلہ بنا لینا اور ان اکابر کے اعمالِ حسنہ کو نظر انداز کر دینا۔

مجاہدہ کی اصل مجاہدہ کی اصل یہ ہے کہ خواہشاتِ نفس کی خلاف ورزی کی جائے اس لئے چاہیئے کہ اپنے نفس کو خواہشوں اور لذتوں سے دور رکھے، نفس عموماً جس چیز کا خواہاں رہتا ہے اس کے خلاف کرنے کی کوشش کرے، اگر نفس خواہشات کے درپے ہو تو خوفِ الٰہی اور تقویٰ سے اس کی باز داشت کرے اگر وہ کبھی مائلِ سرکشی ہو اور اطاعت و تسلیم میں اس سے توقف سرزد ہو تو خوفِ عذاب کا تازیانہ مواخذہ اور اجتنابِ احتراز پر کاربند ہو کر اس کو باز رکھے (خواہشات کے گھوڑے پر اجتناب و احتراز کے کوڑے لگائے تاکہ وہ اس طرف کا قصد نہ کرے)۔

مراقبہ

مراقبہ کی اہمیت مجاہدہ بغیر مراقبہ کے مکمل نہیں ہوتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی میں اسی طرف اشارہ ہے، حضور نے فرمایا کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے احسان کی حقیقت دریافت فرمائی تو حضور نے ارشاد فرمایا "احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو یہ تو شبہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے"، لہٰذا مراقبہ یہ ہے کہ بندہ یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مطلع ہے اور اسی احساس کے ہمیشہ قائم رکھنے کا نام مراقبہ ہے۔

یہ مراقبہ تمام خوبیوں اور بھلائیوں کی اصل ہے اس درجہ تک سالک کی رسائی ان چیزوں کے بغیر نہیں ہوتی، اعمال کا محاسبہ، جلاءِ اصلاحِ حال، راہِ حق پر ثباتِ قدمی، اللہ تعالیٰ سے دلی لگاؤ کی نگہداشت، کسی سالک کو بیکار اور بے وہی ضائع کر دیتا ہے یہ پاسِ انفاس ہے، پس سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سالک کا نگراں ہے اس کے دل کے قرین ہے اور اس کے تمام احوال سے واقف ہے، اس کی تمام باتیں سنتا ہے۔

مجاہدہ کی تکمیل ان اوصاف کے بغیر مجاہدہ کی تکمیل نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کی معرفت (۲) اللہ کے دشمن ابلیس (لعین) کو پہچاننا (۳) اپنے نفسِ امارہ کی برائی کو پہچاننا، اللہ تعالیٰ کے لئے جو عمل کیا ہے اس کو پہچاننا، اگر کوئی شخص کوشش کے ساتھ تمام عمر عبادت کرتا ہے اور وہ ان امور سے آگاہ نہیں اور اس نے ان کے موافق عمل نہیں کیا تو اس عبادت سے اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا، وہ ہمیشہ نادانی میں بسر کرے گا اور مآل کار اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نوازے تو اور بات ہے۔

معرفتِ خداوندی معرفتِ خداوندی کی اساس یہ ہے کہ بندہ دل میں یہ یقین واثق رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کے قریب ہے اس کا کارساز ہے، اس پر قادر ہے اس کو دیکھ رہا ہے، اس کے حال سے آگاہ ہے، اس کا نگراں اور محافظ

ہے، وہی ہر چیز کا پالنے والا ہے، اس کی حکومت میں کوئی اس کا شریک نہیں، وہ صادق الوعدہ ہے وہ اپنے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرے گا، وہ اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے والا ہے وہ لوگوں کو اپنی طرف بلاتا اور پکارتا ہے اگرچہ وہ اس سے مستغنی ہے اس کی دعید اور دھمکی سچی ہے جس کو وہ ضرور پورا کرے گا۔ اس کی ہستی ساری مخلوق کا مرجع ہے وہ ایسا سرچشمہ ہے کہ تمام احکام وہیں سے جاری ہوتے ہیں اسی کو ثواب و رعذاب دینے کا اختیار ہے، اس کا کوئی مثل نہیں وہ بے مانند و مشابہ ہے، وہ کافی ہے، مہربان ہے محبت کرنے والا ہے، سمیع و علیم ہے، ہر دن وہ ایک نئے حال میں ہے اس کو کوئی حال دوسرے حال سے مانع نہیں ہو سکتا وہ ہر خفی سے خفی ترین بات سے آگاہ ہے، دل میں پیدا ہونے والے خیالات اور وسوسوں سے آگاہ ہے، ارادوں، نیتوں کو جانتا ہے، ہر حرکت سے واقف ہے، آنکھ جھپکنے، آنکھ اور ہاتھ کے اشارے اس سے بھی زیادہ اور کم سے کم خواہ کتنی ہی باریک چیز ہیں کو ہم سے اخفا نہیں کر سکتے وہ اس کو جانتا ہے خواہ وہ چیز اتنی عظیم ہو کہ اس کا بیان نہ ہو سکے اس سے وہ واقف ہے وہ گزشتہ اور آئندہ سے آگاہ ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ غلبہ اور حکمت والا ہے (ہم معرفت الٰہی کے ضمن میں تفصیل سے اس موضوع پر لکھ چکے ہیں)

پس جب بندہ یقین راسخ کے ساتھ اس معرفت کو دل میں جمائے گا اور اس کے جسم کا ہر حصہ، ہر عضو، ہر جوڑ، ہر ہڈی، عصب و ریشہ، کھال و بال اس پر کاربند ہو جائے گا اور اس کو یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر شاہد ہے، مجھ سے واقف ہے اور اس کا علم مجھے محیط ہے اور اس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں سے اسی نے مجھے بنایا ہے اور خوب بنایا ہے اور اسی نے مجھے یہ اچھی صورت عطا کی ہے، یہ تمام باتیں جب بندے کے دل میں راسخ ہو جائیں گی اور اس کا عزم صحیح اور عقل کامل ہو جائے گی اس وقت اس کو محاسبہ کا مرتبہ مل جائے گا اور اللہ کی معرفت حاصل ہو جائے گی، اور بارگاہ الٰہی سے اس کو ایک مقام عظیم حاصل ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں ہر عمل میں اللہ کا خوف اس کے ساتھ رہے گا اور اللہ کی طرف سے اس کے دل کی نگرانی کی جائے گی اور تمام لاحاصل مشاغل اس سے منقطع کر دیئے جائیں گے۔ صرف اس کے وہ مشاغل باقی رہ جائیں گے جو اس کی دانشوری میں ممد و معاون ہونگے باینہمہ اس کو اندیشہ لگا رہے گا کہ کہیں اس کے دل کی گرفت نہ ہو جائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ اور آئندہ کے اعمال پر گرفت کی قدرت رکھنے والا ہے اور چونکہ اس کو قدرت اوندی بھی حاصل ہے اس لئے اس کو اللہ کی شرم بھی دامن گیر ہوگی اس لئے کہ اس کے کسی مقصد و ارادہ کا زوال اللہ کے علم کے بغیر نہیں ہوگا۔ چنانچہ بندہ ایسا فعل پر مرتکب ہوگا جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہوگا اور اس سے باز رہے گا جو اللہ کو ناپسند ہوگا اور اس کا کوئی وسوسہ، کوئی ارادہ اس کی کوئی بیرونی یا اندرونی حرکت ایسی نہ ہوگی جس سے اللہ تعالیٰ کی آگہی کا خیال پہلے سے اس کے دل میں موجود نہ ہو۔

یہ مقام ان علمائے ربانی کو حاصل ہوتا ہے جو عارف، متقی، زاہد اور خدا سے ڈرنے والے ہیں۔

ابلیس کی شناخت اور معرفت

شیطان سے جہاد | اللہ تعالیٰ نے ظاہر و باطن، اطاعت اور معصیت ہر حالت میں ابلیس سے جو عدو اللہ ہے لڑنے کا

حکم دیا ہے اور اس نے اپنے بندوں کو بتا دیا ہے کہ ابلیس اللہ عزوجل کا، اس کے بندوں کا، اپنے کے نبیوں کا اور اس کے دوستوں کا اور اس کے خلیفہ علی الارض (حضرت آدم علیہ السلام) کا دشمن ہے اس نے حضرت آدم کی اولاد کو نقصان پہنچایا ہے، جیسا آدمی سوتا ہے تو وہ نہیں سوتا۔ انسان سے تو بھول چوک ہو جاتی ہے لیکن ابلیس سے بھول چوک نہیں ہوتی نہ وہ غافل ہوتا ہے اور نہ بھولتا ہے آدمی سوتا ہوا جاگتا ابلیس ہر حال میں اس کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور اس سلسلہ میں وہ کوئی حیلہ، مکر اور فریب اٹھا نہیں رکھتا۔ اس کے وہ جال جو آدمی کو پھانسنے کے لئے وہ عبادت یا نافرمانی کی حالت میں لگائے رکھتا ہے بڑے ہی دلفریب اور لذت آگیں ہوتے ہیں اس جال سے بہت سے عابد جو فریب میں آنے والے اور دھوکا کھانے والے ہیں غافل اور ناواقف ہوتے ہیں۔

ابلیس کی یہ خواہش نہیں ہے کہ وہ ابن آدم کو بدکاری، نافرمانی اور خود پسندی میں مبتلا کرے بلکہ اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ ابن آدم کو اپنے ساتھ اپنے ٹھکانے یعنی جہنم میں لے جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ وہ اپنے گروہ کو بلاتا ہے کہ وہ دوزخ میں جلیں (اصحاب جہنم بنجائیں)

جو شخص شیطان کو ان اوصاف کے ساتھ شناخت کر چکا ہے اس پر لازم ہے کہ بھول چوک کے بغیر یہ حق و باطل میں اس کی شناخت کو دل سے نہ مٹنے دے اور اس سے سخت جنگ و جہاد کرے خواہ وہ جنگ باطن میں ہو یا ظاہر میں اس میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرے، بندہ کو چاہیے کہ اپنی تمام مساعی شیطان کی اس دعوت شر کے خلاف جنگ و جہاد میں صرف کرے اور اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا، التجا اور آہ و زاری طلب کو ترک کرے تاکہ خداوند جل وعلا شیطان کے مقابلہ میں اس کی امداد فرمائے اور اپنے نفس اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزانہ اور عاجزانہ طریقے پر پیش کرنے میں اس لئے کہ اللہ کے سوا کسی کی تدبیر اور قوت قوت نہیں ہے۔ بندہ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور زاری کے ساتھ فریاد کرے۔ اور شب و روز ظاہر و باطن جلوت و خلوت میں عاجزانہ طریقے پر شیطان کے خلاف جہاد میں مدد کی درخواست کرے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کو اپنی وہ کوشش حقیر نظر آئے جو اس نے معرفت الٰہی میں کی ہے۔

شیطان اللہ کا دشمن ہے

حقیقت میں شیطان اللہ کا دشمن ہے، تمام مخلوق سے پہلے اسی نے خدا کی نافرمانی کی، اور خدائی مخلوق میں ولین مردہ یعنی نافرمان وہی ہے خدا کا ہر نافرمان مردہ ہوتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سب سے پہلے میری مخلوق میں جو مردہ ابلیس ہے، ابلیس ہی نے تمام انبیاء، صدیقین اولیاء اللہ اور ہر بندۂ الٰہی سے دشمنی کی پس بندہ کو چاہیے کہ وہ (ابلیس کی دشمنی میں) یقین کرے کہ میں جہاد عظیم میں مصروف ہوں اور اللہ تعالیٰ کا قرب مجھے حاصل ہے اور یہ قرب الٰہی ایسا مقام ہے جس کی عظمت کا بیان ناممکن ہے، پس اس عداوت ابلیس میں اس کو ثابت قدم رہنا چاہیے اور کبھی پیچھے نہ ہٹے، اس لئے کہ اگر وہ پیچھے ہٹا یا اس جہاد سے اکتایا، نافرمان ہوگا اور دوزخ میں جا گرے گا، اللہ کا غضب اس پر نازل ہوگا کہ ایسی صورت میں اس نے گویا اپنی امیدیں اسی دشمن خدا سے وابستہ کر لی ہیں اور اس کو اپنے اوپر غلبہ دے چکا ہے، بندہ

سے شیطان کی انتہائی خواہش اور غایت آرزو بس یہی ہے کہ بندہ اللہ کی توحید کا انکار کردے کیونکہ ابلیس بندہ کو ایک حال کی طرف سے دوسرے حال کی طرف پلٹتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس پر خدا کا غضب نازل ہو جاتا ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ بندہ کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور پھر وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور جہنم میں شیطان کے ساتھ گر جاتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ بندے کے حق میں شیطان سے زیادہ خطرناک کوئی اور مخلوق نہیں ہے لہٰذا اس سے بچتے رہو، اس لئے کہ صورتیں دو ہی ہیں یا ہلاکت یا رحمت الٰہی کے طفیل میں نجات، ان دونوں میں سے ایک کا حصول ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو شیطان اور اس کے لشکریوں کے شر سے پناہ میں رکھے (خداوند بزرگ و برتر ہی کی مدد سے غلبۂ قوت میسر آتی ہے) یا اللہ Amen

نفسِ اَمّارہ کی شناخت

نفسِ اَمّارہ کی پہچان | برائی پر آمادہ کرنے والے نفس یعنی نفسِ اَمّارہ کی معرفت یہ ہے کہ اس کو اسی مقام پر رکھے جس پر خداوند تعالیٰ نے اس کو رکھا ہے اور اس کی وہی حالت سمجھے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے اور اس کی ایسی ہی نگرانی کرے جیسا خدا نے حکم دیا ہے، نفس بندے کے حق میں ابلیس سے زیادہ دشمن ہے ابلیس اسی کے ذریعے سے بندے پر غلبہ پاتا ہے کہ نفس شیطانی حکم کو قبول کرکے عمل کرتا ہے لہٰذا تم اس کی شرارت کے ہر پہلو اور اس فطرت کو پہچان لو، نفس کی فطرت ضعیف ہے لیکن اس کی طمع اور حرص قوی ہے یہ مدعی ہے خدا کی اطاعت سے باہر سرکشی کرنے والا ہے، تسلط جمانے والا اور اُمیدیں باندھنے والا ہے، اس کا سچ جھوٹ ہے، اس کا دعویٰ باطل ہے اس کی ہر چیز دھوکا ہے، اس کا کوئی فعل نہ محمود و پسندیدہ ہے اور نہ کوئی دعویٰ سچا ہے، پس بندے کو اپنے نفس کے کسی بیان پر فریب میں نہیں آنا چاہیئے، اس کی کسی خواہش کا امیدوار رہنے، اگر اس کو قید سے آزاد کردیا جائے تو یہ آوارہ ہو جاتا ہے اور اگر اس کی بندش کھول دی جاتی ہے تو یہ سرکش ہو جاتا ہے اگر اس کی خواہشیں پوری کی جاتی رہیں تو بندہ ہلاک ہو جاتا ہے اگر اس کے محاسبہ میں غفلت برتی جائے تو یہ بدحال ہو جاتا ہے، اگر اس کی مخالفت میں ذرا سی بھی کمی ہو جاتی ہے تو یہ بالکل غرق ہو جاتا ہے (ہلاک ہو جاتا ہے) اگر اس کی خواہشوں پر چلا جائے تو وہ رُخ پھیر کر دوزخ میں گر پڑتا ہے، اس کا حق اور خیر کی طرف بالکل میلان نہیں ہوتا، یہ تمام بلاؤں کی جڑ، رسوائی کی اصل اور ابلیس کا خزانہ ہے اس کو سوائے اس کے خالق (خدائے عزوجل) کے کوئی نہیں پہچان سکتا۔

نفس کی شناخت اللہ تعالیٰ نے بتادی ہے! | اس کی پہچان اور شناخت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادی ہے، جب کبھی وہ خوف کا اظہار کرے تو سمجھ لو کہ امن و امان ہے اور جب وہ صدق کا دعویٰ کرے تو جھوٹا ہے، جب نفس خلاص کا اظہار کرے تو خودپسندی اور ریاکاری ہے چنانچہ حالات و واقعات کی کسوٹی پر اس کا جھوٹ سچ ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کو پہچان لیا جاتا ہے آزمائش کے موقع پر اس کے دعویٰ کی

قلعی کھل جاتی ہے، ہر عظیم مصیبت و سانحہ انسان پر اسی کی وجہ سے آتا ہے،

پس بندہ پر لازم ہے کہ اس کا احتساب کرے اس کی نگرانی کرے اور اس کی مخالفت کرے اور جس چیز کی یہ دعوت دے یا جس کام میں یہ دخیل ہو اس کے خلاف جہاد کرے یقین رکھے کہ اس کا کوئی دعویٰ سچا نہیں ہے نفس ہر وقت خود اپنی ہی بربادی اور تباہی میں کوشاں اور ساعی رہتا ہے اس کی جو کچھ بھی برائی بیان کی جائے وہ اس سے بھی زیادہ برا ہے نفس شیطان کا فرزند اور دوست ہے۔ جو شخص اس کی علامات کو جان لیتا ہے وہ اس کو پہچان لیتا ہے اور پھر اس کی نظر میں اس کا نفس ذلیل و خوار ہو جاتا ہے اور وہ تائید الٰہی سے اس پر غالب آجاتا ہے۔

جب بندہ کو یہ تینوں اوصاف (معرفت نفس، ذلت نفس اور غلبہ بر نفس) حاصل ہو جائے تو وہ خدا سے مدد چاہے کہ یہ معرفت اور غلبہ اس کو حاصل رہے اپنے نفس کی جانب سے غفلت نہ برتے، اس کی اطاعت نہ کرے اور اللہ عزوجل کی امداد کے بھروسہ پر پختہ عزم کے ساتھ قدم بڑھائے اور ان تمام امور میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور طرف رجوع نہ کرے اگر وہ غیر اللہ کی طرف رجوع کرے گا تو نیکی اور بھلائی کی توفیق سے محروم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نفس کے حوالے کر دیگا، پس لازم ہے کہ بندہ ان تمام امور میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے اور تمام اوامر و نواہی میں اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی پیروی کرے اور کسی طرح ماسوا اللہ کا خیال دل میں نہ لائے جب بندہ اس پر عامل ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو توفیق و ہدایت عطا فرمائے گا اور اس سے محبت فرمائے گا۔ اور ناپسندیدہ باتوں سے اس کو محفوظ رکھے گا اور اپنی رحمت کے پردے اس پر ڈال دے گا۔

طاعت و معصیت

اللہ کیلئے عمل کرنے کی شناخت خالصاً اللہ کے لئے عمل کرنے کی شناخت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو کچھ باتوں کا حکم دیا ہے (کام کرنے کا) اور کاموں سے روکا ہے جس کام کا اس کو حکم دیا ہے اس کو بجا لانا طاعت ہے اور جس کام سے روکا ہے اس کو کرنا معصیت ہے،

طاعت ہو یا گناہ سے اجتناب دونوں میں اخلاص کا حکم دیا گیا ہے اور قرآن و حدیث کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے کا حکم فرمایا ہے اسی کے ساتھ یہ بھی حکم دیا ہے کہ اس عمل کے وقت اس کے دل میں اللہ کے سوا کسی کی رضا طلبی دکھاوٹ کا خیال دل میں نہ ہو ورنہ وہ ان لوگوں کے گروہ میں شامل ہو جائے گا ظاہری گناہ تو چھوڑ دیتے ہیں اور ان باطنی گناہوں کو نہیں چھوڑتے جو معاصی کی بنیاد اور اساس ہیں اللہ تعالیٰ نے ایسی ترک معصیت پر مغفرت کا وعدہ نہیں فرمایا ہے، دار آخرت میں اس کو جزا ملے گی۔ لہٰذا فاسد نیت اور مضمحل ارادے کے ساتھ بندہ صرف ظاہری عبادت کی کوشش نہ کرے ورنہ اس کی تمام طاعتیں معصیت میں بدل جائیں گی۔ اور جسمانی تکان، لذتوں اور خواہشوں کے ترک

کرنے کے باوجود دونوں جہان کا عذاب اس پر نازل ہوگا اور دارین کی ناکامی اس کے حصہ میں آئے گی۔

عبادت میں خلوص ہونا چاہئے

بندہ کو چاہئے کہ اپنی عبادت کو خلوص تقویٰ اور پرہیزگاری سے آراستہ کرے، نیت میں سچائی رکھے، ارادہ کی نگرانی کرے اور اس کا محاسبہ کرتا رہے اس کا عزم صدق نیت پر مبنی ہو، اپنے تمام اقوال اعمال اور احوال میں خلوص کا عزم رکھتا ہو، عبادت میں اسی طرح مشغول ہو اور... معصیت کو ترک کرے، اس کے ساتھ اس کا بھی لحاظ رکھے کہ کہیں شیطان مردود اس کو اپنی مکاریوں سے فریب میں مبتلا نہ کردے اور اپنی کمین گاہ میں نہ گرادے، کہیں اپنے جالوں میں نہ پھانس لے اور کہیں اپنی فریبکاریوں اور غبازیوں سے اس کو ہلاکت میں نہ ڈال دے، اس لئے کہ اس کے جال دلوں پر لگے ہوئے ہیں اس کے فریب بہت دل پسند اور کیف آگیں ہوتے ہیں کہ ان کو بظاہر نور ایمان سمجھا جاتا ہے لیکن وہ حقیقت میں اس طرح شک و ظلمت کے ایسے سینکڑوں دروازے کھول دیتا ہے کہ بندے کو کسی دروازے میں داخل کرکے اس کی ادنیٰ سی لغزش میں پھنسا کر اس کے تمام اعمال کو ضائع کردے، پس اس کے فریب سے بچو اور ڈرو! بچو اور ڈرو!! اگر ممکن ہو تو قرآن سیکھنے کی طرح شیطان کے فریب سے بھی واقفیت حاصل کرے۔

پس بندے کو اپنی عبادت میں اس سے ایسا ہی بچنا چاہئے جس طرح معاصی سے بچتا ہے، اگر اس کے دل میں کوئی خیال آئے اور اس کا نفس اس جانب رجوع ہو یا اس کو اس طرف بلائے تو سمجھے بوجھے بغیر اس طرف جانے میں جلدی نہ کرے اور سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے۔

نفس کی ان شرارتوں سے بچنے کے لئے آدمی کو چاہئے کہ احکام الٰہی کے عارفوں کی صحبت میں بیٹھے تاکہ وہ اس کو اللہ کا راستہ دکھائیں اور بتائیں امراض سے بھی آگاہ کریں اور اس کا علاج بھی بتائیں، جیسا کہ ہم اس سے قبل مجلس توبہ میں بیان کر چکے ہیں۔ بندے کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے عمل سے واقفیت کلی کے بغیر اپنے زہد و اتقا طول قیام شدت قیام و نوافل سے دھوکا نہ کھائے، جب وہ دیکھے کہ اس کا عمل معرفت نفس معرفت رب کے ساتھ ساتھ انجام پذیر ہو رہا ہے تو اس کا فعل اس وقت صحیح ہوگا، اس وقت اسے علم اور دین کی واقفیت عطا ہوگی پس جو کچھ بھی علم ظاہری اور باطنی سے پیش آئے اس پر غور کرے اگر واقعی وہ خالصتہً للہ ہے تو وہ اس کو قبول فرما کر ثواب بخشیگا اور اگر ایسا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو رد فرمادے گا۔

ان تمام امور پر آگاہی حاصل ہوجانے کے بعد بھی اپنے نفس پر اعتماد نہ کرے نہ اپنی ذات پر اور نہ دین کے معاملہ میں طبیعت کے میلان اور رجحان پر بھروسہ کرے نہ ابلیس لعین سے مطمئن ہو کر بیٹھ رہے اور اسی کے ساتھ ساتھ اپنی خود شناسی پر بھی نفس کا اعتبار نہ کرے۔

اہلِ مجاہدہ و محاسبہ کے دس خصائل

اہلِ مجاہدہ کے دس خصائل اہلِ مجاہدہ و محاسبہ یا طریقت اور اولوالعزم حضرات نے اپنے ان دس خصلتوں کا انتخاب کیا ہے اور ان کو اپنایا ہے جب بحکم الٰہی وہ سختی کے ساتھ ان خصلتوں سے کاربند ہوگئے تو ان کو بڑے بڑے مرتبے حاصل ہوئے۔ وہ دس خصلتیں یہ ہیں ؎

پہلی خصلت اوّل خدا کی قسم نہ کھائے خواہ وہ سچ ہو یا جھوٹ، عمداً ہو یا بھول سے اس لئے کہ جب اس بات کا عادی ہو جائے گا اور ترکِ قسم کی عادت راسخ ہو جائے گی تو پھر اس کی زبان زبان سے بھول کر بھی قسم نہیں ادا ہوگی اور ترکِ قسم کا وہ عادی ہو جائے گا اس وقت اللہ تعالیٰ اس کے دل پر اپنے انوار کے دروازے کھول دیگا۔ اس وقت وہ ترکِ قسم کا فائدہ محسوس کرے گا۔ اس کو اپنے بدن میں قوت محسوس ہوگی۔ درجہ میں بلندی بصارت میں قوت، احباب میں اس کی تعریف ہوگی اور پڑوسیوں میں اس کی عزت ہوگی پھر ہر شناسا اس کا حکم بجالائیگا اور ہر دیکھنے والا اس کی تعظیم کرے گا۔

دوسری خصلت دوم جھوٹ سے پرہیز کرے، مذاقاً بھی جھوٹ نہ بولے سنجیدگی کی بڑی بات ہے، جب بندہ کا نفس جھوٹ سے بچنے کا عادی ہو جائے گا اور زبان سے اس کی عادت ترک ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو شرح صدر عطا فرمائے گا اور علم کی صفا سے اس کو نوازے گا اس وقت وہ ایسا ہو جائے گا جیسا کہ وہ جھوٹ کو جانتا ہی نہیں اسی طرح جب کسی دوسرے سے جھوٹ بات سنے تو اس کو ٹوکے اور اپنے دل میں اس کی دروغ گوئی سے نفرت و عار محسوس کرے، اگر وہ دوسرے سے جھوٹ کی عادت چھڑانے کی دعا کرے گا تو اس کا بھی اس کو ثواب ملے گا۔

تیسری خصلت سوم۔ جہاں تک ممکن ہو کسی سے وعدہ کرکے بغیر کسی عذرِ خاص کے وعدہ خلافی نہ کرے اگر خلفِ عہد نہ کرنے کا عادی ہو جائے گا تو پھر اس صورت میں وعدہ کرنے کی عادت ہی یکسر چھوٹ جائے گی یہ طریقہ کسی عمل کو صحیح طریقے پر انجام دینے کا بڑا قوی ذریعہ اور سیدھا راستہ ہے، خلفِ عہد جھوٹ ہی کا ایک شعبہ ہے جب وعدہ خلافی سے بچنے کا بندہ عادی ہو جائے گا تو اس پر سعادت کا دروازہ کھل جائے گا اور حیا کا زینہ وا ہو جائے گا۔ جو لوگ راست گفتار ہیں ان کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کو عظیم مرتبہ حاصل ہوگا۔

چوتھی خصلت چہارم۔ کسی مخلوق پر لعنت نہ کرے ذرہ سے کم حیثیت مخلوق کو بھی گزند نہ پہنچائے یہ نیک و راست باز لوگوں کا خلق ہے اس کا نتیجہ میں وہ دنیا میں بھی امن سے رہے گا اور آخرت میں بھی وہ مراتب عالیہ پر فائز ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو ہلاکت کے مقامات سے مامون و محفوظ رکھے گا اور وہ مخلوق کے شر سے بھی امان میں ہوگا بندوں کی شفقت اس کو حاصل اور قربِ الٰہی میسر ہوگا۔

پانچویں خصلت پنجم۔ کسی کے لئے بددعا نہ کرے خواہ کسی نے اس پر ظلم ہی کیوں نہ کیا ہو، نہ اس کو زبان سے برا کہے اور اس کے ظلم کا اپنے کسی عمل سے بدلہ لے بلکہ اس کا بدلہ خدا پر چھوڑ دے، غرضیکہ اپنے قول و فعل سے بدلہ

نہ لے اگر بندہ میں یہ وصف پیدا ہو جائے تو یہ وصف اس کو بلند مرتبہ پر پہنچائے گا اور دارین میں انعام عظیم اس کو حاصل ہوگا دُور و نزدیک کی مخلوق کے دلوں میں اس کو سچی محبت ملے گی اور لوگ اس سے شفقت سے پیش آئیں گے، اس کی دُعا قبول ہوگی اور اہل ایمان کے دلوں میں اس کی عزت پیدا ہوگی۔

چھٹی خصلت ششم: اہل قبلہ میں سے کسی سے کفر اور نفاق پر قطعی شہادت نہ دے یہ عمل اس کو رحمت خداوندی سے بہت قریب کر دے گا بلند مرتبہ حاصل ہوگا، یہ سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ علم الٰہی میں دخیل بننے سے بندہ کو محفوظ رکھتی ہے اور اللہ کے غضب میں گرفتار ہونے سے بندہ محفوظ رہتا ہے، اللہ کی رحمت و خوشنودی سے یہ عمل بہت قریب ہے یہ خصلت اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ایک معزز دروازہ ہے اور دوسرے مخلوق پر رحم کرنے کا جذبہ اللہ تعالیٰ بندہ میں پیدا کر دیتا ہے۔

ساتویں خصلت ہفتم: ظاہری اور باطنی گناہ کی طرف نظر کرنے اور اس کا ارادہ کرنے سے بھی پرہیز کرے، گناہوں سے اپنے اعضاء کو روکے رکھے، اس فعل کا ثواب دنیا میں اس کے دل کو اور دوسرے اعضاء کو بہت جلد حاصل ہو جائے گا اور ساتھ ہی ساتھ آخرت میں اللہ اس کے لئے بھلائی کا ذخیرہ جمع فرمائے گا۔

آٹھویں خصلت ہشتم: اپنا بار کسی مخلوق پر نہ ڈالے خواہ وہ بار گراں ہو یا بار سبک! بلکہ دوسروں کا بار خود اٹھالے خواہ کسی مخلوق کی طرف سے اس کی خواہش ہو یا نہ ہو، بلاشبہ یہی عبادت گزاروں اور برگزیدہ ہستیوں کی بزرگی اور عظمت کا کمال یہی ہے اور اسی وصف کے باعث بندہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر برابر ہو جائے گی، اور پھر تمام مخلوق، حق کے معاملہ میں برابر قائم رہے گا۔ جب بندہ اس وصف سے متصف ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بے نیازی، یقین کامل اور توکل کا مقام مرحمت فرمائے گا، یقین رکھنا چاہیئے کہ یہ وصف مومنین کی عزت اور متقین کی بزرگی کے حصول کا دروازہ ہے اور قریب ترین باب اخلاص یہی ہے۔

نویں خصلت نہم: لوگوں سے اور ان کے مال و متاع سے قطع امید کرے یہی سب سے بڑی عزت ہے، یہی خالص انمول عظیم حکومت عظیم فخر اور شفا بخش صحیح توکل ہے، اس خصلت کے باعث اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اسی سے تقویٰ کا حصول اور عبادت کا تکملہ ہوتا ہے یہ خصلت تمام دنیا سے کٹ کر اللہ سے رشتہ جوڑنے والوں کی علامت ہے۔

دسویں خصلت دہم: تواضع: تواضع سے مرتبہ کی عظمت میں استقامت اور سختی پیدا ہوتی ہے، درجہ بلند ہوتا ہے اللہ عزوجل اور مخلوق کی نظر میں عزت اور رخصت کامل ہوتی ہے دنیا اور آخرت دونوں کے ہر کام پر بندہ قادر ہو جاتا ہے یہ خصلت تمام خصائل کی اصل ہے اور یہی اصل کمال ہے، اس خصلت کے ذریعہ بندہ ان نیک لوگوں کا مرتبہ پاتا ہے جو خدا سے ہر حال میں خواہ راحت ہو یا تکلیف راضی رہتے ہیں اور ان کا تقویٰ کامل ہو جاتا ہے۔

تواضع کی تعریف تواضع کسے کہتے ہیں؟ تواضع تہ ہے کہ بندہ جس سے بھی ملے اس کو اپنے مقابلہ میں افضل سمجھے اور یہ خیال کرے کہ ممکن ہے کہ یہ شخص اللہ کے نزدیک مجھ سے ہزار درجہ بلند اور بہتر ہو، اپنے چھوٹوں کے بارے میں خیال کرے کہ انھوں نے خدا کی نافرمانی نہیں کی ہے اور میں (باعتبار سن وسال) کافی کرچکا ہوں اس لئے وہ مجھ سے بہتر ہیں اور جب بڑوں سے ملے تو خیال کرے کہ انھوں نے مجھ سے زیادہ عبادت کی ہے اس لئے کہ وہ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اس لئے یقیناً وہ مجھ سے بہتر ہیں کہ ان کو عبادت کا زیادہ وقت ملا ہے۔ جب کسی عالم سے ملے تو خیال کرے اس عالم کو وہ چیز بخشی گئی ہے جو مجھے نہیں ملی ہے، وہ جانتا ہے اور میں نہیں جانتا! اور وہ اپنے علم کے مطابق عمل بھی کرتا ہے۔ جاہل سے ملاقات ہو تو یہ سمجھے کہ اس نے نادانی میں خدا کی نافرمانی کی اور میں علم رکھتے ہوئے نافرمان ہوا نہیں معلوم کہ اس کا خاتمہ کس طرح ہو اور میرا کس طرح!! اگر کافر سے ملاقات ہو تو یہ خیال کرے کہ ممکن ہے کہ یہ ایمان لے آئے اور اس کی وجہ سے اس کا خاتمہ بخیر ہو اور ممکن ہے کہ میں کفر میں مبتلا ہو جاؤں اور اس کفر کے باعث میرا خاتمہ برا ہو؛ تواضع اللہ سے ڈرنے کا دروازہ ہے۔ ساتھ رکھنے کے قابل اوصاف وفضائل میں اس کو اولیت کا درجہ حاصل ہے اور باقی رہنے والے اوصاف میں یہ آخری وصف ہے۔ بندہ جب تواضع اختیار کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو تمام تباہیوں سے محفوظ کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو ان مراتب تک پہنچا دیتا ہے جو محض اللہ کے لئے خیر طلبی کرنے کے مراتب ہیں، بندہ اللہ کے منتخب اور محب بندوں میں شامل ہو جاتا ہے اور اس کا شمار ابلیس کے دشمنوں میں ہونے لگتا ہے۔ تواضع رحمت کا دروازہ ہے تکبر کی راہ کو قطع کرنے اور خود پسندیوں کی رسیوں کو کاٹنے کا ذریعہ ہے، دارین میں اپنے آپ کو سب سے برتر اور افضل سمجھنے کے یقین کو باطل کرنے کا سبب ہے، یہی عبادت کا فخر ہے اور یہی اہل دل کا شرف ہے، یہ عابدوں کی نشانی ہے کوئی شے اور کوئی وصف اس سے افضل نہیں ہے، بندہ جب اس وصف کو اپنالے تو مخلوق کے تذکرے سے اپنی زبان روک لے اگر ایسا نہیں کرے گا تو اس کا عمل مکمل نہیں ہوگا! بندہ کو چاہیئے کہ تمام احوال میں اپنے دل سے کینہ، جذبۂ برتری اور تکبر کو نکال دے، بندہ کی زبان، اس کا کلام اور اس کا ارادہ ظاہر و باطن یکساں ہو، وہ تمام مخلوق کا یکساں خیر خواہ ہو اگر وہ کسی کا ذکر برائی کے ساتھ کرے گا یا کسی کو اس کے کسی فعل پر شرمندہ کرے گا یا اس بات کو پسند کرے گا کہ اس کے سامنے کسی کی برائی کی جائے تو کسی کی برائی ہوتے وقت اگر اس کا دل خوش ہوتا ہے تو اس صورت میں اس کا شمار خیر خواہوں میں نہیں ہوگا! یہ برائیاں عابدوں کے لئے آفت اور عبادت گزاروں کے لئے تباہی کا موجب اور ذریعہ ہیں۔ اس تباہی سے وہی بچ سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے دل اور زبان کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے اس امر کے سائل ہیں کہ وہ ہم سب کو ان فضائل پر عامل بنا کر احسان مند بنائے اور ہمارے دلوں سے خواہشوں کو نکال دے (آمین) یا اللہ

توکل

توکل کی اصل توکل کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (جس نے اللہ پر بھروسہ کیا اللہ اس کے لئے کافی ہے)۔ ایک دوسری آیت ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ ہی پر توکل کرو)۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا ارشاد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانۂ حج میں بہت سے روپہلے صادق مجھے دکھائے گئے، میں نے اپنی امت کو دیکھا کہ اس سے میدان اور پہاڑ بھرے پڑے ہیں مجھے ان کی یہ وضع اور ان کی یہ کثرت پسند آئی، مجھ سے کہا گیا کہ کیا آپ اس پر راضی ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ جی ہاں! پھر مجھ سے کہا کہ ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے بھی ہیں جو بغیر کسی حساب کے جنت میں داخل ہوں گے یہ لوگ وہ ہیں داغ نہیں لگواتے، بشگون نہیں لیتے، منتر نہیں کراتے بلکہ خدا ہی پر توکل کرتے ہیں یہ سنکر عکاشہؓ بن محصن وری کھڑے ہوئے اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا یارسول اللہ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ مجھ ان لوگوں میں سے کردے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ ان کو ان لوگوں میں سے کردے! اس کے بعد ایک دوسرے صاحب کھڑے ہوئے اور انھوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا فرمائیے کہ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کردے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ عکاشہؓ تم سے (اس معاملہ میں) سبقت لے گئے۔

توکل کی تعریف توکل کی حقیقت یہ ہے کہ تمام امور کو اللہ کے سپرد کردینا، تدبیر و اختیار کی تاریکیوں سے پاک ہونا اور تقدیر الٰہی کے بعد ان کی جانب قدم بڑھانا، بندہ جب یہ یقین کرلیتا ہے کہ قسمت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی اور جو کچھ اس کے مقدر میں ہے وہ اس سے نہیں لیا جائے گا اور جو مقدر میں نہیں ہے وہ کسی صورت حاصل نہیں ہوگا تو اس کے دل کو سکون ہوجاتا ہے اور وہ اپنے رب کے وعدہ پر مطمئن ہوجاتا ہے اور اسی سے وہ قسمت کی چیز کو حاصل کرتا ہے۔

توکل کے درجے توکل کے تین درجے ہیں اول کا نام توکل دوسرے کا نام تسلیم اور تیسرے کا تفویض ہے متوکل اپنے رب کے وعدہ سے مطمئن ہوکر سکون حاصل کرلیتا ہے، صاحب تسلیم اللہ کے علم کو اپنے لئے کافی سمجھتا ہے اور صاحب تفویض اللہ کے حکم پر (ہر صورت میں) خوش ہوتا ہے۔

بعض اکابر کا خیال ہے کہ توکل ابتدا ہے تسلیم اس کا درمیانی درجہ اور تفویض اس کی انتہا ہے، بعض علماء کا خیال ہے کہ توکل تو عام مومنین کا وصف ہے، تسلیم اولیائے کرام کی صفت ہے اور تفویض توحید پرستوں کا وصف ہے، بعض اصحاب فرماتے ہیں کہ توکل عوام کی تسلیم خواص کی اور تفویض خاصان خاص کا وصف ہے اس سلسلہ میں بعض دوسرے اکابرین فرماتے ہیں کہ توکل عام انبیائے کرام کی صفت ہے، تسلیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے مخصوص

ہے اور تفویض ہمارے سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے۔

توکل حقیقی یا علیٰ کمال حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس وقت حاصل ہوا جس وقت آپ سے جبرئیل علیہ السلام نے ان کی امداد کی پیشکش کے جواب میں فرمایا تھا: مجھے تمہاری حاجت نہیں ہے کیونکہ اس وقت ان کی خودی ختم ہو چکی تھی یہی سبب تھا کہ آپ نے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو اس وقت نہیں دیکھا (اسی کی ذات پر توکل کیا)۔

متوکل کی تعریف حضرت سہل بن عبداللہ نے ارشاد فرمایا کہ توکل پہلا مقام یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسا ہو جائے جس طرح مُردہ غسال کے سامنے ہوتا ہے کہ غسل دینے والا جدھر چاہتا ہے ادھر اس کو الٹ پلٹ کرتا ہے (پھیر دیتا ہے) اور خود اس کو اپنے کسی عمل پر اختیار اور تدبیر پر زور اور قابو نہیں ہوتا۔ جو متوکل علی اللہ ہے وہ نہ کسی سے سوال کرتا ہے نہ ارادہ کرتا ہے نہ رد کرتا ہے نہ روکتا ہے (بالکل بے اختیار ہوتا ہے)۔

بعض اکابر کا خیال ہے کہ توکل خود کو چھوڑ دینے کا نام ہے۔ حضرت حمدونؒ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لینے کا نام توکل ہے، حضرت ابراہیم خواص نے ارشاد فرمایا کہ غیر اللہ سے امید و بیم کے تعلق کو منقطع کر دینے کا نام توکل ہے، بعض صوفیائے کرام کا قول ہے کہ ایک ہی زندگی پر اکتفا کرنا اور کل کا غم ترک کر دینے کا نام توکل ہے۔

توکل کی تین اہم باتیں حضرت علی رودباری نے فرمایا کہ توکل میں تین باتیں قابل لحاظ ہیں اول یہ کہ ملے تو شکر ادا کرے نہ ملے تو صبر کرے، دوم یہ کہ حصول و عدم حصول دونوں اس کی نظر میں یکساں ہوں سوم یہ کہ نہ ملنے پر اس وجہ سے شکر کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے یہی پسند کیا ہے اور اس کو یہی پسند ہے تو مجھے بھی یہ بات کیوں نہ پسند ہو، حضرت جعفر سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم خواص نے ارشاد فرمایا کہ میں مکہ کے سفر پر تھا اثنائے راہ میں مجھے ایک وحشی صورت نظر آئی میں نے اس سے کہا کہ تو انسان ہے یا جن! اس نے کہا خلدی میں انسان نہیں جن ہوں، میں نے کہا کہاں جا رہے ہو اس نے کہا مکہ جانے کا قصد ہے! میں نے کہا کہ بغیر زاد اور سواری کے! اس نے کہا کہ ہاں ہم میں سے بعض ایسے ہیں جو توکل پر سفر کرتے ہیں میں نے کہا کہ توکل کیا ہے؟ اس نے جواب دیا، اللہ سے لینا توکل ہے۔

حضرت سہلؒ نے فرمایا کہ کل مخلوق کو رزق پہنچانے والے کی معرفت کا نام توکل ہے اس اعتبار سے کسی کا توکل اس وقت تک کامل نہیں ہے جب تک اس کی نظر میں آسمان تانبے کی طرح اور لوہے کی طرح نہ ہو جائے، آسمان سے پانی نہ برسے اور زمین سے سبزہ نہ اُگے اُسے کوئی غرض نہیں وہ یقین کرے کہ ان دونوں کے درمیان میں جو مخلوق ہے ان کے رزق کا جو ضامن ہے وہی مجھے بھی رزق پہنچائے گا اور مجھے فراموش نہیں کرے گا۔

بعض اصحاب کا کہنا ہے کہ توکل یہ ہے کہ تو رزق کی خاطر خدا کی نافرمانی نہ کرے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ بندہ کے لئے یہی توکل کافی ہے کہ وہ اللہ کے سوا اپنے لئے کوئی اور مددگار اور اپنے رزق کے لئے کوئی دوسرا خازن اور اپنے اعمال کے لئے کوئی دوسرا دیکھنے والا پسند نہ کرے۔

حضرت جنیدؒ کا ارشاد توکل کے سلسلہ میں

توکل کے بارے حضرت جنیدؒ کا ارشاد ہے کہ توکل یہ ہے کہ اپنی تدبیر کو خدا کی راہ میں فنا کر دے اور اللہ تعالیٰ سے جو تیرا خیر من اور مدد گار ہے راضی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وکفیٰ باللہ وکیلا اور اللہ کا رسازی کے لئے کافی ہے۔ بعض حضرات کا ارشاد ہے کہ بندہ حقیر کو خداوند عظیم کو اپنے لئے کافی سمجھنا توکل ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو اپنے لئے کافی سمجھا تھا اور حضرت جبرئیل کی امداد کی پیشکش پر نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں کی۔ بعض کہتے ہیں کہ خالق دو جہاں پر بھروسہ کر کے جد و جہد سے باز رہنے کا نام توکل ہے۔ حضرت ہبلولؒ مجنون سے دریافت کیا گیا کہ بندہ کو متوکل کس وقت کہنا چاہیئے انھوں نے فرمایا کہ جب اس کا نفس مخلوق میں ہوتے ہوئے بھی مخلوق سے اجنبی اور بیگانہ رہے اور اس کا دل خدا کے ساتھ ہو!

حضرت اعظمؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو توکل کا یہ مقام کس طرح حاصل ہوا؟ آپ نے فرمایا چار باتوں کی وجہ سے اوّل یہ کہ مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ میرا رزق کوئی دوسرا نہیں کھائے گا لہٰذا میں اس کی تلاش میں مشغول نہیں ہوا اور دوسرے میں نے جان لیا کہ میرا عمل کوئی دوسرا انجام نہیں دیگا پس میں اس میں مشغول ہو گیا، تیسرے میں نے یقین کر لیا کہ موت اچانک آتی ہے لہٰذا میں اس کے پانے کی جلدی کرتا ہوں، چہارم میں نے جان لیا کہ میں ہر حال میں خدا کے سامنے موجود ہوں پس میں نے اس سے حیا کی۔

ابو موسیٰ دیبلی فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یحییٰ سے توکل کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ توکل یہ ہے کہ تو آگ کے منہ میں بھی ہاتھ ڈال دے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے تجھے کسی قسم کا گزند نہ پہنچے کا یقین ہو اور تجھے اس سے کچھ خوف نہ آئے، اس کے بعد ابو موسیٰ نے کہا کہ میں۔ یہی سوال حضرت بایزید بسطامی سے کرنے کے لئے نکلا چنانچہ شہر بسطام میں داخل ہوا اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے ان کی آواز آئی: ابو موسیٰ! کیا تمھارے لئے عبدالرحمٰن کا جواب کافی نہیں ہے جو تو کل کی حقیقت دریافت کرنے یہاں آئے ہو اور مجھ سے پوچھ رہے ہو! میں نے عرض کیا اے آقا دروازہ کھول دیجئے! اندر سے جواب آیا اگر تم ملاقاتی کی حیثیت سے تم میرے پاس آتے تو میں ضرور دروازہ کھول دیتا (تم سے ملتا) تم دروازہ ہی پر جواب سن لو اور لوٹ جاؤ۔ سنو! توکل یہ ہے کہ اگر وہ سانپ جو عرش کے گرد حلقہ زن ہے اگر تمھاری طرف بڑھے تو تم اس بنا پر ذرا بھی نہ ڈرو کہ خدا تمھارے ساتھ ہے۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر اپنے وطن دیبل لوٹ آیا اور ایک سال تک مقیم رہا پھر میں حضرت بایزیدؒ کی ملاقات کے ارادہ سے وہاں سے روانہ ہو کر بسطام پہنچا، جب میں ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور فرمایا، آؤ! اب تم میرے پاس ملاقاتی کی حیثیت سے آئے ہو، میں ان کے پاس تقریباً ایک ماہ ٹھہرا رہا اور اس عرصے میں جب میں نے اُن سے کوئی بات دریافت کرنا چاہی تو میرے سوال سے پہلے انھوں نے اس کا جواب دے دیا! ایک ماہ بعد میں نے ان سے رخصت طلب کی اور عرض کیا کہ مجھے آپ سے کچھ بھی فائدہ حاصل ہونا چاہیئے، انھوں نے فرمایا جان لو مخلوق کا فائدہ کوئی فائدہ نہیں ہے لہٰذا جاؤ! میں نے اسی قول کو فائدہ سمجھ لیا اور وہاں سے لوٹ آیا۔

ابن طاؤس۔ نے اپنے والد حضرت طاؤسؒ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی نے اپنی سواری کا اونٹ ایک جگہ بٹھا کر

باندھ دیا پھر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا کہ الٰہی! یہ سواری کا اونٹ مع تمام سامان کے جب تک یہ لوگوں میں ہے تیری ضمانت میں ہے!! یہ کہکر وہ مسجد الحرام میں چلا گیا، تھوڑی دیر بعد وہاں سے نکل کر اس جگہ پہنچا جہاں اونٹ باندھ دیا تھا دیکھا کہ اونٹ اور سامان سب کچھ غائب ہے اس نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا کہ الٰہی! میری کوئی چیز تو چوری نہیں گئی جو کچھ چوری گیا ہے وہ تیرا ہی تھا، تیری ہی چیز تیرے چوری کی گئی ہیں طاؤس کہتے ہیں کہ ہم یہ حال دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک کوہ ابوقبیس کی چوٹی سے ہم نے ایک شخص کو اترتے دیکھا جو آیا اس نے ہاتھ سے اونٹ کی مہار پکڑے اس کو کھینچ کر لا رہا تھا اور اس کا دایاں ہاتھ کٹا ہوا اس کے گلے میں جھول رہا تھا، وہ شخص اعرابی کے پاس آیا کہ لو اپنی سواری اور سامان! میں نے اعرابی سے کیفیت دریافت کی اس نے کہا کہ میں اس اونٹ اور سامان کو لیکر جب ابوقبیس پر پہنچا تو ایک سوار آیا اور مجھ سے کہا کہ اے چور! اپنا داہنا ہاتھ نکال، میں نے داہنا ہاتھ بڑھا دیا اس نے میرا داہنا ہاتھ پتھر پر رکھ کر کاٹ دیا اور میری گردن میں لٹکا دیا اور مجھ سے کہا کہ نیچے اتر اور یہ سواری اور سامان جس اعرابی کا ہے اس کو واپس کر دے!!

حضرت عمرؓ کا ارشاد

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر پورا پورا توکل رکھو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ضرور رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔ محمد بن کعب نے حضرت ابن عباس کے حوالے سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ وہ لوگوں میں بزرگ شمار ہو تو اس کو چاہیئے کہ اللہ سے ڈرے اور جس کو یہ بات پسند ہو کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ بے نیاز ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی چیز پر اپنے ہاتھ کی چیز کے مقابلہ میں زیادہ بھروسہ کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سلسلہ میں دو اشعار پڑھا کرتے تھے (جو یہ ہیں)

هُوَنْ عَلَيْكَ فَاِنَّ الْاُمُوْرَ — بِاَمْرِ اللّٰهِ مَقَادِيْرُهَا

کہ آسان کام خود پر جان لے یہ سارے کاموں میں — ہیں حکم ایزدی سے سارے اندازے ہی وابستہ

فَلَيْسَ بِاٰتِيْكَ مَصْرُوْفُهَا — وَلَا هَارِبٌ عَنْكَ مَصْدُوْرُهَا

نہ آئینگی تمہارے پاس، وہ پلٹی ہوئی چیزیں — مقدر میں جو ہے اسکو فراری کا نہیں رستہ

حضرت یحییٰ بن معاذؒ سے پوچھا گیا کہ آدمی کو متوکل کب کہا جاتا ہے؟ فرمایا جب اللہ تعالیٰ کی کارسازی پر خوش ہو! حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ہر ایک یہ کہتا ہے کہ میرا خدا پر توکل ہے، حالانکہ خدا کی قسم وہ جھوٹا ہے کیونکہ اگر خدا پر اس کو توکل ہوتا تو وہ اس پر راضی رہتا جو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں کرتا ہے۔ حضرت ابوتراب تخشبیؒ کہتے ہیں کہ بدن کو عبودیت میں لگا دینا، اپنے دل کو ربوبیت سے وابستہ کر دینا اور اپنے کاموں کی درستی کی طرف سے مطمئن ہو جانا توکل ہے، پس اگر اس کو کچھ مل جائے تو شکر ادا کرے نہ ملے تو صبر کرے۔

حضرت ذوالنونؒ مصری کا ارشاد ہے کہ نفس کی تدبیر کا ترک اور اپنی قوت اور غلبہ کا سہارا چھوڑ دینا توکل ہے آپ سے ایک شخص نے توکل کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا! اسباب دنیا کو چھوڑ دینا ذرائع کو ترک کر دینا توکل

ہے! سائل نے عرض کیا کہ اس سلسلہ میں کچھ مزید فرمائیے تو آپ نے فرمایا نفس کا بندگی میں لگا دینا اور اربابِ نیا سے اس کا نکال لینا توکل ہے! حضرت ذوالنونؒ مصری نے توکل کی یہ تعریف بھی کی ہے کہ توکل حرص و ہوا کو توڑ دینا ہے لیکن ظاہری کوشش تو وہ کسب ہے اور کسب سنت ثابت ہے' یہ قلبی توکل کو مانع نہیں ہے' جبکہ بندہ اپنے دل میں یہ بات راسخ کرلے کہ بلاشبہ تقدیر اللہ ہی کی طرف سے ہے اس لئے توکل کا مقام قلب ہی ہے' ایمان کو دل میں جما لینا ہی توکل ہے جس نے کسب کا انکار کیا گویا اس نے سنت سے انکار کیا اور جس نے توکل کا انکار کیا اس نے گویا ایمان کا انکار کیا' پس جب اسباب سے کوئی چیز مشکل ہو جائے تو سمجھ لے کہ اس کا تعلق تقدیر الٰہی سے ہے اور اگر کوئی چیز سہل ہو جائے تب بھی یہی سمجھے کہ وہ خدا ہی کے سہل کرنے سے سہل ہوئی ہے لہٰذا تمام اعضا و ظاہری قویٰ کو (کسی سبب کے مکمل کرنے میں اختیار کرنے میں کوشاں ہو کہ یہی حکم الٰہی ہے' ہاں باطن کو اللہ کے وعدہ سے مطمئن رکھے۔

حضرت انسؓ بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص ایک اونٹنی پر سوار آیا اور حضور رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اس اونٹنی کو چھوڑے دیتا ہوں اور (اس کی حفاظت کے لئے) اللہ پر توکل کرتا ہوں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو باندھ دو اور پھر خدا پر توکل کرو۔

صلحاً اور عرفاً نے کہا ہے کہ توکل اس شیر خوار بچہ کی طرح ہے جو سوائے اپنی ماں کی چھاتی کے اور کوئی مٹھ کانا نہیں جانتا اسی طرح متوکل بھی سوائے خدا کے اور کسی سہارے کو نہیں جانتا' بعض حضرات نے توکل کی تعریف اس طرح کی ہے کہ توکل اپنے شکوک کو رفع کرنا اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہے' بعض حضرات کہتے ہیں کہ خدائے عزوجل کی قدرت پر اعتماد کرنا اور دوسرے لوگوں کی قدرت اور اختیار سے ناامید ہو جانا توکل ہے۔

حسنِ اَخلاق

حسنِ اَخلاق کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے جو اس نے اپنے محبوبِ برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں قرآن میں نازل فرمایا ہے یعنی اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ' بلاشبہ آپ عظیم اَخلاق پر فائز ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! کس مومن کا ایمان افضل ہے' آپ نے فرمایا جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔

حسنِ اخلاق کی فضیلت حسنِ خلق بندے کی تمام صفتوں میں افضل ہے' اس سے جوانمردوں کے جوہر نمایاں ہوتے ہیں' انسان اپنی جسمانی بناوٹ کے لحاظ سے پوشیدہ ہے لیکن اپنے اخلاق کے لحاظ سے ظاہر و نمایاں ہے' بعض محققین نے کہا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزے کی تین اور بہت سے فضائل خاص طور پر عطا فرمائے لیکن ان فضائل میں سے کسی ایک کی ایسی تعریف نہیں کی جیسی کہ آپ کے اخلاق کی فرمائی' یعنی ارشاد فرمایا وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ بعض محققین کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلق

کی بہ تعریف اس لئے فرمائی کہ آپ نے دونوں جہان بخشدیئے اور خدا پر ہی اکتفا کیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ خلق عظیم یہ ہے کہ کمال معرفتِ الٰہی کی بنا، پر کسی سے جھگڑا نہ کیا جائے نہ کوئی اس سے جھگڑا کرے یعنی نہ کسی سے اپنا حق مانگے کہ اس کے باعث جھگڑا کرنا پڑے اور نہ کسی کی حق تلفی کرے کہ اس کے باعث دوسرا اس سے جھگڑے۔ بعض حضرات نے خلق عظیم کی تعریف یہ کی ہے کہ حق کی معرفت کے بعد دوسرے لوگوں کے برے اخلاق اس پر اثر انداز نہ ہوں۔ حضرت ابوسعید خرازؒ نے فرمایا کہ حسن خلق یہ ہے کہ آدمی کے ارادہ کے سامنے للہ کے سوا کوئی نہ ہو (اس کا ارادہ اللہ کی رضا کے تحت ہو) حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حارث محاسبیؒ کو کہتے سنا ہے کہ ہم نے تین چیزوں کو کھوجا ہے اول کشادہ روئی و حفظ آبرو، دوم بغیر خیانت کے خوش کلامی، سوم وفائے عہد کے ساتھ دوستی کا نبھانا۔ بعض حضرات کا قول ہے کہ خلق حسن یہ ہے کہ تم سے جو چیز دوسروں کو پہنچے اس کو تم حقیر سمجھو اور دوسروں سے جو کچھ تم کو ملے اس کو عظیم سمجھو۔ بعض کہتے ہیں کہ حسن خلق یہ ہے کہ تم اپنی طرف سے دوسروں کو ایذا نہ دو اور دوسروں کی طرف سے پہنچنے والی ایذا کو برداشت کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا "تمہارے مال میں سب لوگوں (کے خرچ) کی یقیناً گنجائش نہیں ہوگی لیکن خندہ پیشانی اور حسن خلق میں تو ان کی سمائی کرلو!

اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن خلق یہ ہے کہ تم اس کے اوامر کو بجالاؤ اور ممنوعات کو ترک کردو اور عام حالت میں بغیر کسی استحقاق ثواب کے اس کی اطاعت کرو اور بغیر تردد کے اپنے تمام مقدرات کو اسی کے سپرد کردو اور بغیر کسی شرک کے اس کو ایک تسلیم کرو اور بغیر کسی شک کے اس کو وعدہ میں سچا جانو۔

حضرت ذوالنون مصریؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ اندوہناک حالت کس شخص کی ہے؟ فرمایا اس کی جو سب سے بدخلق ہو۔ حضرت حسن بصریؒ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے) کی تفسیر کرتے ہوئے کہا یعنی اپنے خلق کو اچھا (پاکیزہ) کرلو!

بعض لوگوں نے آیت وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً (اور اللہ تعالیٰ نے تم کو ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی نعمتیں پوری پوری عطا کی ہیں) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ظاہری نعمت تو اعضائے جسمانی کی صحت و تندرستی ہے اور باطنی نعمت اخلاق کی پاکیزگی ہے۔

حضرت ابراہیم ادہمؒ کا ارشاد حضرت ابراہیم ادہمؒ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ نے دنیا میں کبھی خوش بھی ہوئے؟ فرمایا ہاں دو مرتبہ ایسا ہوا پہلی مرتبہ تو اس وقت جب کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک کتا آیا اور مجھ پر پیشاب کر دیا، دوسری بار اس وقت جب میں بیٹھا تھا تو ایک آدمی آیا اور اس نے میرے طمانچہ مارا۔

روایت ہے کہ حضرت اویس قرنیؒ کو جب لڑکے دیکھتے تو آپ کو اینٹیں مارتے، آپ ان سے کہتے اگر پتھر مارتے ہی ہو تو چھوٹے چھوٹے پتھر مارو تاکہ میری ہڈیاں (ان بڑے پتھروں اور اینٹوں سے) لہولہان نہ ہو جائیں اور میں نماز نہ پڑھ سکوں۔ ایک روایت ہے کہ ایک شخص احنف بن قیس کے پیچھے پیچھے ان کو گالیاں دیتا جاتا تھا، جب حضرت اپنے

قبیلہ کے قریب پہنچ گئے تو ٹھہر گئے اور فرمایا اے شخص! اگر تیرے دل میں کچھ اور باقی رہ گیا ہو تو اسے بھی کہہ ڈال ایسا نہ ہو کہ آگے بڑھ کر کوئی نادان شخص تیری گالیاں سنے اور مجھے گالیاں دینے لگے تو اس وقت تجھے افسوس ہوگا۔

حضرت حاتم اصم سے کہا گیا کہ انسان ہر ایک کی (بات) برداشت کر لیتا ہے آپ نے فرمایا ہاں مگر اپنے نفس کے سوا! روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو آواز دی! اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ نے دوسری پھر تیسری بار آواز دی تب بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ اس کے پاس گئے تو اس کو لیٹے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا اے غلام کیا تو سن نہیں رہا ہے اس نے کہا ہاں میں سن رہا ہوں، آپ نے فرمایا پھر تو نے جواب کیوں نہیں دیا، اس نے فرمایا مجھے آپ کی سزا کا تو کوئی ڈر ہی نہیں تھا اس لئے میں نے جواب دینے میں سستی کی! آپ نے فرمایا جا تو اللہ کے لئے آزاد ہے!

بعض حضرات کا قول ہے کہ حسن خلق یہ ہے کہ تم لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے بھی ان سے بیگانہ رہو، بعض کا خیال ہے کہ حسن خلق یہ ہے کہ مخلوق کی طرف سے جو ظلم تم پر کیا جاتے اس کو برداشت کر لو اور ان کا حق بغیر تنگدلی اور ناگواری کے ادا کرتے رہو۔ انجیل میں موجود ہے! میرے بندے مجھے یاد رکھ جب تو غصہ میں ہو میں تجھے اپنے غضب کے وقت اپنی رحمت کے ساتھ یاد رکھوں گا۔

مالک بن دینار سے کسی عورت نے کہا! اے ریاکار! آپ نے اس کو جواب دیا کہ تم نے میرا وہ نام پالیا جسے اہل بصرہ بھول چکے تھے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا! اے میرے پیارے بیٹے تین قسم کے لوگ ان تین موقعوں پر پہچانے جاتے ہیں۔ (۱) حلیم و بردبار غصہ کے وقت، (۲) بہادر جنگ کے موقع پر اور (۳) دوست حاجت و ضرورت کے وقت۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا الٰہی میری مجھ سے یہ درخواست ہے کہ میرے بارے میں وہ کچھ نہ کہا جائے جو مجھ میں موجود نہیں ہے۔ (یعنی مجھ پر بہتان تراشی نہ ہو) جواب آیا کہ یہ ہم نے اپنے لئے جب نہیں کیا تو تیرے لئے کیسے کروں!!

شکر

شکر کی اصل شکر کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہارے لئے نعمتیں ضرور اور زیادہ کروں گا)۔ یہ حدیث بھی شکر کی حقیقت پر روشنی ڈالتی ہے جس کو حضرت عطاؒ نے نقل کیا ہے، حضرت عطاؒ کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا اُمّ المومنین آپ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے عمدہ اور اعلیٰ وہ بات بتائیں جو آپ نے کبھی دیکھی ہو۔ یہ سن کر آپ اشکبار ہوئیں اور فرمایا آپ کی کونسی بات ایسی نہ تھی جو عمدہ اور اعلیٰ نہ ہو ایک مرتبہ رات میں آپ میرے پاس تشریف لائے اور میرے ساتھ آرام فرمانے لگے، آپ کو مجھ سے اس قدر قرب تھا کہ میری جلد آپ کی جلد سے مس ہو رہی تھی، آپ نے فرمایا اے ابوبکرؓ کی بیٹی آج تم مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے دو! میں نے عرض کیا ہر چند کہ آپ کا قرب مجھے پسند ہے لیکن میں آپ کی خواہش کو

ترجیح دیتی، اور میں نے آپ کو اجازت دے دی، حضور والا اٹھ کر مشک کے پاس تشریف لے گئے اور وضو میں کافی پانی صرف کیا پھر کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ آپ قیام کی حالت میں اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو آپ کے نورانی سینے تک پہنچنے لگے پھر آپ نے رکوع فرمایا اور پھر انکساری کی، پھر سجدہ کیا اور روتے رہے پھر سر مبارک اٹھایا اس دوران میں بھی آپ انکسار سے یہاں تک کہ حضرت بلال آئے اور نماز فجر کی اطلاع دی۔ اس وقت میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس قدر رونے کا موجب کیا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ بخشدیئے ہیں۔ آپ نے یہ سنکر فرمایا کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں اور کیوں کر ایسا نہ کروں جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے ۷۷۷۷

اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ (آسمانوں اور زمین کے مابین نشانیاں ہیں۔ آخر آیت تک)

اہل تحقیق نے شکر کی حقیقت میں کہا کہ یہ عاجزانہ طور پر منعم کی نعمت کا اعتراف کرنا ہے اور اسی معنی میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے لفظ شکور مجازاً فرمایا ہے جس کے معنی ہیں کہ وہ بندوں کو ان کی شکر گذاری کا بدلہ دیتا ہے، شکر کے بدلہ کو بھی شکر کہا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے ۷۷۷۷

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا یعنی برائی کے بدلہ برائی کو مجازاً فرمایا ہے ورنہ حقیقت میں آئی کا بدلہ برائی نہیں ہے)۔ بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ شکر کی حقیقت یہ کسی محسن کے احسان کو یاد کر کے اس کی تعریف کرنا، لہٰذا بندہ کی طرف سے خداوند تعالیٰ کے شکر ادا کرنے کے معنی ہی خدا کی تعریف اس کے احسان کی یاد کے ساتھ اور خدا کی طرف سے بندہ کا شکر ادا کرنے کے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے بندہ کی شکر گذاری پر اس کی تعریف کرنا! بندہ کا احسان رحسن گزار، خداوند تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہے اور حق تعالیٰ کا احسان اپنے بندہ پر انعام و اکرام فرمانا ہے۔ بندہ کی طرف سے اللہ کا شکر ادا کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعام کا زبان سے ذکر اور دل سے اس کا اقرار کرے۔ ۱۲۱۲

شکر کی قسمیں

شکر کی کئی قسمیں ہیں اول زبان کا شکر، زبان کا شکریہ ہے کہ عاجزانہ طریقے پر اللہ کی تعریف کے ساتھ ساتھ اللہ کی نعمت کا اعتراف و اقرار! دوم، بدن اور اعضا کے ساتھ شکر، وفاداری اور خدمت کے ساتھ شکر گذاری ہے۔ سوم، دل کا شکر، یہ حدود الٰہی کی پابندی کے ساتھ حاضری کے فرشتہ پر یکسوئی کے ساتھ ٹھہرا ہو جانا۔ چہارم، آنکھوں اور کانوں کا شکر، آنکھوں کا شکریہ ہے کہ اپنے ساتھی کے عیب کو دیکھ کر اس سے اغماض اور پردہ پوشی کرے، کانوں کا شکریہ ہے کہ ساتھی کے اندر کسی عیب کی خبر سنکر اس کو چھپالے! تمام مباحث کا حاصل یہ ہے کہ شکریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہوتے ہوئے اس کی نافرمانی نہ کرنا۔ ۷۷۷۷

کہا گیا ہے کہ عالموں کا شکر قول (قول سے) ہوتا ہے اور عابدوں کا عمل اور عارفوں کا شکر یہ ہے کہ اللہ کے حکم پر ہر حال میں قائم رہیں اور یقین رکھیں کہ ہم سے جو نیکی ہو رہی ہے اور جس طاعت و عبدیت اور ذکر خداوندی کا جو ظہور ہم سے ہو رہا ہے وہ سب کچھ اللہ کی توفیق، اس کی مدد و قوت، طاقت اور اس کے انعام کی بدولت ہوا ہے۔

ے قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں۔

بندہ کو چاہئے کہ شکر میں اپنے احوال سے الگ تھلگ ہو کر اللہ کی ذات وصفات اور نور میں فنا ہو جائے، اپنی عاجزی، نادانی کو تاہی کا اقرار کرے اور ہر حال میں اپنا مرکز سکون اسی کی ذات کو جانے۔

شکر کی تعریف میں مختلف اقوال:

ابوبکر وراق کا ارشاد ہے کہ حدود الٰہی کی حفاظت کرنا اور احسان الٰہی کا مشاہدہ کرنا شکر نعمت ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنے نفس کو طفیلی سمجھنا بھی شکر نعمت ہے (ادائے شکر میں) حضرت ابو عثمانؒ نے فرمایا ادائے شکر سے قاصر رہنے کی معرفت کا نام شکر ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ شکر کا شکر ادا کرنا ہی کامل شکر ہے (یعنی اس بات کا شکر ادا کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے شکر کی توفیق عطا فرمائی کامل شکر ہے) کہ توفیق شکر بھی ایک بڑی نعمت ہے لہٰذا بندہ کو چاہئے کہ پہلے شکر ادا کرے پھر شکر کی توفیق کا شکر ادا کرے پھر توفیق شکر پر شکر ادا کرنے کا شکر ادا کرے اس طرح شکر ادا کرنے کا ایک غیر محدود سلسلہ جاری رکھا جائے!

بعض اہل تحقیق نے کہا کہ نعمت کو منعم کی طرف عاجزانہ انداز بیان کے ساتھ منسوب کرنا شکر ہے۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ شکر یہ ہے کہ تم خود کو اللہ کی نعمت کا اہل نہ سمجھو! بعض نے کہا ہے کہ شاکر وہ ہے جو نعمت موجودہ پر شکر ادا کرے اور مشکور (بہت شکر گذار) وہ ہے جو اس نعمت پر شکر ادا کرے جو اس کو ابھی نہیں ملی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے شاکر وہ ہے جو ملنے پر شکر کرے اور مشکور وہ ہے جو نہ ملنے پر شکر کرے اور مشکور وہ ہے جو نہ ملنے پر شکر کرے، ایک قول یہ بھی ہے کہ شاکر وہ ہے جو انعام وبخشش پر شکر ادا کرے اور مشکور وہ ہے جو مصیبت پر شکر کرے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شاکر وہ ہے جو کسی نعمت کے ملنے پر شکر ادا کرے اور مشکور وہ ہے جو نعمت کے عدم حصول پر بھی شکر کرے۔

حضرت شبلیؒ نے فرمایا کہ شکر منعم کا دیدار ہے نہ کہ نعمت کا، بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ شکر نعمت موجودہ کو قید رکھتا ہے اور نعمت غائب کو شکار کرتا ہے۔ ابو عثمانؒ کا ارشاد ہے عوام کا شکر تو ماکولات، مشروبات اور ملبوسات پر ہوتا ہے اور خواص کا شکر ان کی واردات قلبی پر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "میرے بندوں میں تھوڑے ہی شکر گذار بندے ہیں"۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا! الٰہی میں تیرا کس طرح شکر ادا کروں تیرا شکر ادا کرنا بھی تو تیری ایک نعمت ہے، پس اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی کہ تو نے میرا شکر اب ادا کیا! بعض کا قول ہے کہ جب اے انسان تیرا ہاتھ بدلہ چکانے سے قاصر ہے تو چاہئے کہ تیری زبان شکر میں دراز ہو۔

روایت ہے کہ جب حضرت ادریس علیہ السلام کو معرفت کی خوشخبری دی گئی تو انھوں نے کچھ زندگی مانگی ان سے پوچھا گیا کہ مزید زندگی کیوں چاہتے ہو عرض کیا اس لئے کہ تیری نعمت کا شکر ادا کر سکوں اس سے پہلے تو میں مغفرت کے لئے مصروف عمل رہتا تھا یہ سن کر فرشتے نے اپنے بازو پھیلائے اور ان کو اوپر اٹھا لیا گیا۔

روایت ہے کہ کسی نبی کا ایک چھوٹے پتھر کے پاس سے گزر ہوا اس پتھر سے بڑی مقدار میں پانی جاری تھا، یہ بات دیکھ کر ان کو بہت تعجب ہوا اللہ تعالیٰ نے پتھر کو گویائی کی قوت عطا کر دی۔ نبی اللہ نے اس سے پانی نکلنے کی وجہ دریافت کی، پتھر نے جواب دیا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آیت وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (آدمی اور پتھر دوزخ کا

وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ۝

ایندھن ہوں گے) نازل فرمائی ہے میں خوف کے باعث روتا رہتا ہوں (یہ پانی میرے آنسو ہیں)۔ نبی اللہ نے دعا کی کہ الٰہی اس پتھر کو دوزخ سے محفوظ رکھ، وحی نازل ہوئی کہ ہم نے اس کو نجات دے دی، نبی اللہ وہاں سے رخصت ہو گئے جب واپس ہوئے تو پہلے سے زیادہ پانی اس پتھر سے نکلتے دیکھا یہ دیکھ کر ان کو تعجب ہوا اللہ نے پتھر کو پھر قوت گویائی عطا فرمادی اور نبی اللہ نے پتھر سے اس طرح رونے کی وجہ دریافت کی اور فرمایا کہ میں نے تیری بخشش کے لئے دعا کی تھی (اور وہ قبول ہو گئی ہے) پتھر نے عرض کیا کہ پہلا رونا تو غم اور خوف کا رونا تھا اور یہ رونا شکر اور مسرت کا رونا ہے۔

بعض اصحاب کا ارشاد ہے کہ شاکر کو مزید نعمتیں حاصل ہوتی ہیں کیونکہ اس کو نعمتوں کا مشاہدہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تم شکر نعمت بجالاؤ گے تو میں تم کو مزید نعمتوں سے نوازوں گا۔

مصیبت پر صبر کرنے والا اللہ کی پناہ لیتا ہے کیونکہ وہ مشاہدۂ مصیبت میں ہوتا ہے اس پر انعام یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں، بعض حضرات کا ارشاد ہے کہ اپنی سانسوں پر حمد کرنا اور حواس کی نعمتوں پر شکر کرنا ہی شکر ہے، حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جنت کی طرف سب سے پہلے حمد کرنے والے بلائے جائیں گے، بعض کا قول ہے اللہ نے جو مصیبت دفع فرمادی ہے اس پر حمد ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو احسان فرمایا ہے اس پر شکر ہوتا ہے منقول ہے کہ ایک شخص کا آثنائے سفر ایک بڑے بوڑھے کے پاس گزر ہوا میاں نے اس سال خورہ سے اس کا حال دریافت کیا اس نے کہا کہ میں ابتدائے جوانی میں اپنی چچازاد بہن سے محبت کرتا تھا اور وہ بھی مجھے اسی طرح چاہتی تھی۔ حسن اتفاق کہ میرا اس سے نکاح ہو گیا، جب شب زفاف ہوئی تو میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ آؤ! آج رات ہم دونوں اللہ کی عبادت اس شکر میں کریں کہ اس نے ہم دونوں کو ملا دیا چنانچہ (قرعت کے بجائے) وہ پوری رات ہم نے عبادت میں گزار دی! اس وقت سے آج تک بستر اتنی سال ہم کو اسی حالت میں ہو گئے ہیں، ہر رات یہی کیفیت ہوتی ہے اس وقت جب یہ باتیں ہو رہی تھیں اس کی بیوی بھی اس کے ساتھ تھی، ان بزرگ نے اپنی بیوی سے اس بات کی جب تصدیق چاہی تو بیوی نے کہا ایسا ہی ہے۔

صبر

اللہ تعالیٰ کا یہ قول صبر کے سلسلے میں اصل ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو! صبر کرو، اور صبر کراؤ اور ڈرو، شاید اس سے تم کو رستگاری حاصل ہو جائے۔

اسی سلسلہ میں ایک دوسری آیت ہے:

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۝

تم صبر کرو! صبر اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ ہے۔

اسی سلسلہ میں وہ حدیث شریف ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا صبر وہی ہے جو پہلی ہی مصیبت پر ہو، ایک روایت میں آیا ہے ایک شخص نے خدمت نبوی میں عرض کیا یا رسول میرا مال جاتا رہا اور میری صحت ختم ہوگئی (جسم بیمار ہوگیا) حضور نے ارشاد فرمایا اس بندے میں کوئی بھلائی نہیں ہے جس کا مال چوری نہ جائے اور جسم بیمار نہ ہو"

اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتا ہے تو اس کی آزمائش کرتا ہے اور جب اس کو آزمائش میں ڈالتا ہے تو اس کو صبر بھی عطا فرماتا ہے ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے یہاں بندہ کے لئے ضرور ایک ایسا درجہ ہوتا ہے کہ اس درجہ تک وہ اپنے عمل کے ذریعہ نہیں پہنچ پاتا یہاں تک کہ وہ کسی جسمانی تکلیف (مرض) میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس ذریعہ سے اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے، ایک اور حدیث میں اس طرح ہے کہ جب آیت مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق نے خدمت نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اب اس آیت کے نزول کے بعد فلاح کس طرح میسر ہوگی؟ حضور نے فرمایا "ابوبکرؓ خدا تمہاری مغفرت فرمائے کیا تم علیل نہیں ہوتے؟ کیا تم پر کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی، کیا تم صبر نہیں کرتے؟ کیا تم غمزدہ نہیں ہوتے؟ بس یہی تمہارے گناہ کا بدلہ ہو جاتا ہے، یعنی جو کچھ دکھ تم پر آتے ہیں وہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں"

صبر کی قسمیں

صبر کی کئی قسمیں ہیں اوّل اللہ کے لئے صبر کرنا یعنی حکم الٰہی کی بجا آوری اور ممانعت کی اطاعت میں جو کچھ تکلیف پہنچے اس پر صبر کرنا۔ دوم اللہ تعالیٰ کی مشیت پر صبر کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کا جو کچھ فیصلہ اور احکام جاری ہوں اور ان سے تم پر کچھ مصیبت آئے یا افتاد پڑے اس پر صبر کرنا۔ سوم اللہ کے وعدوں پر صبر کرنا یعنی رزق کی کشائش، مالی ضروریات کی تکمیل، ضرورت کا روا ہونا، اور آخرت میں ثواب کا جو وعدہ کیا ہے اس وعدہ پر صبر کرنا۔

بعض اہل تحقیق نے صبر کی دو قسمیں بیان کی ہیں اوّل یہ کہ ان چیزوں کے کرنے یا نہ کرنے پر صبر کرنا جن کے کرنے پر بندے کو اختیار ہے دوم ان باتوں پر صبر کرنا جن پر بندہ کو اختیار نہیں ہے۔ پہلے قسم کے صبر کی دو صورتیں ہیں اول اوامر الٰہی کی تعمیل پر صبر دوم نواہی کی اطاعت پر صبر، دوسری قسم کا صبر یہ ہے کہ ان امور پر صبر کرے جو بندے کے اختیار میں نہیں ہیں یعنی انسان کے لئے جسمانی، دلی یا روحانی تکلیف کا جو حکم الٰہی ہے اور مشیت خداوندی ہے اس پر صبر کرنا (مایوسی اور ناشکرانی نہ کرنا)

بعض اصحاب کا قول ہے کہ صبر کرنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں اوّل وہ تکلف اور جبر کے ساتھ صبر کرے۔ دوم عام صبر کرنے والا سوم بہت زیادہ صبر کرنے والا۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت شبلیؒ سے کہا کہ کون سا صبر صابر کے لئے سب سے زیادہ سخت ہے آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں صبر کرنا اس شخص نے کہا نہیں آپ نے فرمایا صبر للہ (اللہ کے واسطے صبر کرنا اس نے کہا نہیں یہ بھی نہیں ہے آپ نے فرمایا صبر مع اللہ (اللہ کی معیت کا مشاہدہ کرنے میں صابر رہنا) اس شخص نے کہا نہیں آپ نے اس سے فرمایا پھر کونسا صبر ہے اس شخص نے جواب دیا صبر عن اللہ (اللہ کو دیکھتے ہوئے صبر کرنا) یہ سنتے ہی حضرت شبلیؒ نے ایک چیخ ماری یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کی روح نکل جائے گی۔

حضرت جنیدؒ کا ارشاد حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دنیا سے آخرت کی طرف جانا مومن کے لئے آسان اور سہل ہے لیکن خدا کی راہ میں مخلوق کو چھوڑ دینا مشکل ہے اور نفس کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا مشکل تر ہے اور صبر مع اللہ مشکل ترین صبر ہے۔ ایک بار حب صبر کے بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ منہ بگاڑے بغیر کسی کڑوی چیز کا ایک ایک گھونٹ کر کے پینا صبر ہے۔

حضرت علیؓ کا ارشاد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا صبر ایمان سے اسی طرح وابستہ ہے جس طرح سر بدن سے لگا ہوتا ہے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ صبر اللہ کی ناپسند چیزوں سے دور رہنے اور مصائب کے غموں کا گھونٹ گھونٹ پینا اور معاش کی تنگی کے باوجود بے نیازی کا اظہار کرنا صبر ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کا نام صبر ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ صبر کے معنی ہیں مصائب میں اظہار شکوہ و شکایت کے بغیر فنا ہو جانا۔ بعض کہتے ہیں کہ جس طرح عافیت، آسودگی کی موجودگی میں دل کو ایک گونہ سکون ہوتا ہے اسی طرح مصیبت کی حالت میں دل کے ٹھہراؤ اور سکون کا نام صبر ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبادت کی بہترین جزا صبر کی جزا ہے اس سے بڑھکر کوئی جزا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب پورا پورا دیا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:۔

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ۔ جن لوگوں نے صبر کیا ہم ضرور انھیں زیادہ نیک چیزوں کے ساتھ اجر دینگے جیسا کہ وہ صبر کرتے ہیں۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں ثابت قدم رہنا اور اس کی فرستادہ مصیبت کے دکھوں کا کشادہ دلی سے استقبال کرنا صبر ہے۔ حضرت خواصؒ نے فرمایا کہ صبر مع اللہ کے معنی ہیں قرآن اور سنت الرسول اللہ کے احکام پر ثابت قدم رہنا۔ یحییٰ بن معاذ رازیؒ نے کہا کہ عاشقوں کا صبر زاہدوں کے صبر سے زیادہ سخت ہے۔

اَلصَّبْرُ يَحْمِلُ فِى الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا
اِلَّا عَلَيْكَ فَاِنَّهٗ لَا يَحْمِلُ

صبر کرتے ہیں ہم بہر صورت ۔ بس ترے واسطے نہیں ہوتا

بعض حضرات کا ارشاد ہے کہ صبر شکایت کا ترک کرنا ہے، بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی اختیار کرنا اور اس کی پناہ چاہنا صبر ہے، بعض کہتے ہیں کہ صبر کے معنی ہیں صرف خدا سے مدد مانگنا بعض کہتے ہیں کہ صبر اللہ کے اسم کی طرح ہے۔ کہا گیا ہے کہ صبر یہ ہے کہ لعنت و مصیبت میں فرق نہ کرے اور دونوں صورتوں میں ذہنی سکون رکھے۔

رضا

رضا کی تعریف رضا کی اصل تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اللہ ان مسلمانوں سے راضی ہوا اور وہ

اس سے راضی ہوئے)۔ ایک دوسری آیت ہے: یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ ۝ (ان کا رب ان کو اپنی رحمت اور رضامندی کی بشارت دیتا ہے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اپنے رب کی ربوبیت سے راضی ہوا"۔ روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو لکھا تھا "حمد و صلوٰۃ کے بعد) کل بھلائی اللہ کے حکم پر راضی برضا ہونے میں ہے پس اگر تم راضی رہ سکو تو بہتر ہے ورنہ صبر کرو۔ اس ارشاد الٰہی وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا (جب ان میں سے کسی کو جس کی تم نے اپنے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو غم سے اس کا منہ سیاہ پڑ جاتا ہے)۔ کی تشریح و تفسیر میں حضرت قتادہؓ نے فرمایا مشرکوں کا طریقہ تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خبث عمل کی اس آیت میں خبر دی ہے۔ پس مومن کے شایان شان ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اس کو مقسوم کر دیا ہے اس پر راضی رہے۔ اللہ کا فیصلہ خود اپنے فیصلے سے کہیں بہتر ہے۔

اے ابن آدم! جو کچھ خدا نے تیرے لئے مقرر فرما دیا ہے اور جس کو تو ناگوار محسوس کر رہا ہے وہ تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ خداوند تعالیٰ تیرے لئے تیری پسندیدہ چیز مقرر کرتا۔ خدا سے ڈر اور اس کی قضا پر راضی رہ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝

اور جس چیز کو تم ناگوار سمجھتے ہو ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور جس چیز کو تم پسند کرتے ہو شاید وہ تمہارے لئے بری ہو اللہ واقف ہے تم ناواقف ہو۔ (تمہاری دینی و دنیوی مصلحت سے اللہ ہی واقف ہے)۔

پس اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے ان کی مصلحتیں پوشیدہ رکھی ہیں اور ان کو اپنی بندگی کے لئے مکلف بنایا ہے جس سے مراد اوامر کا پورا کرنا اور ممنوعات (نواہی) سے رکنا، مقدر کے آگے سر جھکانا اور قضائے الٰہی پر اپنے تمام منافع اور نقصانات میں راضی برضا رہنا، اللہ تعالیٰ نے انجام اور مصلحتوں کو اپنے اختیار میں رکھا ہے، پس بندے کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے آقا و مولا کی اطاعت میں لگا رہے اور اس سے راضی رہے جو کچھ خدا نے اس کے لئے مقسوم کر دیا ہے۔ اس پر تہمت نہ دے، یہ بات اچھی طرح جان لو کہ آدمی اپنے مقسوم کے لئے جس قدر تقدیر کے مقابلہ میں کشمکش کرے گا، اور جتنا بھی اپنی خواہش کے درپے ہوگا اور جس قدر رضا اور قضا کو ترک کرے گا اسی قدر تکلیف میں رہے گا، جو شخص تقدیر کے حکم پر راضی رہتا ہے وہ آرام سے رہتا ہے۔ اور جو تقدیر خداوندی سے ناراض رہتا ہے اس کا رنج و الم بڑھ جاتا ہے حالانکہ دنیا میں وہی کچھ ملتا ہے جو مقسوم میں ہوتا ہے۔ جب تک نفسانی خواہش انسان پر حکمران اور اس کی پیشوا رہتی ہے اور بندہ حکم قضا پر راضی نہیں ہوتا وہ نتیجہ میں دکھ پر دکھ سہتا ہے اور اس کی تکلیف میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، راحت کا حصول نفس کی مخالفت میں ہے اس لئے کہ اس صورت میں لامحالہ راضی بقضا ہونا ہوتا ہے اور نفس کی موافقت کا نتیجہ تکلیف اور مشقت، پس اس لئے کہ اس صورت میں بندہ کو حق سے کشاکش کرنا پڑتی ہے، خدا کرے کہ خواہش نفس باقی نہ رہے اور وہ ہو تو ہمارا بھلا باقی نہ ہو!

رضا حال ہے یا مقام

صاحبانِ طریقت کے مابین اس تعیین میں اختلاف ہے کہ رضا حال ہے یا مقام: اہل عراق نے اس کو حال کہا ہے بندہ کے اختیار کو اس میں دخل ہے یہ بھی منجانب دل ہی پیدا ہونے والی ایک حالت ہے اور غیر مستقل ہے اس کے بعد دوسری حالت آجاتی ہے۔

صوفیائے خراسان فرماتے ہیں کہ رضا ایک مقام ہے اور توکل کی آخری حد ہے اس حد تک بندہ اپنی ریاضت سے پہنچ سکتا ہے دونوں قولوں میں مطابقت اس طرح ہوسکتی ہے کہ ابتدائی رضا بندہ کو ریاضت سے حاصل ہوسکتی ہے یہ رضا (کسب عبد) کا ایک مقام ہے اور انتہائے رضا ایک حال ہے جو قابلِ کسب نہیں ہے، پس صاحب رضا وہ بندہ ہے جو تقدیر خداوندی پر اعتراض نہ کرے۔ ابو علی وقاق فرماتے ہیں رضا یہ نہیں ہے کہ تکلیف کا احساس ہی نہ کرے بلکہ رضا یہ ہے کہ تو تقدیر خداوندی پر اعتراض نہ کرے۔ کچھ اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ تقدیر خداوندی پر رضا اختیار کرنا خدا رسی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اور دنیا کی جنت ہے یعنی جس بندہ کو رضا سے نوازا گیا اس کو کامل فراغ حاصل ہوگئی اور قرب اعلیٰ سے سرفراز کیا گیا!

روایت ہے کہ ایک شاگرد نے اپنے استاد سے دریافت کیا کہ کیا بندہ یہ جان سکتا ہے کہ خدا اس سے راضی ہے؟ استاد نے جواب دیا: نہیں جان سکتا: غور کرو کہ کس طرح جان سکتا ہے جب کہ رضائے الٰہی پوشیدہ ہے۔ شاگرد نے کہا کہ بندہ رضائے الٰہی جان لیتا ہے: استاد نے کہا کس طرح: شاگرد نے جواب دیا کہ جب میں اپنے قلب کو خدا سے راضی پاتا ہوں تو جان لیتا ہوں کہ وہ مجھ سے راضی ہے، استاد نے کہا کہ اے شاگرد تو نے خوب بات کہی! بندہ اسی وقت خدا سے راضی ہوتا ہے جب کہ خدا اس سے راضی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا وہ خدا سے راضی ہوئے) یعنی خدا کی خوشنودی کے باعث وہ لوگ خوش ہوئے، بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی: الٰہی مجھے ایسا کوئی عمل بتادے جس کے کرنے سے تو راضی ہو، اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ تجھ میں اس کی طاقت نہیں: حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر پڑے، اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے عمران کے بیٹے! میری رضا اس میں ہے کہ تو میری قضا پر راضی رہے!

کہا گیا ہے کہ جو کوئی مقام رضا پر پہنچنا چاہے اس کو چاہیئے کہ اس عمل کو اختیار کرے جس میں خدا نے اپنی رضا رکھی ہے۔ رضا کی دو قسمیں ہیں ایک خدا پر راضی رہنا دوسرے خدا سے راضی رہنا، خدا پر راضی رہنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اس کو صاحب تدبیر مانے اور خدا سے راضی رہنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ حاکم اور صاحب فیصلہ ہونے کے اعتبار سے جو فیصلہ کرتا ہے ان فیصلوں سے راضی رہے اور بعض نے کہا کہ رضا یہ ہے کہ اگر دوزخ اس کی داہنی جانب ہو جائے تو اس کو بائیں جانب کرنے کا خیال دل میں نہ لائے۔ کہا گیا ہے کہ رضا قلب سے ناگواری کو نکال دینے کا نام ہے دل میں صرف فرحت اور مسرت ہی باقی رہے۔ جناب رابعہ عدویہ سے دریافت کیا گیا کہ بندہ تقدیر پر کب راضی ہوتا ہے؟ جواب دیا وہ مصیبت پر اس طرح خوش ہونے لگے جس طرح نعمت پر خوش ہوتا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت شبلیؒ نے حضرت جنید بغدادیؒ کے سامنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا، حضرت جنیدؒ نے فرمایا آیت پڑھا ہے کی تنگی کی وجہ سے ہے (یعنی مصیبت کو مصیبت سمجھے اور اس سے ناخوش ہونے کی وجہ سے) اور سینے کی تنگی رضائے الٰہی کے ترک کی وجہ سے ہے۔" حضرت ابوسفیانؒ نے فرمایا رضایہ ہے کہ نہ تو خدا سے جنت کی آرزو کرے اور نہ دوزخ سے پناہ مانگے۔ حضرت ذوالنونؒ مصری نے کہا کہ تین باتیں رضا کی علامتوں میں سے ہیں، قضا سے پہلے اختیار کو ترک کر دینا، اور قضا کے بعد تلخی کو ختم کر دینا اور مصیبت کے دوران محبت کا جوش پیدا ہونا۔ آپ ہی سے یہ بھی منقول ہے کہ رضا تقدیر کی تلخی پر دل کا خوش ہونا ہے اور ابوعثمانؒ سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب دریافت کیا گیا اَسْئَلُکَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ (الٰہی میں تجھ سے قضا کے بعد رضا کا طالب ہوں)۔ حضرت ابوعثمانؒ نے کہا رضا قضائے الٰہی سے پہلے کے معنی ہیں رضا کا عزم کرنا اور قضا کے بعد رضا معنی ہیں قضا پر راضی ہونا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت حسین بن امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ فقر میرے نزدیک غنا ہے، بیماری مجھے صحت سے اور موت حیات سے زیادہ پسندیدہ ہے، آپ نے جواب دیا اللہ تعالیٰ ابوذرؓ پر رحم فرمائے میں کہتا ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی پر بھروسہ کرے وہ خدا کی پسندیدگی کے سوا کسی چیز کی تمنا نہیں کرے گا۔

حضرت فضیلؒ بن عیاضؒ کا ارشاد

حضرت فضیل بن عیاضؒ نے بشر حافیؒ سے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں رضا زہد سے افضل ہے سبب اس کا یہ ہے کہ صاحب رضا اپنے مرتبہ سے بلند مرتبہ کی تمنا نہیں کرتا۔ حضرت فضیلؒ کا یہ فرمانا بجا ہے اس لئے کہ اس قول میں رضا بالحال ہے اور رضا بالحال میں تمام خوبیاں جمع ہیں،

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:۔

"میں نے اپنے کلام اور پیام سے سرفراز کرنے میں تم کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دی پس جو کچھ میں نے تم کو دیا اس کو لے لو اور شکر ادا کرنے والوں میں سے ہو جاؤ"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:۔

"مختلف لوگوں کو ہم نے جو رزق دنیوی بطور امتحان عطا کی ہے تم اس کی طرف نظر نہ اٹھاؤ"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ادب کی تعلیم دی ہے اور آیت وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى میں حال پر قائم رہنے، راضی بہ رضا رہنے اور قضا پر قانع رہنے کی تعلیم ہے مطلب یہ ہے کہ ہم نے جو آپ کو نبوت، قناعت، صبر، ولایت اور قدرت عطا کی ہے وہ ان چیزوں سے کہیں بہتر اور اولیٰ ہے جو دوسروں کو عطا کیا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ ساری خیر حال کی حفاظت اور اس پر راضی رہنے اور مرضی مولیٰ کے سوا ہر چیز کو ترک کر دینے میں ہے اس لئے کہ بندہ کے مطلوب کی ان تین صورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہوگی یا تو وہ اس کا مقسوم ہوگا یا

کسی دوسرے کا مقسوم ہوگا، یا پھر کسی کے لئے بھی نہ ہوگا بلکہ آزمائش کے لئے اس کی تخلیق کیگئی ہوگی، پس اگر اے بندہ وہ تیرا مقسوم ہے تو تجھ تک ضرور پہنچے گا خواہ تو چاہے یا نہ چاہے اس لئے یہ کس طرح مناسب ہے کہ ایسی چیز کی طلب میں تجھ سے بیقراری اور حرص کا اظہار ہو عقل و علم کا فیصلہ اس کو بجا اور اچھا قرار نہیں دیتا۔ اور اگر وہ کسی دوسرے کا مقسوم ہے تو پھر اس کی طلب میں کیوں محنت اور صعوبت برداشت کرتا ہے وہ تجھے ملنے والی نہیں ہے، وہ تجھ تک نہیں پہنچے گی اور اگر وہ کسی کا بھی مقسوم نہیں بلکہ آزمائش ہے تو پھر اس کے لئے اپنے آپ کو آزمائش میں ڈالنا کونسی دانشوری ہے عقلمند اس پر کس طرح خوش ہوگا، اس لئے دانشمند تو اس کی طلب ہی نہیں کرے گا۔

ایک جماعت نے کہا ہے کہ قضا پر راضی رہنا یہ ہے کہ اللہ کا حکم تجھ کو پسند ہو یا نا پسند ہو، تیری نظر میں دونوں برابر ہوں۔ بعض نے کہا ہے کہ قضا کی تلخی (ناگواری) پر صبر کرنا رضا ہے ایک اور قول ہے کہ خدا کے حضور میں اپنے اختیار کو ساقط کر دینا رضا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مدبر حقیقی کے سامنے اپنے اختیار کو ترک کر دینا رضا ہے، کسی نے یہ بھی تعریف کی ہے کہ رضا ترک اختیار کا نام ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اہل رضا وہ ہیں جنہوں نے اپنے دلوں کو اختیار سے خالی کر لیا ہے (اختیار کی جڑ ہی کاٹ دی ہے) وہ نہ اس چیز کو اختیار کرتے ہیں جس کو ان کا دل چاہتا ہے اور نہ ایسی چیز کو اختیار کرتے ہیں جس میں طبعی پہلو ہو، وہ نزول حکم سے پہلے حکم کے منتظر نہیں رہتے بلکہ جب حکم آجاتا ہے جس کے یہ وہ منتظر تھے تو شائق تو اس حکم پر راضی ہو جاتے ہیں۔ اس کو پسند کرتے ہیں اور اس پر خوش ہوتے ہیں یہی صاحب کا یہ قول بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بہت سے بندے ہیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت کا وقت آجاتا ہے تو وہ اس کو اپنے لئے نعمت خداوندی سمجھتے ہیں شکر ادا کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اس خوشی سے وہ اندازہ کر لیتے ہیں کہ بلاشبہ نعمتوں میں مشغول رہ کر منعم کی طرف سے غافل ہونا مضرت رساں ہے اس لئے ان کے دل نعمت کی طرف سے ہٹ کر منعم کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مصیبتیں ان پر نازل ہوتی رہتی ہیں اور ان کے دل مصائب کی طرف سے بے حس ہو جاتے ہیں جب اس مقام پر پہنچکر ان کو قرار حاصل ہو جاتا ہے تو ان کا ربان کا مرتبہ اس درجہ سے بھی اونچا کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی بخششیں اور نعمتیں لامحدود اور بے انتہا ہیں!!

رضا کا ادنیٰ درجہ رضا کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ماسوا اللہ سے بندہ کی امید منقطع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے سوا بندوں سے آس لگانے کی مذمت فرمائی ہے، ایک روایت میں آیا ہے کہ یحییٰ بن کثیر نے کہا کہ "میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ وہ ملعون ہے جس کا اعتماد اپنی ہی جیسی مخلوق پر ہو۔"

حدیث قدسی حدیث قدسی میں آیا ہے کہ "اپنی عزت و جلال اور سخاوت و بزرگی کی قسم میں ہر اس امیدوار کی امید کو ناامیدی سے منقطع کر دوں گا جس نے میرے سوا غیر سے آس لگائی۔ پس ضرور اس شخص کو لوگوں کے درمیان ذلیل کروں گا اور اپنے قرب سے دور کر دوں گا۔ اور اس سے اپنا رشتہ منقطع کر دوں گا، کیا وہ مصیبتوں میں غیر سے امید باندھے بیٹھا ہے حالانکہ مصائب میرے ہاتھ میں ہیں تو بندہ میرے غیر سے آس لگاتا ہے اور غور و فکر کے بعد دوسروں کے دروازے کھٹکھٹاتا ہے حالانکہ وہ دروازے بند ہیں اور ان کی کنجیاں میرے قبضہ میں ہیں جو بندہ مخلوق کو چھوڑ کر مجھے پکارتا

ہے کہ اس کے ہر ارادے کو میں اس کے دل اور اس کی نیت سے معلوم کر لیتا ہوں اور تمام آسمان اور زمین اور ساری کائنات بھی اگر میرے ایسے بندے پر اپنا داؤں چلاتے ہیں تو میں اس کو اس داؤں سے نکلنے کا راستہ دے دیتا ہوں اور اس کو پناہ دیتا ہوں اور جو شخص مجھے چھوڑ کر مخلوق کا دامن تھامتا ہے تو میں آسمان سے اس کی رسیاں کاٹ دیتا ہوں اور اس کے نیچے سے زمین کو کھینچ دیتا ہوں اور پھر دنیا میں اس کو دکھی بنا دیتا ہوں اور وہ تباہ ہو جاتا ہے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ایک صحابی نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے کہ جو شخص لوگوں کے ذریعہ عزت چاہتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے۔ ایک قول ہے کہ جو اپنے جیسی مخلوق پر بھروسہ اور تکیہ کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے، ایسی چیز کی خواہش کرنا جو ادھر ادھر جھانکنے اور ارادوں کے پریشان ہونے اور ذلت و خواری سے حاصل ہوتی ہے اس کی پاداش یہی کافی ہے کہ ایسے آدمی کے اندر وہ تمام خرابیاں جمع ہو جاتی ہیں جو دنیا میں خواری اور خدا سے دوری کا باعث ہوتی ہیں ایسے آدمی کے رزق میں ذرہ برابر بھی اضافہ نہیں ہوتا۔

طمع شرک ہے ایک شخص نے کہا کہ میں مریدوں اور طالبانِ حق کے لئے مضر رساں دلوں کو ویران کرنے والی مقصد سے دور رکھنے والی ارادوں کو منتشر رکھنے والی طمع سے زیادہ کسی چیز کو نہیں جانتا اس کا سبب یہ ہے کہ مرید خواہ کسی درجہ پر ہو طمع اس کے لئے شرک ہے، جس شخص نے اپنی ہی جیسی ہستی سے طمع وابستہ کی جو نقصان پہنچانے پر قادر ہے اور نہ فائدہ پہنچانے پر نہ روکنے پر تو اس نے بادشاہ کی حکومت کو یا غلام کے سپرد کر دی اس لئے وہ مشرک ہو گیا۔ ایسی صورت میں تقویٰ کا ثبوت اس وقت مل سکتا ہے جب چیزوں کو اس کے اصل مالک کی طرف منسوب کیا جائے اسی سے مانگے دوسرے سے طلب نہ کرے، بعض کا قول ہے کہ طمع دریوزہ گری کی طرح ہے اور اس کی شاخیں ریاکاری، شہرت پسندی، تصنع اور جاہ پسندی ہے۔

حواریوں سے حضرت عیسیٰ کا ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا تھا کہ طمع سفاک، قاتل اور بخیل بنانے والی ہے، ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ میں نے ایک بار کسی دنیاوی چیز کی طمع کی تو ہاتف نے پکار کر کہا کہ اے شخص بندوں کی طرف دل کو مائل کرنا آزاد مرید کو زیب نہیں دیتا بلکہ وہ اپنی ہر مراد اللہ سے پا سکتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے بندوں سے ان چیزوں کی طمع بوشیدہ طور پر رکھتے ہیں جو ان کے قبضہ میں ہوتی ہیں لیکن ان کو برکت وہاں سے ملتی ہے جہاں سے ان کو طمع نہیں ہوتی، یعنی منعم حقیقی کے یہاں سے، اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ طمع احوال کی خامی کا سبب ہے یہ متوکل عارفوں کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔

کسی مرید کے دل میں طمع اسی وقت پیدا ہوتی ہے اور دل میں جاگزیں ہوتی ہے جب اس کو اللہ تعالیٰ سے انتہائی دوری ہو جاتی ہے، کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ اس کا مولیٰ اس کو دیکھ رہا ہے پھر بھی وہ اپنی جیسی مخلوق سے طمع کرتا ہے اور خلاف الٰہی اس کو (طمع سے) نہیں روکتا۔

صِدق

صِدق کی اصل صِدق کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بندہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کا قصد کرتا رہتا ہے یہاں تک بارگاہ الٰہی میں اس کو صدیق لکھ لیا جاتا ہے اور بندہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ بولنے کا ارادہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے یہاں اس کو کذاب لکھ لیا جاتا ہے"

بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے داؤد جو مجھے اپنے باطن (دل) میں سچا جانے گا میں اس کو مخلوق کے اندر سچا کروں گا۔ سمجھ لینا چاہئے کہ صدق ہر کام کا ستون ہے۔ ہر کام کی درستی اور تکمیل سچائی ہی سے ہوتی ہے، صِدق نبوت سے دوسرے درجہ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ ۔ جو لوگ راستباز ہیں وہ پیغمبروں، صدیقوں

وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۝ شہیدوں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہیں۔

صادق لفظ صِدق سے اسم فاعل ہے، صِدیق اس سے اسم مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت ہی سچا، صدیق وہ ہے جس سے بار بار سچائی ظاہر ہوتی ہو یہاں تک کہ سچائی اس کی عادت اور ملکہ بن جائے، صدق اس پر محیط ہو گیا ہو گویا صِدق نام ہے ظاہر و باطن کی یکسانیت کا، صادق وہ ہے جو قول میں سچا ہو اور صدیق وہ ہے جو اقوال اعمال اور کل احوال میں سچا ہو، کہا گیا ہے کہ جو شخص یہ خواہش رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رہے تو اس کو چاہئے کہ وہ سچائی کو اپنائے رہے کیونکہ اللہ سچوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضرت جنیدؒ کا ارشاد حضرت جنیدؒ کا ارشاد ہے کہ صادق ایک دن میں چالیس بار بدلتا ہے (اور بہر بار سچ بولتا ہے) اور ریاکار چالیس برس تک ایک حالت (ریاکاری) میں رہتا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ سچائی ہلاکت کے مقام پر بھی کلمۂ حق زبان سے نکالنے کا نام ہے، بعض نے کہا کہ باطن کے موافق زبان سے ادا کرنا صدق ہے، ایک قول یہ ہے کہ ناجائز بات کی ادائیگی سے منہ کو روک لینا صدق ہے، کسی نے کہا کہ اللہ کے لئے تمیز عمل صدق ہے۔ سہل بن عبداللہ نے کہا جو شخص اپنے نفس یا کسی دوسرے شخص کے بارے میں بادہ گوئی کرتا ہے وہ صدق کی بو بھی نہیں سونگھ سکتا!

حضرت ابوسعید قرشی کا ارشاد حضرت ابوسعید قرشی نے کہا کہ صادق موت کے لئے تیار رہتا ہے اور اندرونی حالتوں کے ظاہر ہو جانے سے نہیں جھجکتا! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اگر تم راست گفتار ہو تو موت کی آرزو کرو!

ایک قول ہے کہ بالارادہ توحید کی صحت صدق ہے۔ فرمایا اصل صدق یہ ہے کہ جہاں جھوٹ بولنے سے چھٹکارا ہو سکے وہاں بھی سچ بولے، صادق میں تین خصلتیں ہوتی ہیں جن میں سے دو خطا نہیں کرتیں: اوّل یہ کہ صادق کی عبادت میں حلاوت

ہوتی ہے دوم یہ کہ مخلوق اس سے خوف کھاتی ہے سوم یہ کہ اس کی گفتگو میں تمکنت ہوتی ہے۔

حضرت ذوالنونؒ مصری کی صراحت!

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں "راستی اور سچائی خدا کی تلوار ہے جس سے وار کیا جاتا ہے اور وہ رسّی کو دو ٹکڑوں میں کاٹ دیتی ہے۔ لوگوں نے فتح موصلی سے صدق کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے لوہار کی بھٹی میں جس میں آگ دہک رہی تھی۔ ہاتھ ڈال کر آگ کی طرح دہکتا ہوا لوہا ہاتھ میں اٹھا لیا اور اتنی دیر تک ہاتھ میں لئے رہے کہ وہ ٹھنڈا ہوگیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا یہ صدق ہے۔

حارث محاسبیؒ کا ارشاد

حارث محاسبیؒ سے صدق کی نشانی دریافت کی گئی تو انھوں نے فرمایا، صادق وہ ہے کہ اگر لوگوں کے دلوں سے اس کی قدر و منزلت بالکل جاتی رہے تو اصلاح قلب کے باعث وہ اس کی بالکل پرواہ نہ کرے اور جیتی بڑا برا اپنے حسن عمل کی خبر لوگوں کو ہو جانا پسند نہ کرے اور اگر اس کے اعمال بد کی خبر لوگوں کو ہو جائے تو اس کو گراں نہ گزرے، اگر وہ ناگواری محسوس کرے گا تو یہ اس امر کا ثبوت ہوگا کہ وہ لوگوں کی نظر میں اپنے اعمال سے زیادہ کچھ بننا چاہتا ہے، یہ صدیقین کا خلق نہیں ہے۔ ایک شخص نے کہا جو شخص دوامی فرض ادا نہیں کرتا اس کا وقتی فرض بھی قبول نہیں کیا جاتا۔ ان صاحب سے دریافت کیا گیا کہ دوامی فرض کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا صدق!! فرمایا کہ جب تو اللہ تعالیٰ سے صدق کے ساتھ طلب کرے گا تو اللہ تجھ کو ایک آئینہ عنایت کرے گا جس کے اندر دنیا و آخرت کے تمام عجائبات تجھ پر ظاہر ہو جائیں گے۔

تمت بالخیر

یوم شوال منظم ۱۳۹۱ھ
مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۷۱ء از قلم
ہیچمیداں وہیچمیرز شمس صدیقی بریلوی "الغنیۃ للطالب"
طریق الحق بمطبوعہ مطبع مصطفی البابی الحلبی و اولادہ بمصر
طبع ۱۹۵۶ء سے یہ ترجمہ تمام ہوا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے

Reading of this Book completed on 10th Moharram Al Haram 1437 Hijri 24/10/2015 AD Zohar Sala.

By: Syed Mohibb-e-Ali (Asif)

ہماری چند دیگر اہم کتابیں

صحیح بخاری شریف مترجم۔ مصنفہ ابو عبداللہ۔ مترجمہ مولانا عبدالحکیم خان۔ ہدیہ کامل

مسلم شریف مترجم (کامل عکسی) علامہ مولانا وحید الزماں ہدیہ کامل ۳۰۰/-

ترمذی شریف مترجم عکسی (تالیف مولانا بدیع الزماں برادر علامہ وحید الزماں) ہدیہ کامل

ابوداؤد شریف مکمل مترجم عکسی۔ علامہ وحید الزماں، کامل ہر سہ جلد، ہدیہ

موطا امام مالکؒ ترجمہ وحید الزماں ہدیہ

فیوض یزدانی، ترجمہ الفتح الربّانی۔ مترجمہ الحاج مولوی غاشق الٰہی صاحب میرٹھی ہدیہ

سیرت النبیؐ کامل عکسی، مرتبہ ابن ہشام، ترجمہ مولانا عبدالجلیل، غلام رسول مہر (اول، دوم)

سیرت سید الانبیاءؐ ترجمہ الوفاء۔ امام عبدالرحمٰن ابن جوزی، مترجمہ محمد اشرف سیالوی

رحمۃ اللعالمین کامل عکسی۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

غنیۃ الطالبین عکسی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

رسول رحمتؐ عکسی۔ مولانا ابوالکلام آزاد، مرتبہ غلام رسول مہر

فرہنگ عامرہ (عربی، فارسی، ترکی لغات کا مخزن) محمد عبداللہ خویشی

حصن حصین از مولینا محمد ادریس صاحب

زبورِ عجم (علامہ اقبال) مع شرح۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی

مثنوی پس چہ باید کرد (علامہ اقبال) مع شرح " "

پیامِ مشرق " " " "

اسرار خودی " " " "

مرنے کے بعد کیا ہوگا — مولانا عاشق الٰہی

رموزِ بیخودی	علامہ اقبال	مع شرح	پروفیسر یوسف سلیم چشتی
بانگِ درا	〃	〃	〃
بالِ جبریل	〃	〃	〃
شرحِ ضربِ کلیم	〃	〃	〃
ارمغانِ حجاز	〃	〃	〃
شرح دیوان غالب	〃	〃	〃
کلیاتِ اقبال (عکسی)	علامہ اقبال		

اقبال اور سید سلیمان ندوی (عکسی) — ڈاکٹر طاہر تونسوی

شبلی بحیثیت مؤرخ — وقار عظیم اختر

اقبال مجدد عصر — ڈاکٹر سہیل بخاری

اقبال اور مشاہیر — ڈاکٹر طاہر تونسوی

اقبال اور جمالیات — ڈاکٹر نصیر احمد ناصر

اقبال نئی تشکیل — ڈاکٹر عزیز احمد

معرکۂ کربلا — صادق حسین سردھنوی

آفتاب عالم 〃 〃 〃

اقبال احوال و افکار — عکسی — ڈاکٹر عبادت بریلوی

قرآن مجید مترجم ۸۱ء — مترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی — ہدیہ مجلد ریگزین

〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 امبوز

قرآن مجید معرّیٰ ۳ء — ہدیہ مجلد ریگزین

ہمارے ادارہ کی دیگر اہم کتابیں

بخاری شریف	مترجم	مولانا عبدالحکیم خاں کامل تین جلد مجلد قیمت
مسلم شریف	مترجم	علامہ وحیدالزماں کامل تین جلد مجلد قیمت
ترمذی شریف	〃	〃 〃 〃 دو جلد 〃 〃
ابوداؤد شریف	〃	〃 〃 〃 تین جلد 〃 〃
سنن نسائی شریف	〃	〃 〃 〃 تین جلد 〃 〃
〃 ابن ماجہ شریف	〃	〃 〃 〃 〃 〃
مؤطا امام مالک	〃	〃 〃 〃 〃 〃
سیرت النبی	ابن ہشام	مترجم مولانا عبدالجلیل و غلام رسول مہر کامل دو جلد
سیرت سیدالانبیاء	مترجم	الوفاء امام عبدالرحمٰن ابن جوزی مجلد قیمت
رسول رحمت		مولانا ابوالکلام آزاد مرتبہ غلام رسول مہر مجلد 〃
رحمۃ اللعالمین		قاضی سلیمان سلمان منصور پوری 〃 〃
غنیۃ الطالبین		حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی 〃 〃
فیوض یزدانی	ترجمہ	الفتح الربانی مترجم مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مجلد 〃
تفسیر ابن کثیر عربی اردو کامل ۵ جلد		مولانا عبدالرشید نعمانی 〃 〃
کلیات اقبال عکسی		علامہ اقبال 〃 〃
آفتاب عالم	〃	صادق حسین سردھنوی 〃 〃
معرکۂ کربلا	〃	〃 〃 〃 〃
مرنے کے بعد کیا ہوگا؟		مولانا عاشق الٰہی بلند شہری 〃 〃
حصن حصین		〃 〃
زبور عجم مع شرح	(علامہ اقبال)	شرح پروفیسر یوسف سلیم چشتی 〃 〃
مثنوی پس چہ باید کرد	〃	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
پیام مشرق	〃	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
اسرار خودی	〃	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

بخاری شریف مترجم مع شرح حواشی علامہ وحیدالزماں کامل نو جلد زیر طبع ہے